مستند نماز حنفی

نماز حنفی کا احادیث، صحابہؓ و تابعینؒ سے ثبوت
غیر مقلدین کی نماز کے اختلافی مسائل کے
متعلق لاجواب سوالات

تألیف

مولانا اِمداد اللہ انور
اُستاذ جامعہ قاسم العلوم، مُلتان
اُستاذ التفسیر جامعہ صدیقیہ، بہاولپور
خلیفہ مجاز حضرت سید نفیس الحسینی قدس سرہ العزیز

دارُ المعارف، مُلتان

مستند نماز حنفی

تالیف
حضرت مولانا مفتی امداد اللہ انور دامت برکاتہم

ناشر
دارالمعارف ملتان

کاپی رائٹ کے تمام حقوق محفوظ ہیں

مستند نماز حنفی

نام کتاب — مستند نماز حنفی

تالیف — حضرت مولانا مفتی امداد اللہ انور دامت برکاتہم
رئیس التحقیق والتصنیف دار المعارف ملتان
استاذ تخصص فی الفقہ جامعہ قاسم العلوم ملتان
سابق معین التحقیق، مفتی جمیل احمد تھانوی جامعہ اشرفیہ لاہور
سابق معین مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان
سابق استاذ جامعہ دار العلوم الاسلامیہ لاہور

ناشر — مولانا امداد اللہ انور دار المعارف ملتان

اشاعت اول : صفحا ۔ ۴۰۰ ... الثانی ۱۴۲۸ھ اپریل ۲۰۰۷ء

ہدیہ — /=

ملنے کے پتے

مولانا مفتی محمد امداد اللہ انور جامعہ قاسم العلوم، گلگشت ملتان

مکتبہ رحمانیہ اقرأ سنٹر اردو بازار لاہور	نور محمد کارخانہ تجارت کتب آرام باغ کراچی
مکتبۃ العلم اردو بازار لاہور	بیت القرآن اردو بازار کراچی
صابر حسین شمع بک ایجنسی اردو بازار لاہور	اسلامی کتب خانہ بنوری ٹاؤن کراچی
مکتبہ سید احمد شہید اردو بازار لاہور	مکتبہ رشیدیہ اردو بازار کراچی
مکتبہ الحسن حق سٹریٹ اردو بازار لاہور	مکتبہ زکریا بنوری ٹاؤن کراچی
ادارہ اسلامیات انارکلی لاہور	مکتبہ فریدیہ جامعہ فریدیہ E/7-اسلام آباد
بک لینڈ اردو بازار لاہور	مکتبہ رشیدیہ راجہ بازار راولپنڈی
مکتبہ قاسمیہ اردو بازار لاہور	مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ
مولانا اقبال نعمانی سابقہ طاہر نیوز پیپر صدر کراچی	مکتبہ عارفی جامعہ امدادیہ ستیانہ روڈ فیصل آباد
مظہری کتب خانہ گلشن اقبال، کراچی	مکتبہ مدینہ بیرون مرکز رائے ونڈ
فیروز سنز لاہور۔کراچی	مدرسہ نصرت العلوم گھنٹہ گھر گوجرانوالہ
مکتبہ دار العلوم کراچی ۱۴	مکتبہ رشیدیہ نزد جامعہ رشیدیہ ساہیوال
قدیمی کتب خانہ آرام باغ کراچی	ادارہ تالیفات اشرفیہ چوک فوارہ ملتان
اسلامی کتب خانہ بنوری ٹاؤن کراچی	مکتبہ امدادیہ نزد خیر المدارس ملتان
دار الاشاعت اردو بازار کراچی	عتیق اکیڈمی بوہڑ گیٹ ملتان
ادارۃ المعارف دار العلوم کراچی ۱۴	بیکن بکس اردو بازار گلگشت ملتان
فضلی سنز اردو بازار کراچی	مکتبہ حقانیہ نزد خیر المدارس ملتان
درخواستی کتب خانہ بنوری ٹاؤن کراچی	مکتبہ مجیدیہ بیرون بوہڑ گیٹ ملتان

اور ملک کے بہت سے چھوٹے بڑے دینی کتب خانے

فہرست مضامین

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للّٰہ الذی فطر الانام علی ملة الاسلام والإهتداء، وجبلهم علی الملة الحنیفیة السمحة السهلة البیضاء، ثم انهم غشیهم الجهل ووقعوأسفل السافلین وادرکهم الشقاء، فرحمهم ولطف بهم وبعث الیهم الانبیاء، لیخرج بهم من الظلمات الی النور ومن المضیق الی الفضاء، وجعل طاعته منوطة بطاعتهم فیا للفخر والعلاء، ثم وفق من اتباعهم لتحمل علومهم وفهم اسرار شرائعهم من شاء، فاصبحوا بنعمة اللّٰہ حائزین لإسرارهم فائزین بانوارهم وناهیک به من علماء، وفضل الرجل منهم علی الف عابد وسموا فی الملکوت عظماء، وصاروا بحیث یدعولهم خلق اللّٰہ حتی الحیتان فی جوف الماء، فصل اللهم وسلم علیهم وعلی ورثتهم مادامت الارض والسماء، وخص من بینهم سیدنا محمد المؤید بالآیات الواضحة الغراء، بأفضل الصلوات واکرم التحیات واصفی الاصطفاء، وأمطر علی آله واصحابه شآبیب رضوانک وجازهم احسن الجزاء. امابعد:

اسلام حضرت آدم علیہ السلام سے لیکر حضرت خاتم النبیین محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم تک ہر نبی ورسول تک ضرورت زمانیہ کے مطابق وحی الٰہی کے ذریعہ انسان وجنات کیلئے اتارا گیا ہے، مقاصد ومطالبات خداوندیہ تک پہنچنے کے دوذرائع ہیں ایک کتاب کا ذریعہ اور ایک انبیاء اور رسل کا ذریعہ، اللہ تعالیٰ نے ان دونوں ذرائع کوانسانی ہدایت کیلئے استعمال فرمایا، کتاب تومخصوص رسولوں پرنازل فرمائی مگر وحی ہر نبی ورسول پراتاری، کوئی کتاب بغیر رسول کے کسی انسان وجن کیلئے ذریعہ ہدایت نہیں بنی اس لئے اس کو بغیر رسول کے نہیں اتارا گیا، بخلاف انبیاء ورسل کے

کہ وہ بغیر کتب کے بھی معبوث کیے گئے ہیں، راز اس کا یہ ہے کہ علم خداوندی اور اسرار و حکم خداوندی جو کتاب الٰہی میں موجود ہوتے ہیں کسی انسان کے ادراک میں نہیں آسکتے، اس لئے اگر کوئی انسان محض سلامتیٔ طبع کے ساتھ بھی اس کو غور کر کے اس سے مقاصد واحکام الٰہیہ کی جستجو کرے گا تو بھی کبھی کامیاب نہیں ہوسکتا، اس لئے کتب مقدسہ الٰہیہ کے سمجھانے کیلئے ہر کتاب کے ساتھ کوئی نہ کوئی نبی مرسل ضرور بھیجا ہے تاکہ وہ مرادات خداوندی کی صحیح تشریحات اور ان پر عمل کر کے اعتقادی اور عملی دونوں پہلوؤں کی امت کیلئے رہنمائی کرے، اس طریقہ الٰہیہ سے معلوم ہوا کہ نبی کی تشریحات کے بغیر محض اپنی عقل سے اور عربی لغات سے قرآن وسنت کو سمجھنا گمراہی ہے۔

آنحضرت ﷺ نے جس نجات یافتہ گروہ کی نشاندہی فرمائی ہے اس کیلئے یہ ضابطہ مقرر کیا ہے کہ وہ راستہ جس پر میں اور میرے صحابہ ہوں گے وہی نجات دینے والا ہے، آپ کے ارشاد سے معلوم ہوا کہ جہاں قرآن وسنت مسلمان کیلئے حجت ہے وہاں صحابہ کرامؓ بھی حجت ہیں۔

اس ضابطہ کو امام الائمہ حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے اجتہاد میں استعمال فرمایا (۱) آپ سب سے پہلے قرآن کریم سے مسئلہ استنباط کرتے ہیں (۲) سنت نبویہ سے (۳) صحابہ کرام سے، اس سے مسئلہ کی تلاش میں قرآن، سنت اور صحابہ کے قول وفعل بیک وقت استعمال کر کے صحیح مؤقف کو حاصل کرتے ہیں، اگر کوئی مسئلہ ان تینوں صورتوں میں سے کسی سے بھی واضح طور پر نہ ملے تو ان تینوں چیزوں سے قیاس شرعی کر کے مسئلہ نکالتے ہیں اپنی طرف سے کچھ بھی نہیں کہتے کیونکہ جو مسائل شریعت کے واضح ہیں ان میں اجتہاد کی نہ گنجائش ہوتی ہے اور نہ وہ ان میں اجتہاد کرتے ہیں اور جہاں مسائل شریعت ان تینوں میں پوشیدہ ہوں تو ان کو ظاہر کرتے ہیں اس کی مثال کیلئے فقہائے اسلام کی تخریج مسائل کی کتب بھری پڑی ہیں۔

یہ اجتہاد کا عمل اس درجہ کے عالم کا کام ہے جو علوم اجتہاد سے مکمل باخبر ہو اور جو شخص اس درجہ میں نہ ہو وہ عامی ہے وہ مجتہد کی تقلید کرے وہ اجتہاد نہ کرے، بعض علماء مجتہد مطلق کے درجہ پر تو نہیں ہوتے مگر وہ اپنے مجتہد مطلق کے اصولوں کے ماتحت چل کر جزوی مسائل کی تحقیق یا تخریج یا فتوی کا کام انجام دیتے ہیں۔

اس وقت علمائے ملت کا اس مسئلہ پر اجماع قائم ہو چکا ہے کہ ائمہ اربعہ میں سے کسی ایک امام کی تقلید واجب ہے جیسا کہ شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ کے حوالہ سے لکھا ہے کہ یہ مذاہب اربعہ حق ہیں جس علاقہ میں جس امام کا مذہب مروج ہو اس پر کاربند رہے تا کہ عوام مسلمین میں مذہبی انتشار نہ پھیلے، اور جس مذہب کی پیروی کرے مکمل کرے، حسب منشأ مختلف مذاہب کے مسائل کا انتخاب نہ کرے۔ ایسا کرنا اتباع خواہش ہے اور دین میں اتباع خواہش حرام ہے۔

مستند نماز حنفی

قرب قیامت کے فتنوں میں سے اس زمانہ میں ایک فتنہ کچھ عرصہ پہلے سے ایسا رونما ہوا ہے جس نے فقہاء اسلام سے بیزاری اختیار کرتے ہوئے بذات خود فقہی مسائل کا قرآن وحدیث سے استنباط شروع کر دیا ہے بلکہ یہ استنباط ہی کیا ہے نہ صحیح طرز تحقیق بلکہ نہ علم تحقیق سے کوئی واسطہ نہ علوم استنباط سے کوئی سابقہ نہ تبحر علوم قرآن وحدیث نہ قواعد تحقیق وتخریج کا علم نہ کسی مجتہد کی شاگردی غرض مسائل دینیہ کے سمجھنے کیلئے جتنے علوم اور قواعد کی ضرورت ہے سب سے یتیم صرف قرآن پاک کا ترجمہ پڑھ لیا اور چند حدیث کی کتابوں کے ترجمے سامنے رکھ لئے اور بن گئے مجتہد اور دنیا کے مسلم مجتہدین اور فقہاء اسلام کو برا کہنے لگے' قرآن و حدیث کے خوبصورت نعرے سے عام مسلمانوں کو اکابرین اسلام کے طریقہ سے باغی بنایا اور خود بھی اسی چھاپ میں آ گئے'

اور تحقیق کی دوڑ میں ان کو چند ایک مسائل ہی یاد رہے فاتحہ خلف الامام' رفع یدین' آمین بالجہر' تراویح' تین طلاقیں وغیرہ اور ان کے دلائل کیلئے بھی علماء شوافع اور شافعی محدثین کا دروازہ کھٹکاتے ہیں۔

باقی مسائل میں وہ عموماً ہمارے احناف کی کتابیں ہی پڑھ کر مسائل سیکھتے ہیں جیسا کہ ان کے مدارس میں ہماری ہی فقہ' میراث اور اصول فقہ کی کتابیں پڑھائی جاتی ہیں جب اعتراض کیا جائے تو کہتے ہیں ہم حنفیوں کی کتابیں تنقید کیلئے پڑھتے پڑھاتے ہیں اور ان کی تنقید کا میں نے خود حال دیکھا تھا ایک مدرسہ میں ایک عمر رسیدہ غیر مقلد مولوی صاحب ہماری فقہ کی قدوری شریف پڑھا رہے تھے پچاس مسائل میں سے صرف ایک مسئلہ پر تنقید کی کہ حنفی مؤلفۃ القلوب کو صدقات کا مصرف نہیں مانتے حالانکہ یہ مسئلہ ایسا ہے کہ اس پر صحابہ کرام کا اجماع ہو گیا تھا کہ مؤلفۃ القلوب کو اب صدقات میں سے کچھ نہیں دیا جائے گا' سوچنے کا مقام یہ ہے کہ پچاس میں سے ایک مسئلہ تنقید کیلئے ملا اور اس کو بھی غلط تنقید کا نشانہ بنایا باقی انچاس کو تو مان ہی لیا۔

فقہ حنفی کی کتابوں میں لاکھوں مسائل لکھے ہوئے ہیں جن سے بارہ تیرہ سو سال سے امت مستفید ہو رہی ہے۔

غیر مقلدین کو اعتراض کیلئے ملے تو وہ بھی چند ایک مسائل اگر انصاف سے کام لیتے تو باقی مسائل کے حق ہونے کا تو برملا اعلان کر دیتے اور اگر علم کی بنا پر اختلاف نہیں ہے تو چند عام سے مسائل جو حنفیہ شافعیہ وغیرہ کے درمیان مختلف فیہ ہیں ان کو لے لینا باقی مسائل میں اپنی طرف سے کچھ تنقید نہ کرنا کیا یہ فقہ حنفی کی عمومی تائید نہیں ہے۔

غیر مقلدین کو چاہئے تھا کہ وہ آئمہ مجتہدین کے باہمی اختلافی مسائل کے بجائے فقہ حنفی کے ایسے مسائل نکالتے جن میں انہوں نے اپنی تحقیق سے اختلاف کیا ہوتا اور اس پر قرآن و حدیث کے دلائل دیئے ہوتے اور پھر کہتے کہ فقہ حنفی قرآن و

حدیث کے خلاف ہے تو کسی درجے میں ان کی بات کی کوئی شنوائی ہوتی یہ تو سرے سے اختلافی مسائل ہی وہ لیتے ہیں جو پہلے سے مجتہدین میں مختلف فیہ چلے آ رہے ہیں اس لئے نہ تو ان کا کوئی الگ مذہب تسلیم کیا جا سکتا ہے اور نہ ہی ان کو محقق یا مجتہد بلکہ ایک علاقے میں موجود اور قدیمی طریقہ عمل پر چلنے والے مسلمانوں میں ترک تقلید کے فتنے کو ہوا دیتے ہوئے مسلمانوں کو ان کے مسلمہ طریقہ سے منحرف کرتے ہیں جس کو دین کی خدمت نہیں کہا جا سکتا۔

ایک صدی سے ہمارے علماء غیر مقلدین سے مطالبہ کرتے آئے ہیں کہ اگر تمہاری کوئی مستقل فقہ ہے تو اس پر مکمل اور مفصل کتابیں تو لاؤ۔

لیکن چونکہ ان کی نہ تو کوئی مستقل فقہ ہے نہ کوئی مکمل مفصل کتاب۔

یہ تو ان کے علماء کا حال ہے باقی رہے عام غیر مقلد تو وہ اپنے غیر مقلد علماء کے مقلد ہیں کیونکہ جو کچھ ان کو ان کے علماء بتاتے ہیں اس کو قرآن وحدیث سمجھ کر قبول کر لیتے ہیں بس ان عام غیر مقلدوں کے سامنے غیر مقلد مولوی صاحب کا آمین اونچی آواز سے کہنا اور رفع یدین کرنا دیکھ لیں تو وہ جو کچھ بھی کہے قبول کر لیتے ہیں حالانکہ غیر مقلد مولوی عام غیر مقلد کو عموماً کوئی دلیل قرآن وحدیث کی بیان کر کے مسئلہ نہیں بتاتا سوائے چند اختلافی مسائل کے۔

اس طرح سے یہ لوگ تقلید کو خود شرک کہہ کر اس شرک میں مبتلا ہو جاتے ہیں پتہ نہیں غیر مقلدین کو امت کے علماء وفقہاء سے عداوت اور اپنے غیر مقلد علماء سے اتنا محبت کیوں ہے۔

غیر مقلدین کے علماء اپنے عوام کے سامنے اور اپنی کتابوں میں ہمارے نماز کے مسائل کے خلاف کہتے اور لکھتے رہتے ہیں اور یہ دعوی کرتے ہیں کہ احناف کی نماز قرآن وحدیث کے خلاف ہے۔

اس لئے اپنے حلقہ احباب کی طرف سے پُرزور خواہش اور مطالبہ تھا کہ نماز

کے مسائل پر ایسی کتاب لکھ دیں جن میں ہمارے نماز کے متعلق تقریباً تمام مسائل کے دلائل آ جائیں اور ساتھ ہی ان کے اہم مسائل پر دلائل کے جوابات اور ان پر ان کے مسلمات کے مطابق سوالات بھی جمع کر دیں تاکہ ہمیں اپنی بھی تسلی ہو اور غیر مقلدین کے اعتراضات کے جوابات بھی دے سکیں۔

چنانچہ ان کے اس مطالبہ پر ناچیز نے اپنے مسلک کے عوام کیلئے اپنے بزرگوں کی کتابوں سے قرآن وسنت اور صحابہ وتابعین اور ائمہ اسلام اور محدثین اور کتب اسماء الرجال سے چیدہ چیدہ دلائل جمع کر دئے ہیں اور اگر مخالفین بھی اپنی اصلاح کے طور پر اس سے استفادہ کرنا چاہیں تو اللہ ان کو بھی اس سے فائدہ عطاء فرمائے ورنہ اس کے اصل مخاطب اپنے مسلک کے حضرات ہیں۔

غیر مقلدین سے سوالات کے متعلق جو چیزیں جمع کی گئی ہیں وہ حضرت مولانا محمد امین اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب غیر مقلدین کی غیر مستند نماز سے ماخوذ ہیں حضرت کا انداز تو کافی سخت تھا احقر نے ایسی عبارتوں کو قابل ہضم بنانے کی کافی کوشش کی ہے تاکہ غیر مقلد دوستوں کو رنجش نہ ہو بلکہ ان سوالات کے جوابات سنجیدگی سے سوچیں شاید اللہ تعالی صحیح سوچ دے کر ان کو بھی اللہ تعالی ترک تقلید سے نکال کر تقلید واتباع کے دھارے میں لے آئے۔ اور اکابر اسلام سے بیزاری اور اختلاف سے بچالے۔

ہم نے اس کتاب میں بہت کم دلائل بیان کئے ہیں تاکہ کتاب کی ضخامت زیادہ نہ ہو صرف ضرورت کی چیزیں ذکر کر دی ہیں تفصیلی دلائل کے لئے حدیث اور اہلحدیث، ترجمہ اعلی السنن، نماز پیمبر، رسول اکرم کا طریقہ نماز، احسن الکلام، نور الصباح، اظہار التحسین وغیرہ کی طرف رجوع فرمائیں۔

فقط

امداد اللہ انور

مسائل طہارت

۲۴

مسئلہ نمبر ۱

وضو کرتے وقت بسم اللہ پڑھنا مستحب ہے فرض نہیں

(حدیث نمبر ۱) عن ابی هریرة رضی اللّٰه تعالٰی عنه قال قال رسول اللّٰه ﷺ یَااَبَا هُرَیْرَةَ اِذَا تَوَضَّأْتَ فَقُلْ بِسْمِ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ فَاِنَّ حَفَظَتَکَ لَاتَبْرَحُ تَکْتُبُ لَکَ الْحَسَنَاتِ حَتّٰی تَحْدُثَ مِنْ ذٰلِکَ الْوُضُوْءِ.

(معجم طبرانی صغیر ج ۱ ص ۷۳ واسنادہ حسن: مجمع الزوائد ج ۱ ص ۲۲۰)

(ترجمہ) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا اے ابو ہریرہ جب تو وضو کرنے لگے تو بسم اللّٰه اور الحمد للّٰه کہہ بلاشبہ تیرے محافظ فرشتے تیرے لئے مسلسل نیکیاں لکھتے رہیں گے حتیٰ کہ تو اس وضو سے بے وضو ہو جائے۔

(حدیث نمبر ۲) (عن البراء مرفوعا) مَا مِنْ عَبْدٍ یَقُوْلُ حِیْنَ یَتَوَضَّأُ بِسْمِ اللّٰهِ ثُمَّ یَقُوْلُ بِکُلِّ عُضْوٍ اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِیْکَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ ثُمَّ یَقُوْلُ حِیْنَ یَفْرُغُ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِیْ مِنَ التَّوَّابِیْنَ وَاجْعَلْنِیْ مِنَ الْمُتَطَهِّرِیْنَ اِلَّا فُتِحَتْ لَهٗ ثَمَانِیَةُ اَبْوَابِ الْجَنَّةِ یَدْخُلُ مِنْ اَیِّهَا شَاءَ فَاِنْ قَامَ مِنْ فَوْرِهٖ ذٰلِکَ فَصَلّٰی رَکْعَتَیْنِ یَقْرَأُ فِیْهِمَا وَیَعْلَمُ مَا یَقُوْلُ اِنْتَقَلَ مِنْ صَلَاتِهٖ کَیَوْمٍ وَلَدَتْهُ اُمُّهٗ ثُمَّ یُقَالُ لَهُ اسْتَأْنِفِ الْعَمَلَ.

(کنز العمال ج ۹ ص ۲۹۹)

(ترجمہ) حضرت براء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص وضو کرتے وقت بسم اللہ کہے پھر ہر عضو کو دھوتے وقت "اشهد ان لا اله الا الله وحده لاشريک له واشهد ان محمدا عبده ورسوله" کہے، پھر وضو سے فارغ ہو کر اللهم اجعلني من التوابين واجعلني من المتطهرين کہے تو اس کے لئے جنت کے آٹھوں دروازے کھول دیئے جائیں گے وہ جس سے چاہے داخل ہو جائے۔ پھر اگر وضو سے فارغ ہوتے ہی فوراً دو رکعتیں اس طرح سے پڑھے کہ ان میں قراءت کرے اور جو کچھ کہہ رہا ہے اس کا اسے علم بھی ہو تو وہ اپنی نماز سے ایسے فارغ ہوتا ہے جیسے وہ اس دن (گناہوں سے پاک) تھا جس دن اسے اس کی ماں نے جنا تھا، پھر اس سے کہا جاتا ہے کہ اب نئے سرے سے (نیک) عمل کر۔

(حدیث نمبر۳) عن رِفاعةَ بْنِ رافِعٍ اَنَّهُ كَانَ جَالِسًا عِنْدَ النبيِّ ﷺ فَقَالَ اِنَّهَا لا تَتِمُّ صَلاةٌ لِاَحَدٍ حَتّٰى يُسْبِغَ الْوُضُوْءَ كَمَا اَمَرَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى يَغْسِلُ وَجْهَهُ وَيَدَيْهِ اِلَى الْمِرْفَقَيْنِ وَيَمْسَحُ بِرَأْسِهٖ وَرِجْلَيْهِ اِلَى الْكَعْبَيْنِ. (ابو داود ج ۱ ص ۱۲۴ ابن ماجة ص ۳۶)

(ترجمہ) حضرت رفاعہ بن رافع رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ وہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ آپ نے فرمایا کسی کی نماز اس وقت تک کامل نہیں ہوتی جب تک کہ وہ اچھی طرح سے وضو نہ کرے جیسا کہ اللہ نے وضو کا حکم دیا ہے، کہ اپنے چہرہ کو دھوئے دونوں ہاتھ کہنیوں سمیت دھوئے اپنے سر کا مسح کرے اور دونوں پاؤں ٹخنوں سمیت دھوئے۔

پہلی اور دوسری حدیث میں آپ ﷺ نے بسم الله اور الحمدلله پڑھنے کی ترغیب دی ہے اور ترغیب مستحب احکام کیلئے ہوتی ہے نہ کہ فرض واجب کیلئے، پس اس حدیث سے ثابت ہوا کہ وضو کے شروع میں بسم الله

پڑھنا مستحب ہے فرض وواجب نہیں۔
تیسری حدیث میں حضور ﷺ نے وضو میں بسم اللہ کا ذکر نہیں کیا بلکہ ارشاد خداوندی کے حوالہ سے صرف وضو کے ارکان کا ذکر کیا اگر بسم اللہ کے بغیر وضو درست نہ ہوتا تو آپ بسم اللہ کا بھی اس موقع پر ضرور بیان فرماتے۔

مسئلہ نمبر۲

سر کا مسح

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث ہے:

(حدیث نمبر۴) اِنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ تَوَضَّاَ فَمَسَحَ عَلٰی نَاصِیَتِہٖ.

(مسلم ص ۱۳۴ جلد اوّل، باب المسح علی الخفین، مشکوٰۃ ص ۴۶، ابو داود ص ۲۲ جلد اوّل)

(ترجمہ) نبی اکرم ﷺ نے وضو بنایا تو اپنی پیشانی کے بالوں پر مسح کیا۔

(تشریح) حضور ﷺ کا اپنے سر کی پیشانی کے بالوں پر مسح کرنا اس امر کی دلیل ہے کہ سر پر مسح کی مقدار صرف اتنا ہے اور یہ چوتھائی سر کی مقدار میں ہے اور یہی فرض ہے اگر کوئی چوتھائی سر کا مسح نہ کرے گا تو اس کا وضو نہ ہوگا۔

پورے سر کا مسح کرنا سنت ہے جو کہ دیگر احادیث سے ثابت ہے۔

مسئلہ نمبر ۳

پگڑی کا مسح

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث ہے:

(حدیث نمبر ۵) قَالَ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَوَضَّأُ وَ عَلَيْهِ عِمَامَةٌ قِطْرِيَّةٌ فَاَدْخَلَ يَدَهٗ مِنْ تَحْتِ الْعِمَامَةِ فَمَسَحَ مُقَدَّمَ رَأْسِهٖ فَلَمْ يَنْقُضِ الْعِمَامَةَ.

(ابو داود ج ا ص ۲۱، باب المسح علی العمامۃ، مستدرک حاکم)

(ترجمہ) حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے جناب رسول اللہ ﷺ کو وضو بناتے ہوئے دیکھا آپ (کے سر مبارک) پر قطری کپڑے کی پگڑی تھی آپ نے اپنا ہاتھ پگڑی کے نیچے داخل کر کے اپنے سر مبارک کے اگلے حصے کا مسح فرمایا اور پگڑی کو نہیں کھولا۔

(تشریح) اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر کسی نے سر پر رومال یا پگڑی باندھ رکھی ہو تو اس پر سر کیلئے مسح کافی نہیں بلکہ مسح کیلئے ہاتھ پانی سے تر کر کے کم از کم چوتھائی سر پر مسح کرنا ضروری ہے اگر ایسا نہ کیا تو اس کا مسح درست نہ ہوگا اور جب مسح درست نہ ہوا تو نہ وضو درست ہوا نہ نماز۔

غیر مقلد کا دھوکہ

(۱) مولوی محمد یوسف جے پوری غیر مقلد اپنی کتاب حقیقۃ الفقہ صفحہ ۱۹۴ پر لکھتے ہیں کہ عمامہ پر مسح جائز ہے۔ (ہدایہ صفحہ ۱۰ ج ۱)

حالانکہ ہدایہ کی اصل (عربی) عبارت یہ ہے۔ **لا یجوز المسح علی العمامۃ** پگڑی پر مسح جائز نہیں ہے۔

مسئلہ نمبر۴

گدی پر مسح کرنا مستحب ہے

سر اور کانوں کا مسح کر لینے کے بعد اسی پانی سے گردن کا مسح کرنا۔

(حدیث نمبر۶) عَنْ مُوسٰی بن طَلْحَةَ . قَالَ مَنْ مَسَحَ قَفَاهُ مَعَ رَأْسِهٖ وُ قِيَ الْغَلَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ . قَالَ ابْنُ حَجرٍ هٰذَا وَاِ نْكَانَ مَوْقُوْفاً فَلَهٗ حُكْمُ الرَّفْعِ لِاَنَّ هٰذَا لَا يُقَالُ مِنْ قِبَلِ الرَّأْيِ.

(التلخيص الحبير ج ۱ ص ۹۲)

(ترجمہ) حضرت موسیٰ بن ابی طلحہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جس نے سر کے ساتھ گدی کا مسح کیا وہ قیامت کے دن گردن میں طوق پہنائے جانے سے بچا لیا جائے گا۔

علامہ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ موقوف حدیث مرفوع حدیث کے حکم میں ہے۔ کیونکہ ظاہر ہے کہ ایسی بات اپنی طرف سے نہیں کہی جا سکتی۔

حضرت موسیٰ بن طلحہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔

(حدیث نمبر۷) مَنْ مَسَحَ قَفَاهُ مَعَ رَاْسِهٖ وُقِيَ مِنَ الْغَلِّ.

(شرح احیاء العلوم للعلامہ الزبیدی ج۲ ص ۳۶۵ وغیرہ)

(ترجمہ) جس نے سر کے ساتھ اپنی گردن کا مسح کیا وہ طوق پہننے سے بچا لیا جائے گا۔

(فائدہ) یہ حدیث اگرچہ موقوف ہے مگر حکماً مرفوع ہے کیونکہ ظاہر ہے کہ اس حدیث میں گردن کے مسح کا جو مخصوص ثواب وفائدہ بیان کیا گیا ہے اس میں کسی اجتہاد یا رائے و قیاس کو دخل نہیں، کیونکہ کسی عمل کا مخصوص ثواب یا مخصوص عذاب بیان کیا جانا اجتہاد و قیاس سے خارج ہے۔ لہٰذا صحابی رسول ﷺ کی

اس طرح کی حدیث حکماً مرفوع حدیث ہوتی ہے۔ شارح بخاری حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ نے اصول حدیث کی مشہور کتاب شرح نخبۃ الفکر میں اس بات کو بہت تفصیل سے بیان کیا ہے۔

مسند الفردوس میں محدث دیلمی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے گردن کے مسح کی حدیث مرفوعاً نقل کی ہے (وقایہ ج ا ص ۹) گو یہ حدیث سنداً ضعیف ہے لیکن فضائل اعمال میں بالاتفاق ضعیف حدیث بھی قابل عمل ہوتی ہے (وقایہ ج ا ص ۹)۔

(حدیث نمبر ۸) عَنْ لَيْثٍ عَنْ طَلْحَةَ بْنِ مَصْرَفٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ اَنَّهٗ رَاٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ مَسَحَ مُقَدَّمَ رَأْسِهٖ حَتّٰى بَلَغَ الْقَذَالَ مِنْ مُقَدَّمِ عُنُقِهٖ. (طحاوی ج ا ص ۲۸)

(ترجمہ) حضرت طلحہ بن مصرف بروایت اپنے والد، اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے جناب رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ نے اپنے سر کے اگلے حصہ پر مسح کیا حتیٰ کہ آپ (اپنے ہاتھ کو) گدی کے اوپر والے حصہ تک لے گئے۔

(اس حدیث سے بھی گدی پر مسح کرنے کا ثبوت موجود ہے)۔

غیر مقلد کا دھوکہ

(۲) مولوی محمد یوسف غیر مقلد حقیقۃ الفقہ میں لکھتے ہیں (۹۷) گردن کا مسح بدعت ہے اور اس کی حدیث موضوع ہے۔

(ہدایہ صفحہ ۱۸ و صفحہ ۱۹۳ ج ا)

حالانکہ یہ بالکل جھوٹ ہے۔ ہدایہ میں یہ عبارت ہرگز نہیں ہے۔

مسئلہ نمبر ۵

جرابوں پر مسح

اس اہم مسئلہ میں چونکہ عام لوگ غلطی میں مبتلا ہیں لہٰذا ذیل میں اس کی تفصیل ذکر کی جاتی ہے۔ جرابوں پر مسح کے جواز میں چھ قسم کے دلائل پیش کئے جاتے ہیں۔

۱۔ عَنْ مُغِيْرَةَ قَالَ تَوَضَّأَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَسَحَ عَلَى الْجَوْرَبَيْنِ وَالنَّعْلَيْنِ. (ترمذی)

۲۔ عَنْ أَبِيْ مُوْسٰى أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَوَضَّأَ وَمَسَحَ عَلَى الْجَوْرَبَيْنِ وَالنَّعْلَيْنِ. (بیهقی، ابن ماجه)

۳۔ عَنْ بِلَالٍ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمْسَحُ عَلَى الْخُفَّيْنِ وَالْجَوْرَبَيْنِ. (طبرانی)

۴۔ قَالَ ابْنُ حَجَرٍ رَوَاهُ الطَّبْرَانِيُّ بِسَنَدَيْنِ، رُوَاةُ اَحَدِ هِمَا ثِقَاتٌ.

۵۔ اِسْتَدَلَّ اِبْنُ الْقَيِّمِ بِعَمَلِ بَعْضِ الصَّحَابَةِ.

۶۔ عَنْ ثَوْبَانَ قَالَ بَعَثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَرِيَّةً فَأَصَابَهُمُ الْبَرْدُ فَلَمَّا قَدِمُوْا عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَكَوْا اِلَيْهِ مَا أَصَابَهُمْ مِنَ الْبَرْدِ فَأَمَرَهُمْ أَنْ يَمْسَحُوْا عَلَ الْعَصَائِبِ وَالتَّسَاخِيْنَ. (ابو داود)

ذیل میں ان دلائل کا ترتیب وار جائزہ بحوالہ تحفۃ الأحوذی (غیر مقلد کی کتاب سے) پیش کیا جاتا ہے۔

پہلی دلیل کا جائزہ

عَنْ مُغِيْرَةَ قَالَ تَوَضَّأَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَسَحَ عَلَى الْجَوْرَبَيْنِ وَالنَّعْلَيْنِ.

(ترجمہ) حضرت مغیرہؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو کیا اور جرابوں اور جوتیوں پر مسح کیا۔

علماء محدثین رحمۃ اللہ علیہم فرماتے ہیں کہ اس حدیث سے قطعاً استدلال نہیں کیا جا سکتا کیونکہ

۱۔ امام بیہقی اس حدیث کو ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں کہ: یہ حدیث منکر ہے۔ سفیان ثوری، عبدالرحمٰن بن مہدی، امام احمد بن حنبل، ابن المدینی اور امام مسلم جیسے جلیل القدر علماء نے اس حدیث کو ضعیف قرار دیا ہے۔

امام مسلم فرماتے ہیں کہ اس حدیث کے راوی ابوقیس اور ہذیل نے اس حدیث کے بقیہ تمام راویوں کی مخالفت کی ہے چونکہ سب نے صرف موزوں پر مسح کو نقل کیا ہے لہٰذا ابوقیس و ہذیل جیسے راویوں کی وجہ سے قرآن کو نہیں چھوڑا جا سکتا۔

۲۔ علامہ نووی فرماتے ہیں کہ حفاظِ حدیث اس روایت کے ضعیف ہونے پر متفق ہیں لہٰذا امام ترمذی کا یہ کہنا قبول نہیں کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

۳۔ عبدالرحمٰن بن مہدی فرماتے ہیں کہ یہ حدیث میرے نزدیک غیر مقبول ہے۔

۴۔ امام نسائی فرماتے ہیں کہ کسی ایک راوی نے بھی ابوقیس کی طرح اس روایت کو نقل نہیں کیا حضرت مغیرہ سے صحیح طور پر صرف موزوں پر مسح کرنا منقول ہے۔

۵۔ امام ابوداود فرماتے ہیں کہ عبدالرحمٰن بن مہدی اس حدیث کو بیان نہیں کیا کرتے تھے چونکہ حضرت مغیرہ سے جو مشہور روایت منقول ہے اس میں نبی کریم ﷺ کا موزوں پر مسح کرنا منقول ہے۔ اس میں جرابوں کا تذکرہ نہیں ہے۔

۶۔ حضرت علی بن المدینی فرماتے ہیں کہ اس روایت کو حضرت مغیرہ سے، اہل مدینہ اہل کوفہ اور اہل بصرہ نے نقل کیا، لیکن جب ہذیل نے نقل کیا تو اس میں جرابوں پر مسح کا اضافہ کر دیا، اور سب راویوں کی مخالفت کی۔

۷۔ علامہ مبارک پوری فرماتے ہیں کہ ابوقیس نے تمام راویوں کی مخالفت کی ہے نیز بہت سے علمائے حدیث نے اس حدیث کو ضعیف قرار دیا ہے باوجودیکہ انہیں ثقہ راوی کی زیادتی والا مسئلہ معلوم تھا۔ لہٰذا میرے نزدیک ان کا ضعیف قرار دینا مقدم ہے ترمذی کے حسن صحیح کہنے پر۔ (تحفۃ الأحوذی)

دوسری دلیل کا جائزہ

عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی اَنْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ تَوَضَّأَ وَمَسَحَ عَلَی الْجَوْرَبَیْنِ وَالنَّعْلَیْنِ. (ابن ماجة. بیهقی)

(ترجمہ) حضرت ابوموسی اشعریؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو کیا اور جرابوں اور جوتیوں پر مسح کیا۔

۱۔ عبدالرحمٰن مبارک پوری ہی تحفۃ الاحوذی میں لکھتے ہیں کہ (اس کے راوی) عیسیٰ بن سنان کو اختلاط ہو جایا کرتا تھا لہٰذا وہ ضعیف الحدیث ہے۔

۲۔ امام بیہقی فرماتے ہیں اس روایت میں دو کمزوریاں ہیں۔

(الف) امام احمد، ابن معین، ابوزرعہ اور نسائی نے عیسیٰ بن سنان کو ضعیف قرار دیا ہے۔

(ب)۔ نیز امام بیہقی فرماتے ہیں کہ ضحاک بن عبدالرحمٰن کا سماع ابو موسیٰ سے ثابت نہیں لہٰذا روایت منقطع ہے۔

۳۔ امام ابوداود فرماتے ہیں کہ یہ روایت نہ تو متصل ہے نہ قوی ہے۔

تیسری دلیل کا جائزہ

عَنْ بِلَالٍ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمْسَحُ عَلَى الْخُفَّيْنِ وَالْجَوْرَبَيْنِ. (طبرانی)

(ترجمہ) حضرت بلالؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے موزوں اور جرابوں پر مسح کیا۔

۱۔ محدث زیلعی فرماتے ہیں کہ اس کی سند میں یزید بن ابی زیاد ہے اور وہ ضعیف ہے۔

۲۔ حافظ ابن حجر تقریب میں فرماتے ہیں کہ ضعیف ہے بڑھاپے میں اس کی حالت بدل گئی تھی اور وہ شیعہ تھا۔

۳۔ اس کی سند میں اعمش راوی مدلس ہے۔ اس نے عنعن سے روایت کی ہے اور اس کا سماع حکم سے ثابت نہیں ہے۔

چوتھی دلیل کا جائزہ

قَالَ ابْنُ حَجَرٍ رَوَاهُ الطَّبْرَانِيُّ بِسَنَدَيْنِ رُوَاةُ اَحَدِهِمَا ثِقَاتٌ.

(ترجمہ) حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں کہ اس روایت کو طبرانی نے دو سندوں سے روایت کیا جن میں سے ایک کے راوی ثقہ ہیں۔

۱۔ عبدالرحمٰن مبارک پوری لکھتے ہیں ''گو کہ اس روایت کی ایک سند کے راوی ثقہ ہیں، لیکن اس میں بھی اعمش راوی ہے جو کہ مدلس ہے اور اس نے عنعن سے روایت کی ہے اور مدلس راوی کا عنعنہ قبول نہیں ہے۔

پانچویں دلیل کا جائزہ

اِسْتَدَلَّ ابْنُ الْقَيِّمِ بِعَمَلِ بَعْضِ الصَّحَابَةِ.

(ترجمہ) ابن قیمؒ نے بعض صحابہ کے عمل سے استدلال کیا ہے۔

١۔ عبدالرحمٰن مبارک پوری لکھتے ہیں کہ موزوں پر مسح کی بابت بہت سی احادیث منقول ہیں جن کے صحیح ہونے پر علماء کا اجماع ہے۔ اس معیار کی احادیث کی وجہ سے ظاہرِ قرآن کو چھوڑ کر ان پر بھی عمل کیا گیا جب کہ جرابوں پر مسح کی بابت جو روایات منقول ہیں اور ان پر جو تنقید ہوئی ہے وہ آپ دیکھ چکے ہیں پس اس قسم کی ضعیف روایات کی وجہ سے ظاہر قرآن کو کیسے چھوڑا جا سکتا ہے۔

٢۔ بعض حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم جو جرابیں استعمال فرماتے تھے وہ اتنی باریک نہ ہوتی تھیں کہ پاؤں پر خود بخود ٹھہر نہ سکیں اور ان کو پہن کر طویل مسافت پیدل طے نہ ہو سکے، بلکہ وہ موٹی اور سخت ہوا کرتی تھیں جو موزوں کے حکم میں تھیں۔ لہٰذا وہ موزوں پر مسح والی احادیث کے ضمن میں ہیں اور میرے نزدیک یہی بات واضح ہے۔ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کا بھی یہی موقف ہے کہ ان حضرات نے جن جرابوں پر مسح کیا وہ موزوں کی مانند تھیں۔

صحابہ کرام کی موزوں کی طرح کی جرابوں پر آج کل کی باریک جرابوں کو قیاس کرنا قطعاً درست نہیں۔ ہاں اگر آج بھی موزوں کی طرح کی جرابوں کو کوئی استعمال کرتا ہو تو ان پر مسح کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں۔

چھٹی دلیل کا جائزہ

عَنْ ثَوْبَانَ قَالَ بَعَثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَرِيَّةً فَاَصَابَهُمُ الْبَرْدُ فَلَمَّا قَدِمُوْا عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَكَوْا

إِلَيْهِ مَاأَصَابَهُمْ مِنَ الْبَرْدِ فَأَمَرَهُمْ أَنْ يَمْسَحُوْا عَلَى الْعَصَائِبِ وَالتَّسَاخِيْنَ.

(ترجمہ) حضرت ثوبانؓ فرماتے ہیں کہ حضورؐ نے ایک لشکر بھیجا تو ان کو بہت ٹھنڈ لگی جب وہ حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہو تو اس کی شکایت کی جوان تو ٹھنڈ لگی تھی تو آپؐ نے ان کو حکم دیا تھا کہ پٹیوں اور جرابوں پر مسح کرلیا کریں۔

بعض حضرات تساخین کے لفظ سے استدلال کرنے کی کوشش کرتے ہیں مگر یہ صحیح نہیں۔

۱۔ یہ حدیث منقطع ہے ابن ابی حاتم کتاب المراسیل ص ۲۲ میں امام احمد بن حنبل کا قول نقل کرتے ہیں کہ راشد بن سعد کا سماع ثوبان سے ثابت نہیں ہے۔ (تحفۃ الاحوذی ج اص ۳۳۰ تا ص ۳۴۰ ملخصا)

۲۔ نیز لغۃً تساخین کے تین معنے کئے گئے ہیں لہٰذا صرف جرابوں کے مسح پر اس کو محمول کرنا صحیح نہیں ہے۔

۳۔ ابن اثیر کتاب النھایۃ میں فرماتے ہیں کہ تساخین سے مراد موزے ہیں۔

۴۔ حمزہ اصفہانی فرماتے ہیں کہ یہ ٹوپی کی ایک قسم ہے۔ علماء اسے پہنا کرتے تھے۔

(الف) اونی، سوتی، نائیلون، وغیرہ کی جرابوں پر مسح کرنا جائز نہیں. چونکہ آنحضور ﷺ اور حضراتِ صحابہ رضی اللہ عنہم سے جرابوں پر مسح کرنا ثابت نہیں۔ لہٰذا جرابوں پر مسح کرنے سے وضو صحیح نہ ہوگا۔ تو نماز بھی نہیں ہوگی۔

وَالْحَاصِلُ عِنْدِیْ أَنَّهُ لَيْسَ فِیْ بَابِ الْمَسْحِ عَلَى الْجَوْرَبَيْنِ حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ مَرْفُوْعٌ خَالٍ عَنِ الْكَلَامِ. (تحفۃ الاحوذی ج۔ اص ۳۳۳-۱)

علامہ مبارک پوری فرماتے ہیں کہ پوری تحقیق کے بعد میں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ جرابوں پر مسح کرنا کسی صحیح مرفوع حدیث سے ثابت نہیں جو محدثین کی

جرح وتنقید سے خالی ہو۔

مشہور غیر مقلد عالم میاں نذیر حسین دہلوی سے پوچھا گیا کہ اونی اور سوتی جرابوں پر مسح جائز ہے یا نہیں ہے...... ؟ وہ جواب کے شروع میں لکھتے ہیں ''مذکورہ جرابوں پر مسح جائز نہیں ہے، کیونکہ اس کی صحیح دلیل نہیں اور مجوزین نے جن چیزوں سے استدلال کیا ہے اس میں خدشات ہیں۔ (آگے خدشات کا ذکر کیا)

پھر آخر میں لکھتے ہیں:

وَالْحَاصِلُ أَنَّهُ لَمْ يَقُمْ عَلٰى جَوَازِ الْمَسْحِ عَلَى الْجَوْرِبَةِ الْمَسْئُوْلَةِ عَنْهُ دَلِيْلٌ لَا مِنَ الْكِتَابَ وَلَا مِنَ السُّنَّةِ وَلَا مِنَ الْاِجْمَاعِ وَلَا مِنَ الْقِيَاسِ الصَّحِيْحِ كَمَا عَرَفْتَ.

الغرض مندرجہ بالا جرابوں پر مسح جائز ہونے کی کوئی دلیل نہیں نہ تو قرآن کریم سے نہ سنت سے نہ اجماع سے اور نہ قیاس صحیح سے جیسا کہ تم نے دیکھ لیا۔

(فتاویٰ نذیریہ ج: ۱ ص ۳۲۷، ص ۳۳۳)

(ب) نیز یہ صورتحال ایک سخت وعید کے ضمن میں آتی ہے کہ جب نبی اکرم ﷺ نے ایک شخص کو دیکھا کہ اس نے وضو میں ایڑیوں کو نہیں دھویا۔ تو آپ نے فرمایا۔

''وَيْلٌ لِلْاَعْقَابِ مِنَ النَّارِ.'' (مسلم وجوب غسل الرجلین)

''ایسی خشک ایڑیوں کے لئے ہلاکت ہے آگ سے..........''

جب ایڑیاں خشک رہ جانے پر اتنی سخت وعید ہے تو جرابوں پر مسح کرنے سے پورا پاؤں خشک رہ جاتا ہے۔ نہ مسح درست ہوتا ہے اور نہ پاؤں دھلتا ہے۔ اس لئے نماز بھی بغیر وضو کے ہوئی اور جہنم میں پاؤں جلنے کی وعید میں بھی داخل ہوا۔ اور نماز نہ ہونے سے ترک نماز کا گناہ الگ رہا۔

مسئلہ نمبر ۶

عضو تناسل چھونے سے وضو نہیں ٹوٹتا

(حدیث نمبر ۹) عَنْ طَلْقِ بْنِ عَلِيٍّ قَالَ قَالَ رَجُلٌ مَسَسْتُ ذَكَرِيْ اَوْقَالَ: اَلرَّجُلُ يَمَسُّهُ ذَكَرَهُ فِي الصَّلٰوةِ اَعَلَيْهِ وُضُوْءٌ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ لَا اِنَّمَا هُوَ بُضْعَةٌ مِّنْكَ ۔
(ابو داود ج ۱ ص ۲۶، ترمذی ج ۱ ص ۱۳، ابن ماجۃ ص ۳۷)

(ترجمہ) حضرت طلق بن علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک شخص نے آ کر رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا میں نماز میں اپنے عضو تناسل کو چھوؤں یا کوئی شخص اپنا عضو تناسل چھوئے تو کیا اسے وضو کرنا پڑے گا، آپ ﷺ نے فرمایا نہیں بلکہ یہ تو تمہارے جسم کا ایک حصہ ہے، (یعنی جس طرح جسم کے کسی اور حصے کے چھونے سے وضو نہیں ٹوٹتا اسی طرح اس کے چھونے سے بھی وضو نہیں ٹوٹتا)۔

اس روایت کے برخلاف حضرت بسرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی روایت سے پتہ چلتا ہے کہ مس ذکر (عضو تناسل کے چھونے) سے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ اس سلسلے میں حضرت طلق بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت بسرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی روایت کے درمیان فیصلہ کن نقطہ نظر کی وضاحت کرتے ہوئے علامہ نیموی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

اَخْرَجَهُ الْخَمْسَةُ وَ صَحَّحَهُ ابْنُ حِبَّانَ وَ الطَّبْرَانِيُّ وَ ابْنُ حَزْمٍ وَقَالَ ابْنُ الْمَدِيْنِيِّ هُوَ اَحْسَنُ مِنْ حَدِيْثِ بُسْرَةَ.
(آثار السنن الجزء الاول ص ۲۶، بلوغ المرام مترجم ص ۲۳)

(ترجمہ) اس روایت کو پانچوں (ابوداود، نسائی، ترمذی، ابن ماجہ اور امام

احمد) نے بیان کیا ہے اور ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ امام طبرانی اور ابن حزم رحمۃ اللہ علیہ نے اسے صحیح قرار دیا ہے اور ابن المدینی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ طلق بن علی کی روایت بسرہ کی روایت سے زیادہ عمدہ ہے۔

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ، عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حذیفہ بن یمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ وغیرہم بھی مس ذکر سے وضوٹوٹنے کے قائل نہیں، خواہ کپڑا درمیان میں حائل ہو یا نہ ہو۔

(دیکھئے شرح معانی الآثار ج ا ص ۴۰، موطا امام محمد ص ۵۰)

(حدیث نمبر۱۰) عَنْ سَلَامِ الطَّوِيْلَ عَنْ اِسْمَاعِيْلَ بْنَ رَافِعٍ عَنْ حَكِيْمِ بنِ سَلَمَةَ عَنْ رَجُلٍ مِنْ بَنِيْ حَنِيْفَةَ يَقَالُ لَهُ جُرِيٌّ اَنَّ رَجُلًا اَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّيْ رُبَمَا اَكُوْنُ فِي الصَّلٰوةِ فَتَقَعُ يَدِيْ عَلٰى فَرْجِيْ فَقَالَ امْضِ فِيْ صَلَاتِكَ.

(رواه ابن مندة فی معرفة الصحابه بحواله اعلاء السنن ج ا ص ۱۱۹)

(ترجمہ) حکیم بن سلمہ بنوحنیفہ کے ایک شخص سے جس کا نام جری ہے۔ روایت کرتے ہیں کہ ایک صاحب نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس آئے اور عرض کیا کہ یارسول اللہ ﷺ بسا اوقات میں نماز میں ہوتا ہوں اور میرا ہاتھ شرمگاہ پر پڑ جاتا ہے؟ آپ نے فرمایا نماز جاری رکھو (یعنی اس سے وضو نہیں ٹوٹتا)۔

(حدیث نمبر۱۱) عَنْ اَرْقَمِ بْنِ شُرَحْبِيْلٍ قَالَ حَكَكْتُ جَسَدِيْ وَاَنَا فِي الصَّلٰوةِ فَا فُضَيْتُ اِلٰى ذَكَرِيْ فَقُلْتُ لِعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْد فَقَالَ لِيْ اقْطَعْهُ وَهُوَ يَضْحَكُ اَيْنَ تَعْزِلُهُ مِنْكَ اِنَّمَا هُوَ بُضْعَةٌ مِنْكَ.

(رواه الطبرانی فی الکبیر و رجاله موثقون مجمع الزوائد ج ا ص ۲۴۴)

(ترجمہ) حضرت ارقم بن شرحبیل فرماتے ہیں۔ دوران نماز میں نے اپنا

بدن کھجایا تو (ہاتھ) شرمگاہ تک پہنچ گیا۔ میں نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے عرض کیا۔ آپ نے ہنستے ہوئے فرمایا (اگر اس صورت میں تمہاری نماز نہیں ہوتی تو) اسے کاٹ دو (مگر) اُسے اپنے سے جدا کر کے کہاں لے جاؤ گے یہ تمہارے بدن کا ہی ایک ٹکڑا ہے (یعنی جیسے باقی حصوں کو چھونے سے وضو نہیں ٹوٹتا اس سے بھی نہیں ٹوٹے گا)

مسئلہ نمبر ۷

قے اور نکسیر ناقض وضو ہے

(حدیث نمبر ۱۲)عَنْ أَبِي الدَّرْدَاء رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَاءَ فَتَوَضَّأَ (أصح شيء في الباب)

قَالَ التِّرْمِذِيُّ وَقَدْ رَأَى غَيْرُ وَاحِدٍ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَغَيْرُ هُمْ مِنَ التَّابِعِيْنَ الْوُضُوْءَ مِنَ الْقَيْئِ وَالرُّعَافِ (ترمذی :باب الوضوء من القیء والرعاف)

(ترجمہ)حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ''نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو قے آ گئی تو آپ نے وضو فرمایا۔''

امام ترمذی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک آدھ کو چھوڑ کر اکثر حضرات صحابہ اور تابعین کا یہی مسلک ہے کہ قے اور نکسیر سے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔''

(لہذا جو قے منہ بھر کر آئے یا تھوڑی تھوڑی اتنا آئے جو منہ بھر کر آنے کے برابر ہو اس سے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ کیونکہ ایسی قے میں معدے کے نیچے کے پاخانہ کا بھی کچھ حصہ آ جاتا ہے)۔

(حدیث نمبر ۱۳)عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا رَعُفَ أَحَدُ كُمْ فِيْ صَلَاتِهٖ فَلْيَنْصَرِفْ فَلْيَغْسِلْ عَنْهُ الدَّمَ ثُمَّ لِيُعِدْ وُضُوْءَ هٗ وَلْيَسْتَقْبِلْ صَلَاتَهٗ (معجم طبرانی)

(ترجمہ)حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اگر نماز میں کسی کو نکسیر آ جائے تو وہ نماز توڑ دے پھر خون دھو کر وضو کرے اور نئے سرے سے پوری نماز پڑھے۔''

دم سائل (بہنے والا خون) جو بدن سے نکلے اور ایسی جگہ پہنچ جائے جسے وضو یا غسل میں دھویا جاتا ہو، ناقض وضو ہے۔ یہ خون خواہ ناک سے بہے جسے نکسیر پھوٹنا کہتے ہیں یا بدن کے کسی دوسرے حصے سے۔

(حدیث نمبر۱۴) عَنْ عَائِشَة رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰه ﷺ مَنْ اَصَابَهُ قَيْءٌ اَوْرُعَافٌ اَوْ قَلْسٌ اَوْ مَذِيٌّ فَلْيَنْصَرِفْ فَلْيَتَوَضَّأْثُمَّ لِيَبْنِ عَلىٰ صَلوٰتِهٖ وَ هُوَ فِيْ ذٰلِكَ لَا يَتَكَلَّمُ.

(ابن ماجۃ ص ۸۷، بلوغ المرام ص ۷)

(ترجمہ) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جسے (نماز میں) قے ہوگئی ہو یا نکسیر پھوٹی ہو یا قے کا غلبہ ہو یا مذی کا خروج ہوا ہو، وہ جائے اور وضو کرے پھر اپنی نماز پر بنا کرے بشرطیکہ اس نے اس اثناء میں بات چیت نہ کی ہو (یعنی جتنی پڑھ چکا ہے اس سے آگے پڑھنا شروع کرے)۔

موطا امام مالک میں ہے۔

(حدیث نمبر۱۵) عَنْ نَافِعٍ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ اِذَا رَعُفَ انْصَرَفَ فَتَوَضَّأَ ثُمَّ رَجَعَ فَبَنٰى وَلَمْ يَتَكَلَّمْ.

(ص ۱۴، وموطا امام محمد ص ۶۲)

(ترجمہ) حضرت نافع سے مروی ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جب (نماز میں) نکسیر پھوٹتی تو واپس جاتے، وضو کرتے پھر لوٹتے اور بناء کرتے اور کسی سے بات نہ کرتے۔

مسئلہ نمبر ۸

پیشاب، پاخانہ، قے، خون، منی نجس ہیں

(حدیث نمبر ۱۶) عَنْ عَمَّارِ بْنِ يَاسِرٍ قَالَ أَتَى عَلَيَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَأَنَا عَلٰى بِئْرٍ اَدْلُوْمَاءً فِيْ رَكْوَةٍ لِيْ فَقَالَ يَا عَمَّارُ مَاتَصْنَعُ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ بِاَبِيْ وَ اُمِّيْ اَغْسِلُ ثَوْبِيْ مِنْ نُخَامَةٍ اَصَابَتْهُ فَقَالَ يَا عَمَّارُ اِنَّمَا يُغْسَلُ الثَّوْبُ مِنْ خَمْسٍ مِنَ الْغَائِطِ وَالْبَوْلِ وَالْقَيْءِ وَالدَّمِ وَالْمَنِيِّ يَا عَمَّارُ مَانُخَامَتُكَ وَدُمُوْعُ عَيْنَيْكَ وَالْمَاءُ الَّذِيْ فِيْ رَكْوَتِكَ اِلَّا سَوَاءٌ (دارقطنی ج ۱ ص ۲۷)

(ترجمہ) حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں کنوئیں پر اپنی چھاگل میں پانی کھینچ رہا تھا کہ میرے پاس رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اور فرمایا کہ عمار کیا کر رہے ہو۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں میں اپنا کپڑا دھو رہا ہوں اسے تھوک لگ گیا ہے۔ آپ نے فرمایا عمار کپڑے کو پانچ چیزیں لگ جانے کی وجہ سے دھونا چاہئیے۔ پیشاب، پاخانہ، قے، خون اور منی، عمار تمہارا تھوک، تمہاری آنکھوں کے آنسو اور وہ پانی جو تمہاری چھاگل میں ہے سب برابر یعنی پاک ہیں۔

مسئلہ نمبر ۹

قضاء حاجت کے وقت قبلہ کی طرف رخ یا پیٹھ کرنا منع ہے

(حدیث نمبر ۱۷) عَنْ اَبِیْ اَیُّوبِ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ اِذَا اَتَیْتُمُ الْغَائِطَ فَلَا تَسْتَقْبِلُوا الْقِبْلَةَ وَلَا تَسْتَدْبِرُوْهَا بِبَوْلٍ وَلَا غَائِطٍ وَلٰکِنْ شَرِّقُوْا اَوْغَرِّبُوْا قَالَ اَبُوْ اَیُّوبِ فَقَدِمْنَا الشَّامَ فَوَجَدْنَا مَرَاحِیْضَ قَدْ بُنِیَتْ قِبَلَ الْقِبْلَةِ فَنَنْحَرِفُ عَنْهَا وَ نَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ. (بخاری ج ۱ ص ۵۷، مسلم ج ۱ ص ۱۳۰ واللفظ لمسلم)

(ترجمہ) حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ جب تم بیت الخلاء جاؤ تو پیشاب پاخانہ کرتے وقت قبلہ کی طرف نہ رُخ کرو اور نہ پیٹھ کرو۔ البتہ مشرق یا مغرب کی طرف رُخ کرلو۔ حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم لوگ ملک شام میں آئے تو ہم نے بیت الخلاء قبلہ رُخ بنے ہوئے پائے ہم تو رُخ تبدیل کرلیتے تھے اور اللہ سے استغفار کرلیتے تھے۔

(نوٹ) قضائے حاجت کے لئے اس حدیث میں مشرق یا مغرب کی طرف رخ کرنے کا حکم آیا ہے، یہ حدیث حضور ﷺ نے مدینہ طیبہ میں ارشاد فرمائی تھی کیونکہ مدینہ طیبہ کے جنوب میں مکہ ہے اس لئے وہاں قبلہ کی طرف رُخ یا پشت شمالاً جنوباً بنتی ہے اور پاکستان کے لئے مشرق و مغرب، لہذا یہاں پاکستان میں شمال و جنوب کی طرف ہی قضائے حاجت کے وقت رخ اختیار کیا جائے۔

مسئلہ نمبر ۱۰

تیمّم میں دو ضربیں ہیں

(حدیث نمبر ۱۸) عَنْ اِبْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ اَلتَّیَمُّمُ ضَرْبَتَانِ ضَرْبَۃٌ لِلْوَجْہِ وَضَرْبَۃٌ لِلْیَدَیْنِ اِلَی الْمِرْفَقَیْنِ. (دارقطنی ج ۱ ص ۱۸۰)

(ترجمہ) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا تیمّم میں دو ضربیں ہوتی ہیں ایک چہرہ کے لئے اور ایک کہنیوں سمیت دونوں ہاتھوں کے لئے۔

(حدیث نمبر ۱۹) عَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ اَلتَّیَمُّمُ ضَرْبَۃٌ لِلْوَجْہِ وَضَرْبَۃٌ لِلذِّرَاعَیْنِ اِلَی الْمِرْفَقَیْنِ .

(دار قطنی ج ۱ ص ۱۸۱)

(ترجمہ) حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا تیمّم میں ایک ضرب چہرہ کے لئے ہے اور ایک کہنیوں سمیت دونوں بازوؤں کے لئے۔

غیر مقلد کا جھوٹ

(۳) مولوی محمد یوسف جے پوری حقیقۃ الفقہ صفحہ ۲۰۰ پر لکھتے ہیں کہ '' تیمّم ایک ضرب کی احادیث صحیحین میں بطرق کثیرہ ہیں، اور صحیح ہیں۔

(ہدایہ صفحہ ۴۲ اج ا۔ شرح وقایہ صفحہ ۵۷)

اور صفحہ ۲۰۱ پر لکھتے ہیں کہ '' تیمّم میں دو ضرب کی احادیث ضعیف اور موقوف ہیں۔ (ہدایہ صفحہ ۴۲ اج ا۔ شرح وقایہ صفحہ ۵۶)

یہ سب حوالے جھوٹ ہیں۔ ہدایہ میں تو لکھا ہے کہ تیمم دو ضرب سے ہے۔ ایک چہرے کیلئے اور دوسری دونوں بازوؤں کیلئے یہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان مبارک ہے۔

مسئلہ نمبر ۱۱

حیض کی کم از کم اور زیادہ سے زیادہ مدت

(حدیث نمبر ۲۰) عَنْ اَبِیْ اُمَامَۃَ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ اَقَلُّ الْحَیْضِ ثَلَاثٌ وَاَکْثَرُہٗ عَشْرٌ.

(رواہ الطبرانی فی الکبیر والاوسط مجمع الزوائد ج ۱ ص ۲۸۰)

(ترجمہ) حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا حیض کی کم از کم مدت ۳ دن اور زیادہ سے زیادہ دس دن ہے۔

(حدیث نمبر ۲۱) عَنْ وَاثِلَۃَ بْنِ الْاَسْقَعِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اَقَلُّ الْحَیْضِ ثَلٰثَۃُ اَیَّامٍ وَ اَکْثَرِہٗ عَشْرَۃُ اَیَّامٍ.

(دارقطنی ج ۱ ص ۲۱۹)

(ترجمہ) حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ حیض کی کم از کم مدت ۳ دن اور زیادہ سے زیادہ دس دن ہے۔

(حدیث نمبر ۲۲) عَنْ اَنَسٍ قَالَ اَدْنَی الْحَیْضِ ثَلٰثَۃُ اَیَّامٌ.

(رواہ الدارمی ج ۱ ص ۱۷۲، قلت رجالہ رجال مسلم، اعلاء السنن ج ۱ ص ۲۴۷)

(ترجمہ) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حیض کی کم از کم مدت ۳ دن ہے۔

(حدیث نمبر ۲۳) عَنْ اَنَسٍ قَالَ اَدْنَی الْحَیْضِ ثَلَاثَۃٌ وَاَقْصَاہُ عَشْرَۃٌ.

(دارقطنی ج ۱ ص ۲۰۹)

(ترجمہ) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حیض کی کم از کم

مدت تین دن اور زیادہ سے زیادہ دس دن ہے۔

(حدیث نمبر۲۴) عَنِ الْحَسَنِ اَنَّ عُثْمَانَ بْنَ اَبِی الْعَاص الثَّقَفِیَّ قَالَ اَلْحَائِضُ اِذَا جَاوَزَتْ عَشْرَةَ اَیَّامٍ فَهِیَ بِمَنْزِلَةِ الْمُسْتَحَاضَةِ تَغْسِلُ وَ تُصَلِّیْ. (دارقطنی ج ۱ ص ۲۱۰)

(ترجمہ) حضرت حسن بصریؒ سے روایت ہے کہ حضرت عثمان بن ابی العاص ثقفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا حائضہ عورت جب دس دنوں سے تجاوز کر جائے تو وہ بمنزلہ مستحاضہ عورت کے ہے غسل کر کے نماز پڑھے گی۔

عَنْ سُفْیَانَ قَالَ اَقَلُّ الْحَیْضِ ثَلٰثٌ وَ اَکْثَرُهٗ عَشْرٌ.

(دارقطنی ج ۱ ص ۲۱۰)

(ترجمہ) حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حیض کی کم از کم مدت ۳ دن اور زیادہ سے زیادہ دس دن ہے۔

(نوٹ) ان حادیث سے ثابت ہوا کہ حیض کی کم سے کم مدت تین دن ہے اور زیادہ سے زیادہ دس دن اگر تین دن سے کم آئے تو بھی استحاضہ ہوگا اور اگر دس دن سے زیادہ آئے تو وہ زیادتی بھی استحاضہ میں شمار ہوگی۔

(تفصیل کے لئے فقہ کی کتب دیکھیں)

اوقات الصلوات

مسئلہ نمبر ۱۲

فجر کی نماز خوب روشنی میں پڑھنا افضل ہے

فجر کا وقت صبح صادق سے شروع ہو کر طلوع آفتاب تک رہتا ہے، اگر اس وقت کے دو حصے کئے جائیں تو اصطلاح شریعت میں پہلا نصف حصہ غلس اور دوسرا اسفار کہلاتا ہے۔

اکثر و بیشتر نبی اکرم ﷺ اسفار میں نماز پڑھتے تھے۔ نیز آپ کا فرمان ہے کہ اسفار میں نماز پڑھنے کا اجر و ثواب بہت زیادہ ہے چنانچہ دیکھئے۔

(حدیث نمبر ۲۵) عَنْ رافِعِ بْنِ خَدِيْجٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَسْفِرُوْا بِالْفَجْرِ فَاِنَّهٗ اَعْظَمُ لِلْاَجْرِ.

(ترمذی ص ۲۲ جلد ۱، مشکوٰۃ ص ۶۱، ابو داود نحوہ ج ۱ ص ۶۷، مسند دارمی وسندہ صحیح نصب الرایۃ ۱/۲۳۸)

(ترجمہ) حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا فجر کی نماز کو خوب روشنی ہونے پر (اسفار میں) پڑھو کہ اس کا ثواب بہت زیادہ ہے۔

اسلافِ اُمت کا عمل

قَالَ التِّرْمِذِيُّ وَرَوَاهُ مِنَ الصَّحَابَةِ بِلَالٌ وَ اَنَسٌ وَ قَتَادَةُ بْنُ نُعْمَانَ وَجَابِرٌ وابْنُ مَسْعُوْدٍ وَاَبُوْهُرَيْرَةَ وَحَوَّاءُ الْاَنْصَارِيَّةُ وَعَلَيْهِ عَمَلُ اَكْثَرِ الصَّحَابَةِ : وَقَدْرَأى غَيْرُ وَاحِدٍ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ وَالتَّابِعِيْنَ الْاِسْفَارَ بِصَلَاةِ الْفَجْرِ.

(ترمذی: باب ماجاء فی الاسفار بالفجر)

(ترجمہ) امام ترمذی فرماتے ہیں کہ حضرت رافع کی اس روایت کو

حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت حواء رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے بھی روایت کیا ہے اور اسی پر جمہور حضرات صحابہ کا عمل تھا اور اکثر صحابہ اور تابعین نماز فجر کو اسفار میں پڑھنے کے قائل تھے۔

ابن ماجہ اور ابو داود میں ہے

(حدیث نمبر۲۶) اَصْبِحُوْا بِالصُّبْحِ فَاِنَّهٗ اَعْظَمُ لِاُ جُوْرِكُمْ اَوْلَا جْرِكُمْ. (ابن ماجة ص ۴۹ ، ابو داود ج ۱ ص ۶۷)

(ترجمہ) صبح کی نماز خوب روشنی میں پڑھو کیونکہ یہ عمل تمہارے لئے اجر و ثواب کے اعتبار سے بہت زیادہ ہے۔

حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دوسری مرفوع حدیث ہے۔

(حدیث نمبر۲۷) قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَا بِلَالُ نَوِّرْ بِصَلٰوةِ الصُّبْحِ حَتّٰى يُبْصِرَ الْقَوْمُ مَوَاقِعَ نَبْلِهِمْ مِنَ الْاِسْفَارِ.

(مصنف ابن ابی شیبة ، مسند اسحق بن راهويه، طبرانی، کتاب الحجج امام محمد، ابو داود ، طيالسی)

(ترجمہ) رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: اے بلال! صبح کی نماز اُجالے تک مؤخر کر یہاں تک کہ لوگ اُجالے کی وجہ سے اپنے تیر گرنے کے مقامات دیکھ سکیں۔

حضرت رافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تیسری مرفوع حدیث ہے۔

(حدیث نمبر۲۸) قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ نَوِّرُوْا بِالْفَجْرِ فَاِنَّهٗ اَعْظَمُ لِلْاَجْرِ. (طبرانی کبیر)

(ترجمہ) رسول اکرم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے صبح کی نماز اُجالے میں ادا

کرو۔ کیونکہ اس میں زیادہ اجروثواب ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

(حدیث نمبر۲۹)قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا تَزَالُ اُمَّتِیْ عَلَی الْفِطْرَةِ مَا اَسْفَرُوْ ابِالصَّلٰوةِ الْفَجْرِ. (مسند بزار، طبرانی اوسط)

(ترجمہ)رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے میری اُمت دین پر قائم رہے گی جب تک کہ وہ صبح کی نماز اسفار میں ادا کرتی رہے گی۔

اس مضمون کی مَرْفُوع حدیث حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے بھی مروی ہے۔ (طبرانی)

اِسفار کی مَرْفُوْع حدیثیں درجِ ذیل صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے بھی مروی ہیں۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ (طبرانی) حضرت قتادہ بن نعمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ (طبرانی ، مسند بزار) حضرت حوا انصاریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا (طبرانی)۔ان احادیث کی تفصیل نَصْبُ الرَّایہ جلد اول ص۲۳۵ تا ص۲۳۷ اور عُمدةُ القاری جلد۳ ص۹۰، شرح صحیح بخاری میں ملاحظہ فرمائیں۔اگر چہ ان کی سَندیں متکلم فیہ ہیں، تاہم محدثین کے اُصول کے مطابق تائید کے درجہ میں پیش کی جاسکتی ہیں۔

حضرت ابراہیم نخعی تابعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

مَا اَجْمَعَ اَصْحَابُ مُحَمَّدٍ عَلٰی شَیْءٍ مَا اَجْمَعُوْ اعَلَی التَّنْوِیْرِ بِالْفَجْرِ. (مصنف ابن ابی شیبة ج ۱ ص ۳۲۲)

(ترجمہ) صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے جس قدر صبح کے اِسفار پر اجماع فرمایا ہے، اس قدر اجماع واتفاق کسی اور چیز پر نہیں کیا۔

یہ حدیث صحیح سَند سے طحاوی صفحہ ۱۳۶ جلد ا میں بھی مَروی ہے۔

(نصب الرایہ جلد ۱ ص ۲۳۹)

حضرت محدث سیوطی شافعی رحمۃ اللہ علیہ "اَلْاَزْھارُ الْمُتَنَاثِرَۃِ" میں لکھتے ہیں کہ اِسفار کی حدیثیں متواتر ہیں (معارف السنن شرح ترمذی ص ۴۵ جلد ۲)

(حدیث نمبر ۳۰) عَنْ مَحْمُوْدِ بْنِ لَبِیْدٍ عَنْ رِجَالٍ مِنْ قَوْمِهٖ مِنَ الْاَنْصَارِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ مَا اَسْفَرْتُمْ بِالصُّبْحِ فَاِنَّهٗ اَعْظَمُ لِلْاَجْرِ. (نسائی ج ۱ ص ۶۵)

(ترجمہ) حضرت محمود بن لبید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی قوم کے کئی انصاریوں سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جتنا روشن کرو گے تم فجر کو اتنا ہی زیادہ ثواب ہوگا۔

غیر مقلد کا دھوکہ

مولوی محمد یوسف جے پوری حقیقۃ الفقہ صفحہ ۲۱۴ پر لکھتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا (صبح کی نماز پڑھنے کا) عمل دوام غلس (اندھیرے) میں تھا۔ (ہدایہ ج ۱ صفحہ ۲۹۲)

حالانکہ ہدایہ کی اصل عربی عبارت یہ ہے۔ ویستحب الاسفار بالفجر لقوله عليه السلام اسفروا بالفجر فانه اعظم للاجر. اور روشنی میں فجر کی نماز پڑھنا مستحب ہے کیونکہ حضور علیہ السلام کا حکم یہی ہے کہ فجر کی نماز خوب روشنی میں پڑھو، اس کا ثواب بہت زیادہ ہے۔

مسئلہ نمبر ۱۴

نماز عصر اور فجر کے بعد نوافل پڑھنا ممنوع ہے

☆ عصر کی نماز کے بعد سے دھوپ کے زرد ہونے تک نوافل پڑھنا مکروہ ہے۔

☆ دھوپ زرد ہونے کے بعد سے غروب آفتاب تک نوافل وفرائض پڑھنا مکروہ ہے۔

(حدیث نمبر ۳۱) عَنْ عَمرِو بْنِ عَبْسَةَ السُّلَمِي وَفِيهِ فَقُلْتُ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ اَخْبِرْنِىْ عَمَّا عَلَّمَکَ اللّٰهُ وَاَجْهَلُهُ أَخْبِرْنِىْ عَنِ الصَّلٰوةِ قَالَ صَلِّ صَلٰوةَ الصُّبْحِ ثُمَّ اَقْصِرْ عَنِ الصَّلٰوةِ حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ حَتّٰى تَرْتَفِعَ فَإِنَّهَا تَطْلُعُ حِيْنَ تَطْلُعُ بَيْنَ قَرْنَىْ شَيْطٰنٍ، وَحِيْنَئِذٍ يَسْجُدُ لَهَا الْكُفَّارُ ثُمَّ صَلِّ فَإِنَّ الصَّلٰوةَ مَشْهُوْدَةٌ مَحْضُوْرَةٌ حَتّٰى يَسْتَقِلَّ الظِّلُّ بِالرُّمْحِ ثُمَّ اَقْصِرْ عَنِ الصَّلٰوةِ فَإِنَّ حِيْنَئِذٍ تُسْجَرُ جَهَنَّمُ فَإِذَا أَقْبَلَ الْفَيْءُ فَصَلِّ فَإِنَّ الصَّلٰوةَ مَشْهُوْدَةٌ مَحْضُوْرَةٌ حَتّٰى تُصَلِّ الْعَصْرَ ثُمَّ اَقْصِرْ عَنِ الصَّلٰوةِ حَتّٰى تَغْرُبَ الشَّمْسُ فَإِنَّهَا تَغْرُبُ بَيْنَ قَرْنَىْ شَيْطٰنٍ وَحِيْنَئِذٍ يَسْجُدُ لَهَا الْكُفَّارُ.

(مسلم، الاوقات التی نهی عن الصلاة فیها)

(ترجمہ) حضرت عمرو سلمیؓ فرماتے ہیں کہ میں نے بارگاہِ رسالت میں عرض کیا۔ ''اے اللہ کے نبی ﷺ مجھے ایسی چیز بتلایئے جو اللہ تعالیٰ نے آپ کو بتائی ہو اور مجھے معلوم نہ ہو۔ خاص طور پر نماز کے متعلق بتلایئے۔'' آپ نے ارشاد فرمایا: ''صبح کی نماز پڑھ کر کوئی اور نماز پڑھنے سے رکے رہو تا آنکہ

آفتاب طلوع ہو کر بلند ہو جائے۔ چونکہ آفتاب شیطان کے دو سینگوں کے درمیان طلوع ہوتا ہے اور اس وقت سورج پرست کفار اسے سجدہ کرتے ہیں۔
جب سورج کچھ بلند ہو جائے تو پھر نماز پڑھو، چونکہ ہر نماز بارگاہ الٰہی میں پیش کی جاتی ہے البتہ جب نیزہ بے سایہ ہو جائے (یعنی زوال کے وقت) نماز نہ پڑھو، چونکہ یہ جہنم کو دہکانے کا وقت ہے اور جب سایہ بڑھنا شروع ہو جائے تو پھر نماز پڑھو چونکہ نماز اللہ تعالیٰ کے حضور پیش کی جاتی ہے جب عصر کی نماز پڑھ چکو تو پھر دوسری نماز سے رُک جاؤ تا آنکہ سورج ڈوب جائے چونکہ سورج شیطان کے دو سینگوں کے درمیان غروب ہوتا ہے اور اس وقت سورج پرست کفار سورج کو سجدہ کرتے ہیں۔

(حدیث نمبر۳۲) **عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیُّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ یَقُوْلُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ یَقُوْلُ، لَاصَلٰوۃَ بَعْدَ الصُّبْحِ حَتّٰی تَرْتَفِعَ الشَّمْسُ وَلَاصَلٰوۃَ بَعْدَ الْعَصْرِ حَتّٰی تَغِیْبَ الشَّمْسُ.**
(بخاری: لایجتزئ الصلوٰۃ قبل الغروب)

(ترجمہ) حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے۔ صبح کی نماز کے بعد آفتاب کے بلند ہونے تک اور کوئی نماز نہیں ہے، اور عصر کی نماز کے بعد غروب آفتاب تک اور کوئی نماز پڑھنا صحیح نہیں ہے۔

(نوٹ) اگر کسی کے فرائض رہ گئے ہوں تو ان کو اس مکروہ وقت میں ہی پڑھ لیا جائے ترک نہ کیا جائے یہ فرض جائز مع الکراہت ہوں گے۔ ان کو مؤخر کرنا مکروہ وقت میں پڑھنے سے بھاری ہے۔

غیر مقلد کا دھوکہ

(۴) مولوی محمد یوسف جے پوری حقیقۃ الفقہ میں لکھتے ہیں کہ۔ صبح کے فرض کے بعد سنتیں پڑھ سکتا ہے۔ (ہدایہ صفحہ۱۴۲ ج۱ شرح وقایہ صفحہ۸۴)

یہ بھی دونوں کتابوں پر جھوٹ ہے، ان کی عربی عبارت، متن سے دکھانے والے کو دوسو روپیہ انعام۔

آگے مصنف صاحب لکھتے ہیں کہ صبح کی سنت پڑھنے کے بعد داہنی کروٹ لیٹے (ہدایہ شریف صفحہ ۱۴۱ ج۱)

بالکل جھوٹ ہے۔ ہدایہ شریف کے متن میں اصل عربی عبارت دکھاؤ۔

مسئلہ نمبر ۱۴

ظہر کا مسنون و مستحسن وقت

(حدیث نمبر ۳۳) عَنْ أَبِیْ ذَرٍّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ أَذَّنَ مُؤَذِّنُ النَّبِیِّ ﷺ الظُّھْرَ فَقَالَ أَبْرِدْ، أَبْرِدْ، أَوْقَالَ انْتَظِرْ انْتَظِرْ وَقَالَ شِدَّۃُ الْحَرِّمِنْ فَیْحِ جَھَنَّمَ فَإِذَا اشْتَدَّ الْحَرُّفَأَبْرِدُوْاعَنِ الصَّلٰوۃِ حَتّٰی رَأَیْنَا فَیْءَ التُّلُوْلِ. (بخاری. باب ابراد الظھر فی شدۃ الحر)

(ترجمہ) حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ مؤذنِ بارگاہِ رسالت نے ظہر کی اذان دینا چاہی تو ارشاد نبوی ہوا، وقت کو ٹھنڈا ہونے دو۔ ٹھنڈا ہونے دو، یا فرمایا، مزید انتظار کرو، مزید انتظار کرو، کیونکہ گرمی کی شدت جہنم کے اثرات میں سے ہے لہذا جب گرمی شدت اختیار کر جائے تو وقت ٹھنڈا ہونے پر نماز پڑھا کرو (چنانچہ ہم نماز کا انتظار کرتے رہے) تا آنکہ ہمیں ٹیلوں کے سائے بھی نظر آنے لگے۔

(حدیث نمبر ۳۴) عَنْ أَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ أَنَّہٗ قَالَ إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ قَالَ إِذَا اشْتَدَّ الْحَرُّفَأَبْرِدُوا الصَّلٰوۃَ فَإِنَّ شِدَّۃَ الْحَرِّمِنْ فَیْحِ جَھَنَّمَ. (مسلم: استحباب الابرادبالظھرفی شدۃ الحر)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب گرمی زیادہ ہو جائے تو نماز کو ٹھنڈا کر کے پڑھا کرو کیونکہ گرمی کی شدت جہنم کی لو سے ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس موضوع کی روایات حضرت ابوسعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت ابن عمر

رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت صفوان رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی مروی ہیں۔ (ترمذی : تاخیر الظہر)

حضور ﷺ کا سردیوں کا عمل

(حدیث نمبر ٣٥) عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ صَلَّی الظُّھْرَ حِیْنَ زَالَتِ الشَّمْسُ .

(وھوا حسن حدیث فی الباب)(ترمذی: ماجاء فی تعجیل ظھر)

(ترجمہ) حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب زوال آفتاب ہو گیا تو رسول اللہ ﷺ نے ظہر کی نماز پڑھی۔

(حدیث نمبر ٣٦) عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ . قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ إِذَا کَانَ الْحَرُّ أَبْرَدَ بِالصَّلٰوۃِ وَإِذَا کَانَ الْبَرْدُ عَجَّلَ.
(نسائی ج ١ ص ٥٨ . تعجیل الظھر فی البرد)

(ترجمہ) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی عادت مبارکہ یہ تھی کہ گرمیوں میں نماز تاخیر سے، اور سردیوں میں جلدی پڑھتے۔

(حدیث نمبر ٣٧) عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ أَبْرِدُوْا بِالظُّھْرِ فَاِنَّ شِدَّۃَ الْحَرِّ مِنْ فَیْحِ جَھَنَّمَ. (بخاری ج ١ ص ٧٧)

(ترجمہ) حضرت ابوسعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ظہر کی نماز ٹھنڈی کر کے پڑھو کیونکہ گرمی کی شدت جہنم کے بھاپ (کی وجہ) سے ہوتی ہے۔

حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

(حدیث نمبر ٣٨) قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اِنَّ اَوَّلَ وَقْتِ الظُّھْرِ

حِیْنَ تَزُوْلُ الشَّمْسُ واٰخِرَ وَقْتِهَا حِیْنَ یَدْخُلُ وَقْتُ الْعَصْرِ.

(ترمذی ص ۲۲ جلد اول ، مسند امام احمد)

(ترجمہ) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا نماز ظہر کے وقت کی ابتداء زوالِ شمس سے ہے اور اس کی انتہا جب عصر کا وقت داخل ہو۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی موقوف حدیث ہے جس کی سند صحیح ہے۔

(حدیث نمبر ۳۹) صَلِّ الظُّهْرَ اِذَا کَانَ ظِلُّکَ مِثْلَکَ وَالْعَصْرَ اِذَا کَانَ ظِلُّکَ مِثْلَیْکَ.

(موطا امام مالکؒ ص ۵ باب وقوت الصلوٰۃ)

(ترجمہ) ظہر کی نماز پڑھ جب تیرا سایہ تیرے برابر ہو اور عصر کی نماز پڑھ جب تیرا سایہ دوگنا ہو۔

موطا امام مالک میں ہے۔

(حدیث نمبر ۴۰) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ رَافِعٍ مَوْلٰی اُمِّ سَلَمَةَ زَوْجِ النَّبِیِّ ﷺ اَنَّهٗ سَاَلَ اَبَاهُرَیْرَةَ عَنْ وَقْتِ الصَّلٰوةِ فَقَالَ اَبُوْ هُرَیْرَةَ اَنَا اُخْبِرُکَ صَلِّ الظُّهْرَ اِذَا کَانَ ظِلُّکَ مِثْلَکَ وَ الْعَصْرَ اِذَا کَانَ ظِلُّکَ مِثْلَیْکَ. (موطا امام مالکؒ : ص ۴)

(ترجمہ) عبداللہ بن رافع جو کہ ام المومنین حضرت امِ سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے غلام ہیں ، نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نماز کے وقت کے بارے میں سوال کیا، ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب دیا، سنو! ظہر کی نماز اس وقت پڑھو جب تمہارا سایہ تمہارے مثل ہو جائے اور عصر اس وقت پڑھو جب تمہارا سایہ تمہارے دو مثل ہو جائے۔

(نوٹ) دوسری اور تیسری حدیث سے معلوم ہوا کہ عصر کا شروع وقت

آدمی کے سایہ کے دو مثل ہے۔اس سے معلوم ہوا کہ دو مثل سے پہلے پہلے تک ظہر کی نماز کا وقت ہے اگر کوئی شخص مثل اول میں نماز نہ پڑھ سکے تو اس کو چاہئے کہ وہ دوسری مثل میں نماز پڑھ لے۔

اور پہلی حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ظہر کا وقت زوال سے شروع ہو کر عصر کا وقت شروع ہونے تک ہے۔لہذا مثل ثانی میں ظہر کے وقت کا انکار ان احادیث کے خلاف ہے۔

مسئلہ نمبر ۱۵

عصر کا مسنون وقت

جب ہر چیز کا سایہ (اصل سایہ کے بعد) دوگنا ہو جائے تو عصر کا وقت شروع ہو جاتا ہے اور غروبِ آفتاب تک رہتا ہے، لیکن جب آفتاب بہت نیچا اور زرد ہو جائے تو اس وقت نماز مع الکراہت جائز ہوتی ہے۔

(حدیث نمبر ۴۱) عَنْ عَلِيِّ بْنِ شَيْبَانَ قَالَ قَدِمْنَا عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اَلْمَدِيْنَةَ فَكَانَ يُؤَخِّرُ الْعَصْرَ مَادَامَتِ الشَّمْسُ بَيْضَاءَ نَقِيَّةً.

(ابو داود وقت صلاۃ العصر)

(ترجمہ) حضرت علی بن شیبان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جب ہم مدینہ منورہ بارگاہِ رسالت ﷺ میں حاضر ہوئے تو آپ کا معمول یہ تھا کہ آپ عصر کی نماز کو مؤخر فرماتے۔ جب تک کہ سورج صاف روشن رہتا۔

(حدیث نمبر ۴۲) عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، صَلِّ الظُّهْرَ إِذَا كَانَ ظِلُّكَ مِثْلَكَ وَالْعَصْرَ إِذَا كَانَ ظِلُّكَ مِثْلَيْكَ.. الحديث.

(موطا مالک و قوت الصلوٰۃ)

(ترجمہ) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب تیرا سایہ تیرے برابر ہو جائے تو ظہر کی نماز پڑھ اور جب تیرا سایہ تجھ سے دوگنا ہو جائے تو عصر کی نماز پڑھ۔

(حدیث نمبر ۴۳) عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كُنَّا نُصَلِّي الْعَصْرَ ثُمَّ يَذْهَبُ الذَّاهِبُ إِلَى قُبَاءَ فَيَأْتِيْهِمْ وَالشَّمْسُ مُرْتَفِعَةٌ .

(مسلم. استحباب التبکیر بالعصر)

(ترجمہ) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم عصر کی نماز

پڑھ چکتے، پھر قبا جانے والا جب وہاں پہنچتا تو سورج ابھی اونچا ہی ہوتا۔

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ عصر کا وقت دومثل سے شروع ہوکر سورج کا رنگ سفید رہنے تک ہے (بعد میں عصر کا مکروہ وقت شروع ہوتا ہے)

ظہر کا وقت ختم ہوتے ہی عصر کا وقت شروع ہو جاتا ہے اور غروب آفتاب تک رہتا ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے۔

(حدیث نمبر۴۴) مَنْ اَدْرَكَ رَكْعَةً مِّنَ الْعَصْرِ قَبْلَ اَنْ تَغْرُبَ الشَّمْسُ فَقَدْ اَدْرَكَ الْعَصْرَ.

(بخاری ج ا ص ۸۲، مسلم ج ا ص ۲۲۱)

(ترجمہ) جس نے عصر کی ایک رکعت سورج غروب ہونے سے پہلے پالی اس نے عصر کا وقت پالیا۔

(نوٹ) اس حدیث میں فرائض عصر کا جائز مع الکراہت وقت مذکور ہے۔

مسئلہ نمبر ١٦

اوقات مکروہہ

تین اوقات میں نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے

(حدیث نمبر ۴۵) عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرِ الْجُهَنِيِّ يَقُوْلُ ثَلٰثُ سَاعَاتٍ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَنْهَانَا اَنْ نُصَلِّيَ فِيْهِنَّ اَوْ اَنْ نَقْبُرَ فِيْهِنَّ مَوْتَانَا حِيْنَ تَطْلُعُ الشَّمْسُ بَازِغَةً حَتّٰى تَرْتَفِعَ وَحِيْنَ يَقُوْمُ قَائِمُ الظَّهِيْرَةِ حَتّٰى تَمِيْلَ الشَّمْسُ وَ حِيْنَ تَضِيْفُ الشَّمْسُ لِلْغُرُوْبِ حَتّٰى تَغْرُبَ. (مسلم جلد اول ص ٢٧٦)

(ترجمہ) حضرت عقبہ بن عامر جھنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہمیں منع فرماتے تھے تین اوقات میں نماز پڑھنے سے اور مردوں کو دفنانے سے۔ ایک تو جب سورج طلوع ہو رہا ہو یہاں تک کہ طلوع ہو جائے۔ دوسرے جس وقت کہ ٹھیک دوپہر ہو جب تک کہ زوال نہ ہو جائے۔ تیسرے جس وقت سورج ڈوبنے لگے جب تک کہ پورا ڈوب نہ جائے۔

پس معلوم ہوا کہ ان اوقات میں نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے۔

(الف) فجر کی نماز کے بعد سے سورج نکلنے تک نوافل پڑھنا مکروہ ہیں۔ البتہ فوت شدہ فرض نماز کی قضاء پڑھ سکتے ہیں۔

(ب) طلوع آفتاب سے اس کے بلند ہونے تک (یہ تقریباً بیس منٹ کا وقت ہے اس دوران نوافل پڑھنا مکروہ ہے حتیٰ کہ فرض نماز کی قضا بھی جائز نہیں۔

(ج) زوال کے وقت بھی نوافل وفرائض پڑھنا مکروہ ہے۔

(د)عصر کی نماز پڑھ لینے کے بعد قضاء نماز پڑھی جا سکتی ہے نوافل نہیں۔

اول وقت سے کیا مراد ہے؟

ہر نماز، ہمیشہ اول وقت میں پڑھنا ہی مستحب و مسنون نہیں ہے بلکہ کبھی کسی نماز کی تاخیر مسنون و مستحب ہوتی ہے، کبھی تعجیل، مثلاً نماز عشاء کے متعلق ہی حضور ﷺ کے دونوں عمل (تعجیل و تاخیر کے) بخاری و مسلم کے حوالے سے گزر چکے ہیں، اسی طرح عصر کی نماز بادل کے موسم میں جلد پڑھ لینے کا حکم ہے (بخاری ج ۱ ص ۸۳) گرمی کی ظہر ٹھنڈے وقت میں اور سردی میں تعجیل کے ساتھ پڑھنے کی بھی احادیث گزر چکیں، نماز فجر کو تکثیر جماعت کی خاطر اسفار میں پڑھنے کی حدیث بھی گزر چکی۔ اسی طرح وتر کے متعلق بھی مذکور ہے کہ جو شخص خود سے بیدار ہو سکے اس کے لئے صبح صادق سے قبل وتر پڑھنا افضل و مستحب ہے اور جسے سوئے رہ جانے کا خطرہ ہو وہ عشاء کے بعد پڑھ لے۔

یہ تمام احادیث اس بات کی صریح دلیل ہیں کہ تمام نمازوں کو اول وقت میں ہی پڑھنے کو افضل و مستحب قرار دینا احادیث سے ناواقفیت کی دلیل ہے۔

رہیں وہ احادیث جن میں اول وقت میں نماز پڑھنے کی تاکید اور فضیلت آئی ہے، تو اس سے مراد مستحب وقت کا اول ہے نہ کہ نماز کے پورے وقت کا اول، گویا مستحب وقت شروع ہوتے ہی نماز ادا کر لینی چاہئے، اس میں قطعی تاخیر نہیں کرنی چاہئے .... مثلاً یہ حدیث

(حدیث نمبر ٤٦) یَا عَلِیُّ ثَلٰثٌ لَّا تُؤَ خِّرْھَا اَلصَّلوٰۃُ اِذَا اَتَتْ وَ الْجَنَازَۃُ اِذَا حَضَرَتْ وَالْاَیِّمُ اِذَا وَ جَدْ تَّھَا لَھَا کُفُوًا.

(ترمذی ج ۱ ص ۲۴)

(ترجمہ) اے علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ! تین چیزوں کو مؤخر نہ کرنا، نماز جب اس کا وقت ہو جائے، جنازہ جب حاضر ہو جائے اور بن بیاہی لڑکی، جب اس کا

کفو مل جائے (فوراً) شادی کر دینا۔

یعنی اے علی! جب نماز کا مستحب وقت ہو جائے تو ادائیگی میں تاخیر نہ کرنا۔

اور یہ حدیث

(حدیث نمبر۴۷) اَلْوَقْتُ الْاَوَّلُ مِنَ الصَّلٰوۃِ رِضْوَانُ اللّٰہِ وَ الْوَقْتُ الْاٰخِرُ عَفْوُ اللّٰہِ۔ (ترمذی ج ۱ ص ۲۴ عن ابن عمرؓ)

(ترجمہ) نماز کا اول وقت اللہ کی رضا مندی کا سبب ہے اور آخر وقت اللہ کی طرف سے معافی کا ہے۔

اس حدیث میں بھی اول وقت سے مستحب وقت کا اول مراد ہے۔

اور یہ حدیث:

(حدیث نمبر۴۸) عَنْ اُمِّ فَرْوَۃَ قَالَتْ سُئِلَ النَّبِیُّ ﷺ اَیُّ الْاَعْمَالِ اَفْضَلُ قَالَ الصَّلٰوۃُ لِاَوَّلِ وَقْتِھَا۔

(ترمذی ج ۱ ص ۲۴، ابو داود ج ۱ ص ٦۷)

(ترجمہ) ام فروہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا گیا کہ کون سا عمل افضل ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا نماز اس کے اول وقت میں پڑھنا۔

یہاں بھی اول وقت سے مراد مستحب وقت کا اول ہے نہ کہ پورے وقت کا اول۔

اور اسی طرح یہ حدیث۔

(حدیث نمبر۴۹) عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ قَالَ قَالَ لِیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ یَا اَبَا ذَرٍّ کَیْفَ اَنْتَ اِذَا کَانَتْ عَلَیْکَ اُمَرَاءُ یُمِیْتُوْنَ الصَّلٰوۃَ اَوْقَالَ یُؤَخِّرُوْنَ الصَّلٰوۃَ قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ فَمَا تَاْمُرُنِیْ قَالَ صَلِّ الصَّلٰوۃَ

لِوَقْتِهَا فَاِنْ اَدْرَكْتَهَا مَعَهُمْ فَصَلِّهِ فَاِنَّهَا لَكَ نَافِلَةٌ.

(ابو داود ج ا ص ۶۲)

(ترجمہ) حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا اے ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ! تمہارا کیا حال ہوگا جب تم پر ایسے حکام مسلط ہوں گے جو نماز کو مردہ کر کے پڑھیں گے، یا حضور ﷺ نے یوں فرمایا کہ نماز کو ٹال دیں گے، میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ! آپ مجھے کیا حکم دیتے ہیں آپ ﷺ نے فرمایا نماز کو نماز کے وقت میں پڑھ لینا۔ پس اگر ان کے ساتھ بھی پڑھنا پڑ جائے تو وہ بھی پڑھ لینا، یہ تمہارے لئے نفل ہو جائے گی۔

باب الاذان

مسئلہ نمبر ۱۷

اذان کے الفاظ

حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث میں ہے کہ خواب میں فرشتہ نے آپ کو اذان کی یوں تعلیم دی۔

(حدیث نمبر ۵۰) قَالَ تَقُوْلُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ، اَللّٰہُ اَکْبَرْ ، اَللّٰہُ اَکْبَرُ ، اَللّٰہُ اَکْبَرُ. اَشْھَدُاَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ . اَشْھَدُاَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ. اَشْھَدُاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ اَشْھَدُاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ ، حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ اَللّٰہُ اَکْبَرْ ، اَللّٰہُ اَکْبَرُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ .... فَلَمَّا اَصْبَحْتُ اَتَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ فَاَخْبَرْتُہٗ بِمَا رَأَیْتُ فَقَالَ اِنَّھَا لَرُؤْیَاحَقٌّ اِنْ شَآءَ اللّٰہُ فَقُمْ مَعَ بِلَالٍ فَاَلْقِ عَلَیْہِ مَارَأَیْتَ فَلْیُؤَذِّنْ بِہٖ فَاِنَّہٗ اَنْدٰی صَوْتاً مِنْکَ فَقُمْتُ مَعَ بِلَالٍ فَجَعَلْتُ اُلْقِیْہِ عَلَیْہِ وَیُؤَذِّنُ بِہٖ قَالَ فَسَمِعَ ذٰلِکَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ وَھُوَ فِیْ بَیْتِہٖ فَخَرَجَ یَجُرُّ رِدَآئَہٗ وَیَقُوْلُ وَالَّذِیْ بَعَثَکَ بِالْحَقِّ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ لَقَدْ رَأَیْتُ مِثْلَ مَا اُرِیَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ فَلِلّٰہِ الْحَمْدُ. (ابو داود ج ۱ ص ۷۹ باب کیف الاذان)

(ترجمہ) فرشتے نے حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا تو کہہ: اَللّٰہُ اَکْبَرُ. اَللّٰہُ اَکْبَرُ، اَللّٰہُ اَکْبَرُ . اَللّٰہُ اَکْبَرُ. اَشْھَدُاَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اَشْھَدُاَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اَشْھَدُاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ اَشْھَدُاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ ، حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ اَللّٰہُ اَکْبَرُ، اَللّٰہُ اَکْبَرُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ.

(حضرت عبداللہ بن زید کہتے ہیں) جب میں صبح کو اٹھا، تو میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور جو کچھ میں نے خواب میں دیکھا تھا آپ ﷺ کو سنایا، تو آپ ﷺ نے فرمایا یہ خواب حق ہے اِن شاء اللہ (پھر آپ نے مجھے فرمایا) تم بلال کے ساتھ کھڑے ہو کر ان کو ان کلمات کی تلقین کرو، جو تم نے دیکھے ہیں اور وہ ان الفاظ کو اذان کی شکل میں پکارتے جائیں کیونکہ وہ تم سے زیادہ بلند آواز ہیں، تو میں حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ان الفاظ کی تلقین کرنے لگا اور وہ اذان دیتے گئے۔ حضرت عبداللہ فرماتے ہیں، کہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے گھر میں یہ اذان سنی تو وہ جلدی میں اپنی چادر کھینچتے ہوئے نکلے اور عرض کرنے لگے، یارسول اللہ ﷺ! اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا، بے شک میں نے یہی خواب دیکھا جیسے (اب) اذان سن رہا ہوں، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ کا شکر ہے۔

یہ حدیث مسند امام احمد، ابنِ ماجۃ، صحیح ابن حبان، صحیح ابنِ خزیمۃ، بیہقی میں بھی مروی ہے۔ اور اس کی سند صحیح ہے۔

امام بخاری علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں: هُوَ عِنْدِيْ صَحِيْحٌ (کتاب العلل للامام الترمذی، شرح المہذب صفحہ ۷۶ جلد ۳، للنووی۔ نصب الرایہ ص ۲۵۹ جلد اول للامام زیلعی رحمۃ اللہ علیہ، التلخیص الحبیر علی شرح المہذب ص ۱۶۱ جلد ۳، للحافظ ابن حجر شافعی رحمۃ اللہ علیہ)۔

مسئلہ نمبر ۱۸

اذان میں ترجیع نہیں ہے

اذان میں ترجیع کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ شہادت کے کلمات پہلے دو دو مرتبہ درمیانہ جہر سے کہے جائیں۔ پھر ان کو زیادہ بلند آواز سے دو دو مرتبہ دوبارہ کہا جائے، مذکورہ بالا صحیح حدیث سے واضح ہوتا ہے کہ اذان میں ترجیع نہیں ہے۔ علامہ ابن الجوزی علیہ الرحمۃ اپنی کتاب ''التحقیق'' میں لکھتے ہیں:

حَدِیْثُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ زَیْدٍ هُوَ اَصْلُ التَّاذِیْنِ وَ لَیْسَ فِیْهِ تَرْجِیْعٌ فَدَلَّ عَلٰی اَنَّ التَّرْجِیْعَ غَیْرُ مَسْنُوْنٍ. (نصب الرایة ص ۲۶۲ جلد ۱)

(ترجمہ) یعنی حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ کی مذکورہ بالا حدیث اذان کیلئے اصل ہے جس میں ترجیع کا ذکر نہیں ہے تو معلوم ہوا کہ ترجیع مسنون نہیں ہے۔

حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ سفر و حضر میں آنحضرت ﷺ کے مؤذن تھے، بلکہ رئیس المؤذنین تھے، ان کی اذان صحیح سندوں سے بلا ترجیع منقول ہے
(مُغنیٔ ابن قُدامة حنبلیؒ ص۴۱۶ جلد اول، معارف السنن شرح الترمذی ج۲ ص۱۷۵)

حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مذکورہ بالا حدیث مسند احمد ص ۴۳ جلد۴ پر مروی ہے۔ اس حدیث کے اخیر میں یہ الفاظ بھی ہیں۔

ثُمَّ اَمَرَ بِا لتَّاذِیْنِ فَکَانَ بِلَالٌ رضی اللّٰه تعالیٰ عنه مَوْلٰی اَبِیْ بَکْرٍ یُؤَذِّنُ بِذٰلِکَ.

(ترجمہ) کہ آنحضرت ﷺ نے اذان دینے کا حکم فرمایا، تو حضرت بلال حضرت ابوبکر کے آزاد کردہ غلام انہی الفاظ سے اذان دیا کرتے تھے۔

اس حدیث سے بھی واضح ہوا کہ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اذان حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اذان کی طرح بلا ترجیع تھی۔

حضرت عبداللہ بن اُمِّ مکتوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ عہد نبوی میں مسجد نبوی کے مؤذن تھے، آپ کی اذان میں ترجیع منقول نہیں ہے۔

(اوجز المسالک صفحہ ۱۸۶ جلد اوّل شرح موطا امام مالکؒ)

حضرت سَعَد بن قُرَظ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسجد قُبا کے مُؤذن تھے آپ کی اذان بھی ترجیع سے خالی تھی۔ (دارقطنی صفحہ ۲۳۶ جلد اول)

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

(حدیث نمبر ۱۵) اِنَّمَا کَانَ الْاَذَانُ عَلٰی عَھْدِرَسُوْلِ اللّٰہ ﷺ مرَّتَیْنِ مَرَّتَیْنِ

(ابو داود ج ۱ ص ۸۳، نسائی ج ۱ ص ۱۰۳ صحیح ابن خزیمة، صحیح ابن حبان، دارقطنی، بیهقی، مسند ابو عوانه، نصب الرایة ص ۲۶۲ جلد اول)

(ترجمہ) کہ رسول اللہ ﷺ کے مقدس عہد میں اذان کے دو دو کلمے تھے۔

اس حدیث کی سَند کے بارے میں محدث ابن الجوزی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں: وَھٰذَا اِسْنَادٌ صَحِیْحٌ. (نصب الرایة ص ۲۶۲ جلد اوّل)

(ترجمہ) کہ یہ سند صحیح ہے۔

یہ حدیث بھی عدم ترجیع پر دلالت کرتی ہے۔

(فائدہ) ۸ ھ میں غزوہ حُنین سے مکہ مکرمہ واپسی پر آنحضرت ﷺ نے حضرت ابو محذورہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ترجیع کے ساتھ اذان کی تعلیم دی اور ان کو مکہ مکرمہ کا مؤذن مقرر فرمایا۔ یہ حدیث بخاری کے سوا باقی تمام صحاح ستہ میں مروی ہے، محققین علماء مذکورہ بالا صحیح احادیث کی روشنی میں اس کی یہ توجیہ

کرتے ہیں کہ حضرت ابو محذورہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نو مسلم تھے ان کو مکہ مکرمہ کا مؤذن مقرر کیا گیا تھا۔ موصوف کے دل میں اور اہلِ مکہ کے دلوں میں توحید و رسالت کا عقیدہ راسخ کرنے کے لئے ان کو ترجیع کا حکم دیا گیا۔ لہذا یہ اُن کی اور اہل مکہ کی خصوصیت تھی، حضرت ابو محذورہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے توحید و رسالت کا عقیدہ راسخ ہونے کے بعد بھی بطور تبرک ترجیع کے عمل کو جاری رکھا۔ اگر ترجیع کا مسئلہ عام شرعی حکم ہوتا تو حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور مدینہ منورہ کے دیگر مؤذن صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو بھی ضرور اس کا حکم کیا جاتا اور وہ حضرات اس پر عمل پیرا ہوتے، لیکن واقعہ اس کے خلاف ہے۔
(فتح الملہم ج ۲ ص ۵ شرح صحیح مسلم، معارف السنن ج ۲ ص ۱۸۲ شرح ترمذی)

غیر مقلد کا دھوکہ

مولوی محمد یوسف جے پوری حقیقۃ الفقہ میں لکھتے ہیں" ۔ترجیع حدیث سے ثابت ہے۔ (ہدایہ صفحہ ۲۹۲ ج ۱)

حالانکہ ہدایہ میں اس کے برعکس (یوں) ہے **لا ترجیع فیہ . لنا انہ لا ترجیع فی المشاھیر** یعنی اذان میں ترجیع نہیں، کیونکہ احادیث مشہورہ میں ترجیع ثابت نہیں۔

وہ لکھتے ہیں کہ" اقامت ایک ایک بار ہے۔ (شرح وقایہ)

حالانکہ اصل کتاب میں ہے کہ اقامت اذان کے مثل ہے، کیونکہ فرشتے نے اذان اور اقامت ایک جیسی ہی سکھائی تھی۔

مسئلہ نمبر ۱۹

اقامت کے مسنون کلمات

اَللّٰہُ اَکْبَرُ، اَللّٰہُ اَکْبَرُ، اَللّٰہُ اَکْبَرُ ، اَللّٰہُ اَکْبَرُ. اَشْھَدُاَنْ لَااِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ، اَشْھَدُاَنَّ لَااِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ. اَشْھَدُاَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللّٰہِ، اَشْھَدُاَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللّٰہِ. حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃ، حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ. حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ، حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ. قَدْقَامَتِ الصَّلٰوۃ ، قَدْقَامَتِ الصَّلٰوۃِ. اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ . لَااِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ.

مؤذن رسول حضرت ابومحذورہؓ کا عمل

(حدیث نمبر ۵۲) عَنْ اِبْنِ مُحَیْرِیْزٍ اَنَّہٗ سَمِعَ اَبَا مَحْذُوْرَۃَ یَقُوْلُ عَلَّمَنِیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ الْاِ قَامَۃَ سَبْعَ عَشْرَۃَ کَلِمَۃً.

(طحاوی .الإ قامۃ کیف ھی؟)

ابن محیریز نے حضرت ابومحذورہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ ’’مجھے خود رسول اللہ ﷺ نے اقامت کے سترہ کلمات سکھائے تھے۔‘‘

واضح رہے کہ ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابومحذورہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جو مرفوع روایت نقل کی ہے اس میں بھی سترہ کلمات اقامت کا ذکر ہے۔ امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے اس روایت کو صحیح کہا ہے۔ ہم احناف کا عمل بھی اس حدیث کے بالکل موافق ہے۔

مؤذن رسول حضرت سلمہ بن الاکوع کا بھی یہی عمل تھا

عَنْ عُبَیْدٍ مَوْلٰی سَلْمَۃَ بْنِ الْاَکْوَعِ اَنَّ سَلْمَۃَ بْنَ الْاَکْوَعِ کَانَ یُثْنِی الْاِقَامَۃَ. (طحاوی ، الإقامۃ کیف ھی؟)

حضرت عبید فرماتے ہیں کہ حضرت سلمہ بن الاکوع اقامت کے دوہرے کلمات کہا کرتے تھے (یعنی اشھد أن لااِلٰہ اِلا اللّٰہ سے آخری اللّٰہ اکبر تک تمام کلمات دو دفعہ کہا کرتے تھے)

حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا آخری عمل

(حدیث نمبر۵۳) اَلْاَسْوَدُبْنُ یَزِیْدَ اَنَّ بِلَالًا کَانَ یُثْنِی الْاَذَانَ وَ یُثْنِی الْاِ قَامَۃَ وَ اَنَّہٗ کَانَ یَبْدَأُ بِالتَّکْبِیْرِ وَ یُخْتِمُ بِالتَّکْبِیْرِ.

(مصنف عبدالرزاق ج ا ص ۴۶۲، شرح معانی الآثار ج ا ص ۶۲، دارقطنی)

(ترجمہ) اسود بن یزید رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ اذان کے کلمات بھی دو، دو مرتبہ ادا کرتے تھے، اور اقامت کے کلمات بھی دو، دو مرتبہ اور اللہ اکبر سے اذان شروع کرتے اور اسی پر ختم کرتے۔ (اور آخر میں لا الٰہ الا اللہ کہتے جیسا کہ حضرت بلال کی دیگر روایات میں آتا ہے)

حضرت ابومحذورہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں بھی اقامت کے سترہ کلمات کا ذکر ہے، جس کا صاف مطلب یہ ہے کہ اقامت کے کلمات بھی دو، دو مرتبہ ہیں اور یہ سترہ کلمات اذان کے پندرہ کلمات میں قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوۃُ کے دومرتبہ پڑھے جانے سے ہوتے ہیں۔

(دیکھئے ترمذی ج اص ۲۷، ابوداود ج اص ۸۹، نسائی ج اص ۱۰۳، ابن ماجۃ ص ۵۲، مشکوٰۃ ج اص ۶۵، آثار السنن الجزء الاول ص ۵۳)

اس کے علاوہ سوید بن غفلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، ابوجحیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سلمہ بن اکوع، اور ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کی روایات اذان کی طرح، اقامت کے کلمات کو دو، دو مرتبہ کہنے کا صریح ثبوت ہیں۔

(دیکھئے شرح معانی الآثار ج اص ۶۵ آثار السنن الجزء الاول ص ۵۳)

(حدیث نمبر۵۴) عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ اُمِرَ بِلَالٌ اَنْ

يَشْفَعَ الْأذانَ وَ يُوْتِرَ الْإقَامَةَ. (مسلم، الأمر بشفع الأذان)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حکم دیا گیا کہ اذان کے کلمات دوہرے اور اقامت کے کلمات اکہرے کہا کریں۔

لہذا حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ ابتدائی ایام میں اقامت کے کلمات ایک ایک دفعہ کہتے تھے، لیکن جب یہ حکم منسوخ ہوا تو پھر آپ آخری عمر تک اقامت کے کلمات دو دفعہ کہا کرتے تھے۔

امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

ثُمَّ ثَبَتَ هُوَ مِنْ بَعْدُ عَلَى التَّثْنِيَةِ فِى الْإقَامَةِ بِتَوَاتُرِ الْآثَارِ فِىْ ذٰلِكَ فَعُلِمَ أنْ ذٰلِكَ هُوَ مَاأُمِرَبِهٖ. (طحاوی.الإقامة كيف هي؟)

پھر حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مستقل عمل اقامت دہری کہنے کا رہا جس پر روایاتِ متواترہ دلالت کرتی ہیں۔اس سے معلوم ہوا کہ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اسی کا حکم دیا گیا تھا۔

خود علامہ شوکانی رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابو محذورہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت کو بنیاد بناتے ہوئے حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ابتدائی عمل کو منسوخ قرار دیتے ہیں۔ملاحظہ ہو۔

وَهُوَ مُتَأخِّرٌ عَنْ حَدِيْثِ بِلَالٍ الَّذِىْ فِيْهِ الْأمْرُبِإيْتَارِ الْإقَامَةِ لِأنَّهُ بَعْدَ فَتْحِ مَكَّةَ لِأنَّ أبَامَحْذُوْرَةَ مِنْ مُسْلِمَةِ الْفَتْحِ وَبِلَالاً أُمِرَبِافْرَادِالْإقَامَةِ أوَّلَ مَاشُرِعَ الْأذَانُ فَيَكُوْنُ نَاسِخًا وَ قَدْرَوىٰ أبُو الشَّيْخِ أنَّ بِلَالاً أذَّنَ بِمِنىٰ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ثَمَّ مَرَّتَيْنِ مَرَّتَيْنِ وَأقَامَ مِثْلَ ذٰلِكَ إذَا عَرَفْتَ هٰذَا تَبَيَّنَ لَكَ أنَّ أحَادِيْثَ تَثْنِيَةِ الْإقَامَةِ صَالِحَةٌ لِلْاِحْتِجَاجِ بِهَا لِمَا أسْلَفْنَاهُ وَأحَادِيْثُ إفْرَادِ الْإقَامَةِ

وَاِنْ كَانَتْ أَصحَّ مِنهَا لِكَثْرَةِ طُرُقِهَا وَكَوْنِهَافِي الصَّحِيْحَيْنِ لٰكِنْ أَحَادِيْثُ التَّثْنِيَةِ مُشْتَمِلَةٌ عَلَى الزِّيَادَةِ فَالْمَصِيْرُ اِلَيْهَا مَعَ تَأَخُّرِ تَارِيْخِ بَعْضِهَا كَمَا عَرَفْنَاكَ.

(شوكاني: نيل الأوطار ج ٢ ص ٢٤ باب صفة الأذان........)

(ترجمہ) یعنی حضرت ابومحذورہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ والی روایت حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اس روایت سے مؤخر ہے جس میں حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اکہری اقامت کہنے کا حکم دیا گیا تھا۔ چونکہ حضرت ابومحذورہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فتح مکہ کے موقع پر مسلمان ہوئے اور حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اکہری اقامت کہنے کا حکم شروع مشروعیت اذان کے وقت دیا گیا تھا۔ لہذا حضرت ابومحذورہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ والی روایت نے سابقہ حکم کو منسوخ کر دیا، بلکہ ابوالشیخ نے نقل کیا ہے کہ جب حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے منیٰ میں اذان دی تو آنحضور ﷺ بھی وہاں موجود تھے۔ تو وہ اذان واقامت ایک جیسی تھی اور اس میں دو دفعہ کلمات کو دہرایا گیا ہے۔ جب تمہیں یہ تفصیل معلوم ہوگئی تو واضح ہوگیا کہ جن احادیث میں دہری اقامت کا ذکر ہے وہ دلیل بن سکتی ہیں اور اکہری اقامت والی احادیث طرق مختلفہ اور صحیحین میں وارد ہونے کی وجہ سے گو کہ زیادہ صحیح ہیں لیکن دہری اقامت والی احادیث میں ایک زیادہ چیز کا تذکرہ ہے۔ لہذا ان کی طرف رجوع کرنا لازم ہے خاص طور پر اس لئے بھی کہ ان میں آخری زمانہ کا تذکرہ ہے جیسا کہ ہم بتا چکے ہیں۔

(حدیث نمبر ۵۵) وَالْاِقَامَةَ سَبْعَ عَشَرَةَ كَلِمَةً.

(ترمذی ص ۲۷ جلد اول بباب ماجآء في الترجيع في الاذان، نسائی، دارمی)

(ترجمہ) حضرت ابومحذورہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے اُن کو اقامت کے سترہ کلمات کی تعلیم دی۔

یہ حدیث صحیح ہے، اس حدیث کے بارے میں امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ

فرماتے ہیں۔

هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. (ترمذی ص۲۷ جلد اول)

حافظ ابن حجر شافعی الدرایہ ج۱ص۱۱۴ میں لکھتے ہیں کہ اس حدیث کو محدث ابن خزیمہ اور محدث ابن حبان نے صحیح تسلیم کیا ہے۔

حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خواب میں فرشتہ سے اذان واقامت سنی تھی رسول اللہ ﷺ نے اس کی تصویب و تائید فرمائی تھی۔ اس مرفوع حدیث کے بعض طرق میں یہ الفاظ ہیں:

(حدیث نمبر ۵۶) فَاَذَّنَ مَثْنٰى مَثْنٰى وَاَقَامَ مَثْنٰى مَثْنٰى.

(مصنف ابن ابی شیبۃ ج ۱ ص ۲۰۶، سنن بیهقی ج ۱ ص ۴۲۰ باب ماروی فی تثنیۃ الاذان والاقامۃ)

(ترجمہ) کہ اذان دودو کلمے کہے اور اقامت دودو کلمے کہے۔

اس کی سند صحیح ہے، محدث ابن دقیق العید الشافعی رحمۃ اللہ علیہ ''الامام'' میں فرماتے ہیں:

وَهٰذَا رِجَالُ الصَّحِيحِ. کہ اس سند کے راوی صحیح کے راوی ہیں۔

علامہ ابن حزم ظاہری اپنی معروف ومشہور کتاب المحلی ج۳ص۱۵۸ میں لکھتے ہیں:

وهذا اِسْنَادٌ فِيْ غَايَةِ الصِّحَّة (نصب الرایۃ ج ۱ ص ۲۶۷)

(ترجمہ) کہ یہ سند انتہائی صحیح ہے۔

حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث میں اذان کا ذکر ہے۔ اس کے بعد ہے۔

(حدیث نمبر ۵۷) ثُمَّ قَامَ فَقَالَ مِثْلَهَا اِلَّا اَنَّهٗ زَادَ بَعْدَ مَاقَالَ حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوةُ . الخ

(ابو داود ج ۱ ص ۸۲، باب کیف الاذان و مسند احمد)

(ترجمہ) یعنی فرشتہ نے اذان کے کلمات کے برابر اقامت کے کلمات کہے، لیکن حَیَّ عَلَی الْفَلاَحِ کے بعد قَدْقَامَتِ الصَّلٰوۃ کا اضافہ کیا۔

حضرت عبداللہ بن زَیدانصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مذکورہ بالا فرشتہ والی حدیث ایک اور سند سے یوں مروی ہے۔

(حدیث نمبر ۵۸) اِنَّهٗ رَاٰی الْاَذَانَ مَثْنٰی مَثْنٰی وَالْاِقَامَةَ مَثْنٰی مَثْنٰی قَالَ فَاَتَیْتُ النَّبِیَّ ﷺ فَاَخْبَرْتُهٗ فَقَالَ عَلِّمْهُنَّ بِلَالاً (الخلافیات للامام بیهقیؒ)

(ترجمہ) عبداللہ بن زَید نے خواب میں اذان کے کلمات دو دو دفعہ اور اقامت کے کلمات دو دو دفعہ سنے، حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں پھر میں حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، اور آپ کو اس واقعہ کی اطلاع دی تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ان کلمات کی تعلیم دو۔

اس کی سند صحیح ہے۔ حضرت حافظ ابن حجر شافعی رحمۃ اللہ علیہ الدرایہ ج ۱ ص ۱۱۵ میں فرماتے ہیں: اِسْنَادُهٗ صَحِیْحٌ.

حضرت اَسْوَد تابعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

(حدیث نمبر ۵۹) اِنَّ بِلَالاً کَانَ یُثَنِّی الْاَذَانَ وَیُثَنِّی الْاِقَامَةَ.

(مسند عبدالرزاق، دارقطنی ج ۱ ص ۲۴۲، طحاوی ص ۸۰ جلد اول)

(ترجمہ) حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ اذان اور اقامت کے کلمات دو دو دفعہ کہتے تھے۔

اس کی سند صحیح ہے۔ (آثار السنن ص ۶۷ طبع ملتان)

حضرت اَبُوجُحَیْفَہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

(حدیث نمبر ۶۰) اِنَّ بِلَالاً رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ یُؤَذِّنُ لِلنَّبِیِّ ﷺ مَثْنٰی

مَثْنٰی وَیُقِیْمُ مَثْنٰی مَثْنٰی.

(دارقطنی ج ۱ ص ۲۴۲، طبرانی بسند لین، آثار السُنن ص۶۷)

(ترجمہ) حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی اکرم ﷺ کے لئے اذان (کے کلمات) دو دو دفعہ کہتے تھے اور اقامت (کے کلمات بھی) دو دو دفعہ کہتے تھے۔

حضرت عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

(حدیث نمبر ۶۱) سَمِعْتُ اَبَا مَحْذُوْرَةَ یُؤَذِّنُ مَثْنٰی مَثْنٰی وَیُقِیْمُ مَثْنٰی مَثْنٰی.

(طحاوی ج ۱ ص ۸۱ بسند حسن، آثار السُنن ص ۶۷)

(ترجمہ) یعنی حضرت اَبُو مَحذورہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اذان دو دو دفعہ اور اقامت بھی دو دو دفعہ کہتے تھے۔

حضرت سُوَید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

(حدیث نمبر ۶۲) سَمِعْتُ بِلاَ لاً رضی اللّٰہ عنہ یُؤَذِّنُ مَثْنٰی وَیُقِیْمُ مَثْنٰی. (طحاوی ج ۱ ص ۸۰ بسند حسن، آثار السُنن ص۶۷)

(ترجمہ) یعنی حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ اذان دو دو دفعہ اور اقامت بھی دو دو دفعہ کہتے تھے۔

حضرت سَلَمۃ بن الاکوع رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں حدیث ہے کہ۔

(حدیث نمبر ۶۳) یُثَنِّیِ الْاِقَامَةَ.

(دار قطنی ج ۱ ص ۲۴۱ بسند صحیح، آثار السُنن ص۶۸)

(ترجمہ) حضرت سَلَمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اقامت دو دو دفعہ کہتے تھے۔

(حدیث نمبر ۶۴) عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ ابْنِ اَبِیْ لَیْلٰی قَالَ حَدَّثَنَا اَصْحَابُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اَنَّ عَبْدَاللّٰهَ بْنَ زَیْدِ الْاَنْصَارِی جَاءَ اِلَی

النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ رَأَيْتُ فِي الْمَنَامِ كَأَنَّ رَجُلًا قَامَ وَعَلَيْهِ بُرْدَانِ اَخْضَرَانِ عَلٰى جِذْمَةِ حَائِطٍ فَاَذَّنَ مَثْنٰى وَاَقَامَ مَثْنٰى وَقَعَدَ قَعْدَةً قَالَ فَسَمِعَ ذٰلِكَ بِلَالٌ فَقَامَ فَاَذَّنَ مَثْنٰى وَاَقَامَ مَثْنٰى وَ قَعَدَ قَعْدَةً . (مصنف ابن أبی شیبة ج ۱ ص ۲۰۳)

(ترجمہ) حضرت عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ فرماتے ہیں کہ ہمیں رسول اللہ ﷺ کے صحابہ نے بیان کیا کہ عبداللہ بن زید انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس آئے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ میں نے خواب میں دیکھا کہ گویا ایک شخص دو سبز چادریں اوڑھے ہوئے ایک دیوار کے ٹکڑے پر کھڑا ہوا اور اس نے اذان واقامت کہی اور اس نے (شروع کی چار تکبیرات کے علاوہ باقی) کلمات دو دو بار کہے اور (اذان واقامت کے درمیان) تھوڑی دیر بیٹھا۔ راوی کہتے ہیں کہ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ سنا تو آپ بھی کھڑے ہوئے اور آپ نے بھی اسی طرح اذان واقامت کہی کہ دونوں میں (شروع کی چار تکبیرات کے علاوہ باقی کلمات کو) دو دو دفعہ کہا اور (اذان واقامت کے درمیان) تھوڑی دیر بیٹھے۔

ابواب نماز

مسئلہ نمبر ۲۰

جگہ کا پاک ہونا

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

(آیت) وطَھِّرْ بَیْتِیَ لِلطَّآئِفِیْنَ وَالْقآئِمِیْنَ وَالرُّکَّعِ السُّجُوْدِ.
(۲۶:۲۲)

(ترجمہ) اور میرے گھر کو طواف کرنے والوں اور قیام کرنے والوں اور رکوع وسجود کرنے والوں کے لئے پاک رکھنا۔

(حدیث نمبر ٦٥) عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ نَھٰی اَنْ یُّصَلّٰی فِیْ سَبْعَةِ مَوَاطِنِ فِی الْمَزْبَلَةِ وَالْمَجْزَرَةِ وَالْمَقْبُرَةِ وَقَارِعَةِ الطَّرِیْقِ وَ فِی الْحَمَّامِ وَمَعَاطِنِ الْاِبِلِ وفَوْقَ ظَھْرِ بَیْتِ اللّٰہِ.
(ترمذی ج ۱ ص ۸۱)

(ترجمہ) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سات جگہ نماز پڑھنے سے منع فرمایا ہے۔ کوڑے کرکٹ کی جگہ میں، جانور ذبح کرنے کی جگہ میں، قبرستان میں، راستہ چلنے کی جگہ میں، حمام میں، اونٹوں کے باڑے میں اور بیت اللہ کی چھت پر۔

(حدیث نمبر ٦٦) عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِکٍ قَالَ بَیْنَمَا نَحْنُ فِی الْمَسْجِدِ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ اِذْجَاءَ اَعْرَابِیٌّ فقَامَ یَبُوْلُ فِی الْمَسْجِدِ فَقَالَ اَصْحَابُ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ مَہْ مَہْ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ لَا تُزْرِمُوْہُ دَعُوْہُ فَتَرَکُوْہُ حَتّٰی بَالَ ثُمَّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ دَعَاہُ فَقَالَ لَہٗ اِنَّ ھٰذِہِ الْمَسَاجِدَ لَا تَصْلُحُ لِشَیْءٍ مِنْ ھٰذَا الْبَوْلِ وَلَا الْقَذَرِ اِنَّمَا ھِیَ لِذِکْرِ اللّٰہِ وَالصَّلٰوۃِ وقِرَاءَۃِ الْقُرْاٰنِ

اَوْ كَمَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَالَ فَاَمَرَ رَجُلًا مِنَ الْقَوْمِ فَجَاءَ بِدَلْوٍ مِنْ مَاءٍ فَشَنَّهُ عَلَيْهِ، (مسلم ج ا ص ۱۳۸)

(ترجمہ) حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مسجد میں تھے کہ ایک دیہاتی آیا اور کھڑے ہو کر مسجد میں پیشاب کرنے لگا صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اسے ڈانٹتے ہوئے کہنے لگے رُک جا رُک جا۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس کا پیشاب نہ روکو۔ جانے دو چنانچہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے اسے چھوڑ دیا حتیٰ کہ اس نے پیشاب کر لیا، پھر رسول اللہ ﷺ نے اسے بلا کر فرمایا کہ یہ مسجدیں پیشاب پاخانہ کے لئے نہیں ہوتیں، یہ تو اللہ کے ذکر، نماز اور قرآن کی تلاوت کے لئے ہیں، یا ایسا ہی کچھ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ پھر آپ نے ایک شخص کو حکم دیا وہ پانی کا ایک ڈول بھر کر لے آیا اور پیشاب کی جگہ بہا دیا۔

اس آیت اور دونوں احادیث سے معلوم ہوا نماز کے لئے جگہ کا پاک ہونا ضروری ہے ورنہ ایسی جگہ نماز نہ ہوگی جیسا کہ پہلی حدیث سے معلوم ہوا، اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم بھی نماز کی جگہ کی پاکی کا خوب اہتمام کرتے تھے تبھی تو اس پیشاب کرنے والے کو تنبیہ کرنے لگے۔ مگر حضور ﷺ نے پیشاب روکنے سے بیماری مبتلا ہونے کے خدشہ سے نہ روکا پھر بعد میں مسجد کو پانی ڈلوا کر پاک کرایا۔

جبکہ غیر مقلدین کے ہاں جگہ کا پاک ہونا نماز صحیح ہونے کیلئے شرط نہیں ہے۔

جیسا کہ نواب صدیق حسن خان غیر مقلد لکھتے ہیں:

''طہارتِ مکان نماز واجب ست شرط صحت نماز نیست''

(بدور الاہلۃ ص ۴۰)

(ترجمہ) نماز کی جگہ کا پاک ہونا واجب ہے نماز کے صحیح ہونے کے لئے شرط نہیں ہے

اور نواب نورالحسن خان غیر مقلد لکھتے ہیں:

''طہارت مکان نماز واجب ست نہ شرطِ صحتِ نماز

(عرف الجادی ص ۲۱)

(ترجمہ) نماز کی جگہ کا پاک ہونا واجب ہے نہ کہ نماز کے صحیح ہونے کی شرط ہے۔

مسئلہ نمبر ۲۱

کپڑوں کا اور بدن کا پاک ہونا نماز کے صحیح ہونے کے لئے شرط ہے

ارشاد باری تعالیٰ ہے

وثیابک فطھر (۷۴:۴) اور اپنے کپڑوں کو پاک رکھئے۔

(حدیث نمبر ۶۷) عَنْ عائشۃ انّھا قالتْ قالتْ فاطِمَۃُ بِنْتُ اَبِیْ حُبَیْشٍ لِرَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ یا رَسُوْلَ اللّٰہِ اِنِّیْ لا اَطْھُرُ اَاَدَعُ الصَّلٰوۃَ فقال رَسُوْلُ اللّٰہ ﷺ اِنّما ذٰلِک عرق ولَیْسَتْ بِالْحَیْضَۃِ فَاِذا اَقْبلتِ الْحیْضۃُ فاتْرُکی الصَّلٰوۃ فِاذا ذھب قَدْرُھافَاغْسِلِیْ عَنْکِ الدَّم وصلّیْ. (بخاری ج ۱ ص ۴۴)

(ترجمہ) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بنت ابو حبیش نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ میں تو پاک ہی نہیں ہوتی تو کیا میں نماز پڑھنی چھوڑ دوں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ یہ رگ سے نکلنے والا خون ہے حیض نہیں ہے اس لئے جب حیض کے دن آئیں تو نماز چھوڑ دے اور جب اندازہ کے مطابق وہ ایام گزر جائیں تو خون کو دھو اور نماز پڑھ۔

(نوٹ) اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نمازی کا بدن پاک ہونا ضروری ہے۔

(حدیث نمبر ۶۸) عَنْ أبِیْ سعید الْخُدْرِیّ ــ قال بَیْنَما رَسُوْلُ اللّٰہ ﷺ یصلّیْ بأصحابہ اِذْخلع نعلیْہ فوضعھما عَنْ یسارِہٖ فلمّا رأی الْقوْمُ ذٰلک الْقوْانعالَھُمْ فلمّا قضی رسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ صلاتَہٗ

قَالَ مَاحَمَلَكُمْ عَلٰى اِلْقَائِكُمْ نِعَالَكُمْ قَالُوْا رَأَيْنَاكَ اَلْقَيْتَ نَعْلَيْكَ فَاَلْقَيْنَا نِعَالَنَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ جِبْرِيْلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ اَتَانِىْ فَاَخْبَرَنِىْ اِنَّ فِيْهِمَا قَذَرًا، الحديث. (ابو داود ج ا ص ۹۵)

(ترجمہ) حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو نماز پڑھا رہے تھے کہ اچانک آپ نے اپنی جوتیاں اتار کر بائیں طرف کر دیں صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے یہ دیکھا تو انہوں نے بھی جوتیاں اتار دیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے نماز سے فارغ ہو کر پوچھا کہ تمہیں جوتیاں اتارنے پر کس چیز نے اُبھارا؟ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کیا کہ ہم نے آپ کو جوتیاں اتارتے دیکھا تو ہم نے بھی اتار دیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مجھے تو جبریل نے آکر خبر دی تھی کہ جوتیوں میں ناپاکی (لگی ہوئی) ہے۔

(نوٹ) نمازی کا لباس بھی پاک ہونا ضروری ہے دیکھئے حضور نے جوتے پلید ہونے کی وجہ سے اتار دیئے تھے چنانچہ جس نمازی کا کپڑا پلید ہوگا اس کی نماز بھی درست نہ ہوگی۔

نواب صدیق حسن غیر مقلد لکھتے ہیں:

''وطہارت محمول وملبوس را شرطِ صحتِ نماز گردانیدن کما ینبغی نیست''

(بدور الاہلۃ ص ۳۹)

(ترجمہ) نماز میں اٹھائی ہوئی چیز اور لباس کی طہارت نماز کے صحیح ہونے کے لئے شرط قرار دینا مناسب نہیں ہے۔

نواب نور الحسن خان غیر مقلد لکھتے ہیں:

''یا در جامہ ء ناپاک نماز گزارد نمازش صحیح ست''۔ (عرف الجادی ص ۲۲)

(ترجمہ) ناپاک کپڑوں میں نماز پڑھی تو اس کی نماز صحیح ہے۔

مسئلہ نمبر ۲۲

ستر کا ڈھانپنا نماز کے صحیح ہونے کے لئے شرط ہے

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

(آیت) یٰبَنِیْٓ اٰدَمَ خُذُوْا زِیْنَتَکُمْ عِنْدَ کُلِّ مَسْجِدٍ. (۳۱:۷)

(ترجمہ) اے بنی آدم تم اپنی آرائش کو ہر نماز کے وقت استعمال کرو۔

(حدیث نمبر ۶۹) عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَاتُقْبَلُ صَلٰوةُ الْحَائِضِ اِلَّا بِخِمَارٍ (ترمذی ج ۱ ص ۸۶ ابوداود ج ۱ ص ۹۴)

(ترجمہ) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جوان عورت کی نماز اوڑھنی کے بغیر قبول نہیں ہوتی۔

(حدیث نمبر ۷۰) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ اَبِیْ قَتَادَةَ عَنْ اَبِیْهِ رَفَعَهٗ لَایَقْبَلُ اللّٰهُ مِنْ اِمْرَأَةٍ صَلَاةً حَتّٰی تُوَارِیَ زِیْنَتَهَا وَلَا جَارِیَةٍ بَلَغَتِ الْمَحِیْضَ حَتّٰی تَخْتَمِرَ.

(اخرجه الطبرانی فی الاوسط بحوالة الدرایة ج ۱ ص ۱۲۲)

(ترجمہ) حضرت عبداللہ بن ابی قتادہ اپنے والد سے مرفوعاً روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ عورت کی نماز اس وقت تک قبول نہیں فرماتے جب تک کہ وہ اپنی زینت نہ چھپالے اور نہ کسی ایسی لڑکی کی نماز قبول فرماتے ہیں جو کہ بالغ ہو گئی ہو حتیٰ کہ وہ اوڑھنی اوڑھ لے۔

(فائدہ) ان سب دلائل سے معلوم ہوتا ہے کہ بغیر ننگ ڈھانپے نماز درست نہیں ہوتی۔

لیکن غیر مقلدین کے ہاں عورت کی بغیر ننگ ڈھانپے نماز ہو جاتی ہے

چاہے اکیلی نماز پڑھے یا دوسری عورتوں کے ساتھ یا اپنے خاوند کے ساتھ یا دوسرے محرم رشتے داروں کے ساتھ نماز پڑھے۔

حوالہ کے لئے دیکھئے نواب صدیق حسن خان غیر مقلد لکھتے ہیں۔

''واما آنکہ نمازِ زن اگر چہ تنہا یا باز ناں یا باشوہر یا دیگر محارم باشد بے ستر تمام عورت صحیح نیست پس غیر مسلم ست'' (بدور الاہلۃ ص ۳۹)

(ترجمہ) باقی رہی یہ بات کہ عورت کی نماز اگر چہ وہ اکیلی نماز پڑھے یا دوسری عورتوں کے ساتھ یا شوہر کے ساتھ یا دوسرے محرموں کے ساتھ تو پورے ننگ کے ڈھانپے بغیر نماز صحیح نہیں ہوتی تو یہ بات تسلیم شدہ نہیں ہے۔

(نوٹ) جب عورت کی نماز عورتوں کے ساتھ یا اپنے محرم مردوں کے ساتھ بغیر ننگ ڈھانپنے کے ہو جاتی ہے تو اگر مرد ننگی حالت میں ایسی ہی عورتوں کے ساتھ نماز پڑھے تو اس کی تو بطریق اولیٰ غیر مقلدوں کے ہاں نماز ہو جاتی ہوگی۔

مسئلہ نمبر ۲۳

سر ڈھانپنا

نماز کے آداب میں سے یہ ہے کہ پورا لباس پہن کر نماز پڑھے اور سر کو بھی ڈھانپ کر رکھے بلکہ آنحضور ﷺ کی اتباع میں ہر شخص کو عام حالات میں سر ڈھانپ کر رکھنا چاہئے۔ ہاں اگر مجبوری کی وجہ سے ننگے سر نماز پڑھی تو نماز ہو جائے گی، لیکن کپڑا ہوتے ہوئے بھی ننگے سر نماز پڑھنا اور ننگے سر رہنا خلاف سنت ہے۔

(حدیث نمبر ۱۷) عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُكْثِرُ الْقِنَاعَ (شمائل ترمذی ص ۷۱)

(ترجمہ) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ اکثر اوقات اپنے سر مبارک کو کپڑے سے ڈھانپ کر رکھتے تھے۔

خود مولانا ثناء اللہ امرتسری غیر مقلد فرماتے ہیں:

صحیح مسنون طریقہ نماز کا وہی ہے جو آنحضور ﷺ سے بالدوام ثابت ہوا ہے یعنی بدن پر کپڑے اور سر ڈھکا ہوا ہو پگڑی سے یا ٹوپی سے۔

(ثنا اللہ امر تسری: فتاویٰ ثنائیہ ج ۱ ص ۵۲۵)

نیز مولانا ابو سعید شرف الدین غیر مقلد لکھتے ہیں:

(ننگے سر) نماز ادا ہو جائے گی مگر سر ڈھانپنا اچھا ہے۔ آنحضرت ﷺ نماز میں اکثر عمامہ یا ٹوپی رکھتے تھے..... مگر یہ بعض کا جو شیوہ ہے کہ گھر سے پگڑی یا ٹوپی سر پر رکھ کر آتے ہیں اور ٹوپی یا پگڑی قصداً اتار کر ننگے سر نماز پڑھنے کو اپنا شعار بنا رکھا ہے اور پھر اس کو سنت کہتے ہیں بالکل غلط ہے۔ یہ فعل سنت سے ثابت نہیں ہاں اس فعل کو مطلقاً ناجائز کہنا بھی بیوقوفی ہے ایسے ہی برہنہ سر کو بلا وجہ شعار بنانا بھی خلاف سنت ہے اور خلاف سنت بے وقوفی ہی تو

ہوتی ہے۔ (ثناء اللہ امر تسری : فتاویٰ ثنائیہ ج ۱ ص ۵۲۳)

مولانا غزنوی غیر مقلد فرماتے ہیں:

اگر ننگے سر نماز فیشن کی وجہ سے ہے تو نماز مکروہ ہے اگر خشوع کے لئے ہے تو تشبہ بالنصاریٰ ہے، اسلام میں سوائے احرام کے ننگے سر رہنا خشوع کے لئے نہیں ہے، اگر سستی کی وجہ سے ہے تو منافقین کی عادت ہے، غرض ہر لحاظ سے ناپسندیدہ ہے۔ (فتاویٰ علماء اهل حدیث ج۴ ص ۲۹۱)

کپڑے یا رومال وغیرہ کو بغیر باندھے یوں ہی لٹکا کر نماز پڑھنا

(حدیث نمبر۲۷)عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ نَهٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنِ السَّدْلِ فِی الصَّلَاةِ .

(ترمذی. ماجاء فی کراهیة السدل فی الصلاة)

(ترجمہ)حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے کپڑا وغیرہ لٹکا کر نماز پڑھنے سے منع فرمایا ہے۔

(حدیث نمبر۳۷)نَهٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنِ السَّدْلِ فِی الصَّلٰوةِ وَاَنْ یُغَطِّیَ الرَّجُلُ فَاهُ فِی الصَّلٰوةِ

(ابو داود ج ۱ ص ۱۱۰، ترمذی ج ۱ ص ۵۰)

(ترجمہ)رسول اللہ ﷺ نے نماز میں سدل سے منع فرمایا ہے اور اس بات سے بھی کہ آدمی نماز میں اپنے منہ کو ڈھانک لے۔

سدل کا مطلب ہے کہ اپنے سر یا کندھے پر رومال و چادر وغیرہ لٹکائے رکھنا اور اس کا ایک سرا دوسری طرف نہ پھینکنا یا شیروانی وغیرہ کو کندھے پر ڈال لینا بغیر آستین میں ہاتھ ڈالے ہوئے۔

(نوٹ) آج کل رومال کو بغیر لپیٹے سر پر رکھنے اور اس کے دونوں سروں کو نیچے چھوڑ دینے کا رواج عام ہے اور بعض مونہہ ڈھانپ کر نماز پڑھتے ہیں یہ بھی

مکروہ ہے چہرہ کھلا رکھنا چاہئے۔

غیر مقلدین سے نماز کے موضوع پر مناظرہ کی شرائط

اپنی نماز کی شرائط قرآن وحدیث سے ثابت کریں

(۵) الفقہ علی مذاہب اربعہ میں چاروں مذاہب سے سب سے پہلے نماز کی شرائط عام فہم ترتیب سے بیان کی گئی ہیں، ہماری نماز کی سات شرائط تعلیم الاسلام ص ۴۴ پر بھی موجود ہیں، ہر اردو خواں خود پڑھ سکتا ہے۔

اس طرح اگر غیر مقلد حضرات اپنی نماز کی سب شرائط سب اردو دانوں کے سامنے رکھ دیں تو وہ اپنی نماز کی شرائط قرآن وحدیث سے ہرگز نہ دکھا سکیں گے۔

(۶) سب کو معلوم ہے کہ صحاح ستہ کے مصنفین فقہ کے چاروں اماموں کے بعد ہوئے ہیں لہذا ان کا فرض تھا کہ اگر ان چاروں اماموں کی بیان کردہ شرائطِ نماز قرآن وحدیث کے خلاف ہیں تو وہ ان غلط شرائط کو حدیث سے رد کرتے، اگر واقعی طور پر ائمہ اربعہ کی بیان کردہ نماز کی شرائط حدیث کے خلاف تھیں تو واقعی ان کا رد کیا ہوگا لہذا اب غیر مقلدین کا فرض ہے کہ وہ صحاح ستہ سے وہ حدیثیں دکھائیں جن کی بنا پر تمام محدثین صحاح ستہ نے ان شرائط کو باطل قرار دیا ہو، اور شرائط نماز لکھنے والوں کو بے دین کہا ہو لیکن وہ ائمہ اربعہ کی بیان کردہ شرائط کا رد ان محدثین سے قیامت تک نہیں دکھا سکیں گے کیونکہ ان محدثین کے نزدیک ائمہ اربعہ کی یہ شرائط قرآن وحدیث کے موافق ہیں۔

غیر مقلدین اپنی نماز کے ارکان اپنی مسلمہ نصابی کتب سے دکھائیں

(۷) سب ائمہ فقہ نے شرائط نماز کے بعد اپنی نماز کے ارکان بیان فرمائے ہیں

ہم رکن کی تعریف اس کے ثبوت کا طریق، اس کے تارک کا حکم، اور تعداد ارکان اپنی مسلمہ نصابی کتب سے دکھا سکتے ہیں۔

(دیکھئے تعلیم الاسلام، ص ۱۲۳ ج ۳)

(ا) یہ سب باتیں اپنی مسلمہ نصابی کتاب سے دکھائیں۔

(ب) پھر ہماری بیان کردہ رکن کی تعریف، حکم اور ارکان نماز کے غلط ہونے کو حدیث صحیح صریح غیر معارض سے ثابت کریں اور اپنی بیان کردہ تعریف، حکم، ارکان، ایک حدیث سے دکھائیں ماننے والوں کا مشرک و بدعتی ہونا دکھائیں اور لکھ کر دیں کے نماز کے کسی فرض کو ماننا خواہ وہ شرط ہو یا رکن اور اس پر عمل کرنا بے دینی ہے اور جن احادیث میں فرائض کے حساب وغیرہ کا ذکر ہے ہم ان سب کے منکر ہیں۔

(۸) ہم اہل سنت والجماعت احناف واجب کی تعریف، اس کا طریق ثبوت، اس کے تارک کا حکم، اور واجبات کی تعداد اپنی مسلمہ نصابی کتب سے دکھا سکتے ہیں۔ (تعلیم الاسلام صفحہ ۲۹/ ۱۲۸ ج ۳)

غیر مقلدین ہماری بیان کردہ واجب اور اس کے تین متعلقات کا اپنے دعویٰ کے مطابق خلاف حدیث ہونا، ثابت کریں۔ نیز قرآن وحدیث سے یہ چاروں چیزیں اپنے دعوے کے مطابق صحیح ثابت کریں۔ یا ان کے قائلین کا بے دین ہونا قرآن وحدیث سے ثابت کریں۔

(۹) ہم احناف سنت مؤکدہ کی تعریف، طریق ثبوت، تارک کا حکم، اور تعداد سنن اپنی نصابی کتب سے دکھا سکتے ہیں۔

(تعلیم الاسلام، ص ۱۳۰، ج ۳)

غیر مقلدین ان چاروں چیزوں کا غلط ہونا قرآن وحدیث سے ثابت کریں۔ پھر صحیح سنتوں کی تعداد، تعریف، طریق ثبوت، فاعل و تارک کا حکم، قرآن وحدیث سے ثابت کریں۔

(١٠) ازاں بعد احناف نماز کے مستحبات، تعریف، طریق ثبوت، فاعل و تارک کا حکم، اور تعداد اپنی مسلمہ نصابی کتاب سے دکھائیں گے۔
(تعلیم الاسلام ص ١٣٠ ج ٣)

غیر مقلدین ہماری بیان کردہ مستحب کی تعریف، طریق ثبوت، فاعل و تارک کا حکم، اور تعداد کو قرآن و حدیث اور اپنی مسلمہ نصابی کتاب سے دکھائیں۔

(١١) نماز کو مفسدات سے بچانا بھی ضروری ہے۔ اس لئے احناف نماز کے مفسد کی تعریف، حکم، اور تعداد اپنی نصابی مسلمہ کتاب سے دکھائیں گے۔
(تعلیم الاسلام ص ١٦٧، ج ٣)

غیر مقلدین اس کی تعریف، حکم اور تعداد قرآن و حدیث سے اور اپنی مسلمہ نصابی کتاب سے دکھائیں۔

(١٢) پھر احناف مکروہاتِ نماز، مکروہ کی تعریف، طریق ثبوت، حکم اور تعداد اپنی مسلمہ نصابی کتاب سے دکھائیں۔
(تعلیم الاسلام ١٧٠/١٦٩ ج ٣)

غیر مقلدین ہماری اس تعریف، طریق ثبوت، حکم، اور تمام مکروہات کو قرآن و حدیث سے غلط ثابت کریں۔ اور مکروہ کی صحیح تعریف، صحیح طریق ثبوت، صحیح حکم اور صحیح تعداد اپنی مسلمہ نصابی کتاب سے دکھا کر قرآن و حدیث سے دکھائیں۔

ہم نے مذکورہ عنوان ''غیر مقلدین اپنی نماز کی شرائط قرآن و حدیث سے ثابت کریں'' اور دوسرے عنوان ''غیر مقلدین اپنی نماز کے ارکان اپنی مسلمہ نصابی کتب سے دکھائیں گے'' کے تحت جتنی باتیں نقل کی ہیں یہ سب غیر مقلدین کے ساتھ نماز پر مناظرہ کرنے کی شرائط ہیں جن کو اس انداز سے تحریر کرنا ہے اور دوران مناظرہ ان کی پابندی خود بھی کرنی ہے اور غیر مقلد مناظر

سے بھی کرانی ہے۔ اوران دونوں عنواناتکا ایک فائدہ یہ بھی ہے کہ اس انداز سے مناظرہ کرنے سے وہ اپنی نماز کو قرآن و حدیث سے ثابت کرنے میں ناکام رہتے ہیں ہمارا بارہا کا تجربہ ہے۔

غیر مقلدین سے سوال

اپنی نماز قرآن وحدیث سے ثابت کریں

(۱۳)دوران بحث غیر مقلد مناظر اپنے دعویٰ کے مطابق قرآن و حدیث کی پابندی کرے۔ کیونکہ وہ فقہ اور اجماع امت ،اقوال ائمہ وفقہاء اور ارشادات صحابہ کرام کا انکار کرتے ہیں اور یہی کہتے رہتے ہیں کہ ہم صرف قرآن و حدیث کو مانتے ہیں ان کے علاوہ کسی چیز کو نہیں مانتے حالانکہ یہ محض ان کا جھوٹا پروپیگنڈہ ہے کیونکہ قرآن وحدیث کا انکار کفر ہے ہماری نماز ہمارا اسلام ہماری فقہ سب قرآن وحدیث اوران کے متعلقات صحابہ کے اقوال اورفتاویٰ وغیرہ سے مأخوذ ہیں بہرحال ان کے پروپیگنڈہ کے مطابق غیر مقلدین کے مناظر پر لازمی ہے کہ وہ کوئی ایسا نام استعمال نہ کرے جو قرآن وحدیث سے ثابت نہ ہو۔ وہی اصول فقہ، اصول حدیث ،اصول تفسیر ، اسماء الرجال اصول جرح و تعدیل پیش کرے گا جنہیں اہل فن نے صرف قرآن کی آیات واحادیث سے لکھا ہو۔

(۱۴)اگر غیر مقلد مناظر اپنا نام۔ اپنی نماز کے شرائط ،ارکان، سنن، مستحبات، مکروہات، مفسدات اوراحکام اپنی مسلمہ نصابی کتاب اورصرف قرآن و حدیث سے ثابت کرنے سے عاجز رہا، تو اسے لکھ کر دینا ہوگا کہ میں اپنی نماز کی تفصیل اپنی مسلمہ نصابی کتاب اور قرآن و حدیث سے ثابت کرنے سے عاجز رہا ہوں۔

اور اپنے دعویٰ عمل بالقرآن والحدیث میں بالکل جھوٹا ثابت ہو گیا ہوں۔
اسی طرح احناف کی نماز کی شرائط، ارکان، سنن، مستحبات، مکروہات، مفسدات اور ان کی تعریفات واحکام کو خلافِ قرآن وحدیث ثابت کرنے سے عاجز رہا ہوں اور اس دعویٰ میں بالکل جھوٹا ثابت ہوا ہوں کہ حنفی نماز قرآن وحدیث کے خلاف ہے۔ جب اپنی مسلمہ نصابی کتاب سے اپنی نماز کی تفصیل بتانے سے غیر مقلدین عاجز رہیں تو ان کی عملی نماز پر بات شروع ہوگی اور وہ ہر جواب حدیث صحیح، صریح، غیر معارض سے دیں گے۔

مسئلہ نمبر۲۴

صفوں کی درستگی میں کندھے سے کندھا ملانا سنت ہے نہ کہ قدم سے قدم

(حدیث نمبر۷۴)عَنْ ابْنِ عُمَرَاَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ اَقِيْمُواالصُّفُوْفَ وَ حَاذُوْا بَيْنَ الْمَنَاكِبِ وَ سُدُّوا الْخَلَلَ وَلِيْنُوْابِاَيْدِیْ اِخْوَانِكُمْ وَلَا تَذِرُوْا فُرُجَاتٍ لِلشَّيْطٰنِ وَمَنْ وَصَلَ صَفًّا وَ صَلَهُ اللّٰهُ وَمَنْ قَطَعَ صَفًّا قَطَعَهُ اللّٰهُ.

(مشکوٰۃ ج ۱ ص ۹۹، ابو داود ج ۱ ص۹۷)

(ترجمہ) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا صفوں کو قائم کرو، کندھوں کو برابر کرو، خالی جگہوں کو پُر کرو اور اپنے بھائیوں کے ہاتھوں میں نرم ہو جاؤ شیطان کے لئے صف میں خالی جگہ نہ چھوڑو، جس نے صف کو ملایا اللہ اسے ملائیں گے اور جس نے صف کو کاٹا اللہ اسے کاٹ دیں گے۔

(حدیث نمبر۷۵)عَنِ الْبَرَّاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَتَخَلَّلُ الصَّفَّ مِنْ نَاحِيَةٍ اِلٰی نَاحِيَةٍ يَمْسَحُ صُدُوْرَنَا وَمَنَاكِبَنَاوَ يَقُوْلُ لَاتَخْتَلِفُوْا فَتَخْتَلِفُ قُلُوْبُكُمْ وَكَانَ يَقُوْلُ اِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّوْنَ عَلَى الصُّفُوْفِ الْاُوَلِ.

(ابو داود ج ۱ ص۹۷)

(ترجمہ) حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ

رسول اللہ ﷺ صف کے اندر آتے تھے اِدھر اُدھر سے اور ہمارے سینوں اور کندھوں کو برابر کرتے تھے اور فرماتے تھے آگے پیچھے مت ہو ورنہ تمہارے دل مختلف ہو جائیں گے اور فرماتے تھے اللہ جَلَّ جلالہٗ اپنی رحمت بھیجتے ہیں اور فرشتے دعاءِ رحمت کرتے ہیں پہلی صفوں والوں کے لئے۔

(حدیث نمبر ۷۶) عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِکٍ قَالَ اُقِیْمَتِ الصَّلٰوۃُ فَاَقْبَلَ عَلَیْنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ بِوَجْھِہٖ فَقَالَ اَقِیْمُوا صُفُوْ فَکُمْ وَ تَرَاصُّوْافَاِنِّیْ اَرَاکُمْ مِنْ وَرَاءِ ظَھْرِیْ. (بخاری ج ۱ ص ۱۰۰)

(ترجمہ) حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نماز کی تکبیر ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے ہماری طرف متوجہ ہو کر فرمایا دیکھو صفوں کو برابر رکھو اور مل کر کھڑے ہو بلاشبہ میں تمہیں اپنی پشت پیچھے سے دیکھتا ہوں۔

(فائدہ) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نمازیوں کو اپنی پشت کے پیچھے دیکھنا بطور معجزہ کے تھا نہ کہ بطور حاضر ناظر ہونے کے جیسا کہ بعض لوگوں کا اس کا وہم ہو گیا ہے۔

مسئلہ نمبر ۲۵

نیت

نیت دل کا ارادہ ہے نماز پڑھنے سے پہلے متعین کرے کہ نماز فرض ہے یا سنت، باجماعت ہے یا علیحدہ، کتنی رکعات ہیں اور پانچ نمازوں میں سے کون سی نماز ہے؟ بس دل ہی دل میں ان امور کی تعیین کافی ہے لیکن اگر کسی کو وساوس آتے ہوں اور وہ نماز شروع کر کے توڑ دیتا ہو یا نماز کے خشوع وخضوع اور دھیان میں کمی آتی ہو اس خیال سے کہ کہیں نیت میں غلطی تو نہیں ہوگئی؟ اس کے لئے بہتر ہے کہ وہ زبان سے بھی یہ کلمات دہرالے۔

ارشاد ربانی ہے:

وَمَا اُمِرُوْا اِلَّا لِيَعْبُدُوا اللّٰه مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ.(سورة البينة : ۵)

اور وہ لوگ نہیں حکم دیئے گئے مگر اسی بات کا کہ اللہ کی عبادت کریں، اس کے لئے دین کو خالص کرتے ہوئے۔

(حدیث نمبر ۷۷) عَنْ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ .... الحديث.

(بخاری: كيف كان بدؤ الوحی)

(ترجمہ) حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ تمام اعمال کا مدار نیتوں پر ہے۔

(۱) نیت کے وقت دل میں، وقت، نماز، سنت، فرض وغیرہ کن کن امور کا ارادہ کرنا چاہئے۔

مسئلہ نمبر ۲۶

تکبیر تحریمہ کہتے ہوئے دونوں ہاتھ کانوں تک اٹھانا سنت ہے

تکبیر تحریمہ میں دونوں ہاتھوں کو کانوں کی لو تک اٹھانا چاہیے جیسا کہ حضور ﷺ اٹھاتے تھے۔ اس طور پر کہ ہتھیلیاں اور انگلیاں قبلہ رُخ رہیں اور انگوٹھے کانوں کی لو کے بالمقابل ہوں۔

(حدیث نمبر ۷۸) عَنِ الْبَرَّاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا كَبَّرَ لِافْتِتَاحِ الصَّلٰوةِ رَفَعَ يَدَيْهِ حَتّٰى يَكُوْنَ اِبْهَا مَاهُ قَرِيْبًا مِنْ شَحْمَتَيْ اُذُنَيْهِ. (طحاوی. رفع الیدین فی افتتاح الصلوٰۃ)

(ترجمہ) حضرت براء بن عازب فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ کی عادت مبارکہ یہ تھی کہ آپ جب نماز شروع کرنے کی تکبیر کہتے تو ہاتھوں کو اتنا اٹھاتے کہ دونوں انگوٹھے کانوں کی لو کے برابر ہو جاتے۔

(حدیث نمبر ۷۹) يَقُوْلُ اَبُوْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا قَامَ إِلَى الصَّلٰوةِ رَفَعَ يَدَيْهِ مَدًّا.

(ترمذی: نشر الاصابع عندالتکبیر)

وَفِيْ رِوَايَةِ مُسْلِمٍ عَنْ قَتَادَةَ اَنَّهُ رَاٰى نَبِيَّ اللّٰهِ ﷺ وَقَالَ حَتّٰى يُحَاذِيَ بِهِمَا فُرُوْعَ اُذُنَيْهِ .

(مسلم : استحباب رفع الیدین حذو المنکبین)

(ترجمہ) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب نماز شروع کرتے تو ہاتھوں کو اچھی طرح اٹھاتے اور صحیح مسلم میں

حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے اللہ کے نبی کو دیکھا وہ ہاتھوں کو کانوں کی لو تک اٹھاتے تھے۔

(حدیث نمبر۸۰)عَنِ الْبَرَّاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ اِذَا كَبَّرَ رَفَعَ يَدَيْهِ حَتّٰى نَرٰى اِبْهَامَيْهِ قَرِيْبًا مِنْ اُذُنَيْهِ .

(مسند احمد ج۴ ص ۳۰۳)

(ترجمہ)حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام جب تکبیر (تحریمہ) کہتے تو اپنے دونوں ہاتھ اس قدر اٹھاتے کہ ہم آپ کے دونوں انگوٹھے کانوں کے قریب دیکھتے۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

(حدیث نمبر۸۱)اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ اِذَا افْتَتَحَ الصَّلٰوةَ.

(بخاری صفحہ ۱۰۲ جلد اول،مسلم ص ۱۶۸ جلد اول،مشکوٰۃ ص ۷۵)

(ترجمہ)رسول اللہ ﷺ جب نماز شروع کرتے اپنے دونوں ہاتھ اپنے دونوں کندھوں کے برابر بلند فرماتے۔

(حدیث نمبر۸۲)عَنْ مَالِكِ بْنِ الْحُوَيْرِثِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ اِذَا كَبَّرَ رَفَعَ يَدَيْهِ حَتّٰى يُحَاذِيَ بِهِمَا اُذُنَيْهِ وَ فِيْ رِوَايَةٍ حَتّٰى يُحَاذِيَ بِهِمَا فُرُوْعَ اُذُنَيْهِ. (مسلم ج ۱ ص ۱۶۸ مشکوۃ ص ۷۵)

(ترجمہ)مالک بن حویرث رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب اللہ اکبر کہتے تو اپنے دونوں ہاتھ بلند کرتے یہاں تک کہ انہیں اپنے دونوں کانوں کے بالمقابل لے آتے۔اور ایک روایت میں ہے کہ انہیں اپنے دونوں کانوں کی لو کے برابر لے آتے۔

(حدیث نمبر۸۳)عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ اَنَّهُ اَبْصَرَ النَّبِيَّ ﷺ حِيْنَ قَامَ اِلَى الصَّلٰوةِ رَفَعَ يَدَيْهِ حَتّٰى كَانَتَا بِحِيَالِ مَنْكِبَيْهِ وَ حَاذٰى بِاِبْهَا

مَیْهِ اُذُنَیْهِ ثُمَّ کَبَّرَ (ابو داود ج ۱ ص ۱۲۱)

(ترجمہ) وائل بن حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ ﷺ نماز کے لئے کھڑے ہوئے تو اپنے دونوں ہاتھوں کو اٹھایا یہاں تک کہ وہ آپ ﷺ کے دونوں کندھوں کے مقابل میں آ گئے۔ اور آپ کے دونوں انگوٹھے آپ کے دونوں کانوں کے برابر آ گئے ۔ پھر آپ ﷺ نے اللہ اکبر کہا۔

وائل بن حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ہی ایک دوسری روایت میں ہے۔

(حدیث نمبر ۸۴) قَالَ رَاَ یْتُ النَّبِیَّ ﷺ حِیْنَ افْتَتَحَ الصَّلٰوۃ رَفَعَ یَدَیْهِ حِیَالَ اُذُنَیْهِ قَالَ ثُمَّ اَتَیْتُهُمْ فَرَاَیْتُهُمْ یَرْفَعُوْنَ اَیْدِیَهُمْ اِلٰی صُدُوْرِهِمْ فِی اِفْتِتَاحِ الصَّلٰوۃِ وَ عَلَیْهِمْ بَرَانِسُ وَاَکْسِیَةٌ.

(ابو داود ج ۱ ص ۱۲۱)

(ترجمہ) میں نے رسول اللہ ﷺ کو نماز شروع کرتے وقت دیکھا کہ آپ ﷺ نے اپنے دونوں ہاتھ اپنے دونوں کانوں کی لو تک اٹھائے پھر (کچھ عرصہ بعد) میں صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے پاس آیا تو میں نے دیکھا کہ وہ نماز کے شروع میں اپنے ہاتھوں کو اپنے سینوں تک اٹھاتے ہیں جبکہ ان پر گرم کپڑے اور چادریں تھیں۔

اس حدیث سے پتہ چلا کہ اگر (سردی وغیرہ کے موسم میں) ہاتھ چادر میں لپٹے ہوئے ہوں تو ہاتھوں کو کندھوں تک اٹھانے کی گنجائش ہے۔ جیسا کہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے کیا تھا۔ لیکن جب چادر وغیرہ میں لپٹے ہوئے نہ ہوں تو ہاتھوں کو کانوں کی لو تک اٹھانا چاہئے جیسا کہ حضور ﷺ کے عمل سے ثابت ہے۔

غیر مقلدین حضرات سے سوالات

(۱۵) آیت قرآن و ذکر اسم ربہ فصلی اور آیت و ربک فکبّر کا تعلق نماز سے ہے یا نہیں۔

(۱۶) ان دونوں آیات کے مطابق کوئی اللہ اکبر کے بجائے اللہ اجل، اللہ اعظم کہہ لے تو آیات کے موافق ہے یا مخالف۔

(۱۷) نماز کے شروع میں لفظ اللہ اکبر کہنا فرض ہے یا واجب یا سنت۔ یہ حکم صریح حدیث میں دکھلائیں۔

(۱۸) تکبیر تحریمہ، منفرد اور مقتدی ہمیشہ آہستہ آواز سے کہتے ہیں یہ کس حدیث میں ہے۔

(۱۹) تکبیر تحریمہ امام ہمیشہ بلند آواز سے کہتا ہے۔ اس کی حدیث بتائیں۔

(۲۰) تکبیر تحریمہ کے وقت رفع یدین احادیث سے ثابت ہے، مگر اس کا یہ حکم کہ یہ سنت مؤکدہ ہے یہ حدیث سے ثابت ہے یا اجماع سے۔

(۲۱) ہاتھوں کی ہتھیلیاں قبلہ رخ رکھنے کی حدیث عمیر بن عمران کی وجہ سے ضعیف ہے (مجمع الزوائد، ص۱۰۲۔۲۵) لیکن آپ کا عمل اسی پر ہے۔

(۲۲) انگلیاں کھلی اور کشادہ رکھیں (ترمذی) آپ کا عمل اسی پر ہے جبکہ محدث عظیم امام ابن ابی حاتم اس کو کہتے ہیں کہ یہ حدیث باطل ہے
(کتاب العلل ابن ابی حاتم، ص۱۶۴ ج۱)

(۲۳) مرد کندھوں تک، عورت سینے تک ہاتھ اٹھائے یہ حدیث طبرانی شریف میں ہے۔ آپ کا عمل اس کے خلاف ہے اور محض قیاس پر ہے۔

(۲۴) حضرت وائل بن حجرؓ کی حدیث میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ پر باندھتے تھے۔ جیسا کہ مسلم، نسائی، ابوداود، ابن ماجہ، مسند احمد، ابوداود طیالسی، اور ابن حبان میں ہے حدیث کی ان سات

کتابوں میں سینہ پر ہاتھ باندھنے کا لفظ نہیں ہے۔ صرف ابن خزیمہ میں ہے۔ جس کا راوی مؤمل بن اسماعیل ضعیف ہے اور اسی منکر و مردود روایت پر آپ کا عمل ہے اور سات مذکورہ کتب کی حدیث کے خلاف ہے۔

مسئلہ نمبر ۲۷

ناف کے نیچے ہاتھ باندھنا

حالت قیام میں ہاتھوں کو ناف کے نیچے باندھنا مسنون ہے

(حدیث نمبر ۸۵)عَنْ اَبِیْ جُحَیْفَةَ اَنَّ عَلِیًّا قَالَ مِنَ السُّنَّةِ وَضْعُ الْکَفِّ عَلَی الْکَفِّ فِی الصَّلٰوةِ تَحْتَ السُّرَّةِ.

(ابو داود نسخة ابن الاعرابی ج ا ص ۲۸۰ ،بیهقی ج ۲ ص ۳۱، مسند احمد ج ا ص ۱۱۰ ،مصنف ابن ابی شیبة ج ا ص ۳۹۱، دارقطنی ج ا ص ۲۸٦)

(ترجمہ) حضرت ابو جحیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا نماز میں ہتھیلی پر ہتھیلی ناف کے نیچے رکھنا مسنون ہے۔

(حدیث نمبر ۸٦)عَنْ اَنَسٍ قَالَ ثَلَاثٌ مِنْ اَخْلَاقِ النُّبُوَّةِ تَعْجِیْلُ الْاِفْطَارِ وَتَاخِیْرُ السُّحُوْرِ وَوَضْعُ الْیَدِ الْیُمْنٰی عَلَی الْیُسْرٰی فِی الصَّلَاةِ تَحْتَ السُّرَّةِ.

(الجوهر النقی : باب وضع الیدین علی الصدر)

(ترجمہ) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ تین چیزیں آنحضور ﷺ کے اخلاق نبوت میں سے ہیں۔

۱۔ وقت ہونے پر جلد افطاری کر لینا۔

۲۔ سحری آخری وقت میں کھانا۔

۳۔ نماز میں دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر ناف کے نیچے باندھنا۔

حضرت وائل بن حُجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

(حدیث نمبر ۸۷)عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ رَاَيْتُ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم يَضَعُ يَمِيْنَهُ عَلٰى شِمَالِهٖ فِي الصَّلٰوةِ تَحْتَ السُّرَّةِ.

(مصنف ابن ابی شیبۃ ج ۱ ص ۳۹۰)

(ترجمہ) علقمہ بن وائل بن حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے باپ وائل بن حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں اپنے دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر رکھتے ناف کے نیچے۔

اس کی سند صحیح ہے۔ (آثار السنن ص۹۰)

یہ حدیث مصنف ابن ابی شیبہ کے متعدد نسخوں میں ہے۔ مُحدث قاسم بن قُطلُوبُغا رحمۃ اللہ علیہ تخریج احادیث الاختیار شرح المختار میں فرماتے ہیں۔

هٰذَا سَنَدٌ جَيِّدٌ کہ یہ سند عمدہ ہے۔

مُحدث ابوالطیب المدنی رحمۃ اللہ علیہ شرح ترمذی میں لکھتے ہیں۔

هٰذَا حَدِيْثٌ قَوِيٌّ مِنْ حَيْثُ السَّنَدِ.

کہ یہ حدیث سند کے لحاظ سے قوی ہے۔

شیخ محمد عابد السندھی المدنی رحمۃ اللہ علیہ طوالع الانوار شرح درمختار میں فرماتے ہیں۔

رِجَالُهٗ ثِقَاتٌ

کہ اس حدیث کے راوی ثقہ (قابل اعتماد) ہیں۔

الغرض ان ائمہ محدثین نے اس حدیث کی توثیق کی ہے۔

(بذل المجہود شرح ابوداود ج ۲ ص ۲۳، تحفۃ الاحوذی شرح ترمذی ص ۲۱۴ جلد اول، آثار السنن ص۹۰)

عَنِ الْحَجَّاجِ بْنِ حَسَّانَ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا مِجْلَزٍ اَوْسَاَلْتُهٗ قَالَ قُلْتُ كَيْفَ اَضَعُ قَالَ يَضَعُ بَاطِنَ كَفِّ يَمِيْنِهٖ عَلٰى ظَاهِرِ كَفِّ

شِمالِهٖ وَ يَجعَلُهُمَا اَسفَلَ مِنَ السُّرَّةِ (ابن ابی شیبۃ)

(ترجمہ) حجاج بن حسان رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے ابو مجلز سے سوال کیا کہ ہاتھ کہاں رکھوں؟ انہوں نے فرمایا کہ نماز پڑھنے والا دائیں ہاتھ کی ہتھیلی بائیں ہاتھ کے اوپر رکھے اور دونوں ہاتھوں کو ناف کے نیچے کرے۔

عَنْ اِبْرَاهِيمَ قَالَ يَضَعُ يَمِيْنَهُ عَلىٰ شِمالِهٖ فِي الصَّلٰوةِ تَحْتَ السُّرَّةِ. (ابن ابی شیبۃ)

حضرت ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ نماز پڑھنے والا، نماز میں اپنے دائیں ہاتھ کو اپنے بائیں ہاتھ پر رکھے ناف کے نیچے۔

یہ ساری حدیثیں صحیح الاسناد ہیں، اس کے بالمقابل وہ حدیثیں جن میں ہاتھ سینے پر باندھنے یا ناف کے اوپر باندھنے کا تذکرہ ہے، وہ سب کی سب ضعیف اور غیر محفوظ ہیں۔

تفصیل کے لئے دیکھئے آثار السنن الجزء الاول ص ۶۴ تا ص ۷۱

ابن قدامہ مقدسی حنبلی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

(حدیث نمبر ۸۸) وَرُوِىَ ذٰلِکَ عَنْ عَلِيٍّ وَ اَبِيْ هُرَيْرَةَ وَ اَبِيْ مِجْلَزٍ وَ النَّخعِي وَ الثَّوْرِيْ وَ اِسْحٰقَ لِمَارُوِىَ عَنْ عَلِيٍّ اَنَّهٗ قَالَ مِنَ السُّنَّةِ وَضْعُ الْيَمِيْنِ عَلَى الشِّمَالِ تَحْتَ السُّرَّةِ رَوَاهُ الْاِمَامُ اَحْمَدُ وَ اَبُوْ دَاودَ وَ هٰذَا يَنْصَرِفُ اِلىٰ سُنَّةِ النَّبِيِّ ﷺ.

(المغنی ج ۱ ص ۴۷۲)

(ترجمہ) ناف کے نیچے ہاتھ باندھنے کی روایت حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت ابو مجلز رحمۃ اللہ علیہ، ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ، سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ اور اسحٰق بن راہویہ رحمۃ اللہ علیہ

سے مروی ہے۔ کیونکہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ سنت میں سے ہے دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر رکھنا ناف کے نیچے، روایت کیا اس حدیث کو امام احمد بن حنبل اور ابوداود نے، اور سنت سے مراد حضور ﷺ کی سنت ہے۔

غیر مقلدین سے سوالات

(۲۵) غیر مقلدین کے فتاوی ثنائیہ ص ۵۴۴ ج ۱ اور فتاویٰ علمائے حدیث، ص ۹۵ ج ۳ پر آیت قرآنی فصل لربک وانحر سے نماز میں سینے پر ہاتھ باندھنے پر دلیل لی ہے جب کہ صحیح احادیث اور امت کا اجماع ہے کہ وانحر سے قربانی مراد ہے۔ احادیث صحیحہ اور اجماع امت کے خلاف قرآن کے معنی کرنا ثواب کا کام ہے؟

(۲۶) اگر غیر مقلد یہ کہیں کہ ہم دونوں معنی لیتے ہیں، قربانی کرنا بھی، اور سینے پر ہاتھ باندھنا بھی تو جواب یہ ہے کہ دونوں معنی نہیں لئے جاسکتے ایک کے ماننے سے دوسرے معنی کا انکار لازم آتا ہے کیونکہ جس وقت آدمی نماز پڑھ رہا ہوگا اس وقت قربانی نہیں کرسکتا اور اگر قربانی کرے تو نماز باطل ہوجائے گی۔ لہذا یہ تاویل درست نہیں ہے۔

(۲۷) فتاویٰ ثنائیہ صفحہ ۴۴۳ ج ۱۔ اور فتاویٰ علمائے حدیث صفحہ ۹۱ ج ۳ پر لکھا ہے کہ سینہ پر ہاتھ باندھنے کی روایات بخاری۔ مسلم میں ہیں، حالانکہ بخاری و مسلم میں ایسی کوئی ایک روایت بھی نہیں ہے۔

(۲۸) مولانا نور حسین گھرجاکھی غیر مقلد نے لکھا ہے کہ، حضرت وائلؓ کی رفع یدین والی مسلم، ابن ماجہ، دارقطنی، دارمی، ابوداود، جزء بخاری، مسند احمد، مشکوۃ کی حدیث میں سینے پر ہاتھ باندھنے کا لفظ ہے۔ (اثبات رفع الیدین ص ۱۹) حالانکہ ان میں سے کسی ایک کتاب میں بھی یہ لفظ نہیں ہے۔

(۲۹) مولوی محمد یوسف جے پوری غیر مقلد حقیقۃ الفقہ صفحہ ۱۹۳ پر لکھتے ہیں کہ

سینے پر ہاتھ باندھنے کی حدیث باتفاق ائمہ محدثین (صحیح ہے) بحوالہ ہدایہ صفحہ ۳۵۰ ج ۱، شرح الوقایہ صفحہ ۹۳ حالانکہ یہ بات ان دونوں کتابوں میں نہیں ہے۔

(۳۰) مولوی محمد یوسف جے پوری یہ بھی لکھتے ہیں کہ ناف کے نیچے ہاتھ باندھنے کی احادیث باتفاق ائمہ محدثین ضعیف ہیں ہدایہ صفحہ ۳۵۰ ج ۱، یہ بھی بالکل جھوٹ ہے (ہدایہ میں یہ بات بھی کہی نہیں ہے)۔ غیر مقلدین پر لازم ہے کہ نمبر ۱۶، نمبر ۱۷ کی ہدایہ اور شرح الوقایہ کے متن کی اصلی عربی عبارات تحریر کریں تا کہ اپنے دامن کو کذب سے بری کریں کیونکہ ہدایہ اور شرح الوقایہ میں یہ باتیں کسی جگہ پر لکھی ہوئی نہیں ہیں۔

(۳۱) غیر مقلدین نے فتاویٰ ثنائیہ صفحہ ۴۴۴ ج ۱، پر ابن خزیمہ کی ضعیف سند کی بجائے صحیح مسلم کی ایک سند جوڑ دی ہے جو نبی کی حدیث کے بارے میں بہت بڑا دھوکا ہے۔

(۳۲) سب انبیاء کا ناف کے نیچے ہاتھ باندھنا (مسند زید اور محلی ابن حزم میں حضرت علیؓ، حضرت عائشہؓ، اور حضرت انسؓ سے منقول ہے) اور آنحضرتؐ کا ناف کے نیچے ہاتھ باندھنا (مصنف ابن ابی شیبہ، مطبوعہ کراچی صفحہ ۳۹۰ ج ۱) اور اس کا سنت ہونا مسند احمد میں مذکور ہے۔ مگر صرف احناف کی ضد سے غیر مقلدین ان احادیث پر عمل نہیں کرتے [illegible] ان کو ضد سے باز رکھے اور حدیث پر صحیح معنوں میں عمل کرنے والا [illegible]۔

(۳۳) علماء کرام کا اجماع و اتفاق ہے کہ عورتیں نماز میں سینہ پر ہاتھ باندھیں (السعایہ صفحہ ۱۵۶ ج ۲) لیکن غیر مقلد پوری اس مسئلہ میں پوری امت کے خلاف کرتے ہیں۔

مسئلہ نمبر ۲۸

افضل ثناء

علامہ ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

فَاَفْضَلُ اَنْوا عِ الْاِسْتِفْتَاحِ مَاکَانَ ثَنَاءً مَحْضًا.

"سُبْحَانَکَ اَللّٰھُمَّ وَبِحَمْدِکَ وَتَبَارَکَ اسْمُکَ وَتَعَالٰی جَدُّکَ وَلَاإلٰہَ غَیْرُکَ"(ابن تیمیہؒ قاعدۃ فی انواع الاستفتاح ص۲۸)

(ترجمہ) نماز کے شروع میں سب سے بہتر پڑھی جانے والی چیز وہ ہے جو محض ثناء ہی ثناء ہو اور وہ ہے سُبْحَانَکَ اَللّٰھُمَّ وَبِحَمْدِکَ وَتَبَارَکَ اسْمُکَ وَتَعَالٰی جَدُّکَ وَلَااِلٰہَ غَیْرُکَ .

(حدیث نمبر۸۹)قَالَ الشَّوْ کَانِیُّ، قَالَ الْمُصَنِّفُ وَ جَھَرَبِہٖ عُمَرُ اَحْیَانًا بِمَحْضَرٍمِنَ الصَّحَابَةِ لِیَتَعَلَّمُهُ النَّاسُ مَعَ أَنَّ السُّنَّةَ اِخْفَاءٌ یَدُلُّ عَلٰی أَنَّهُ الْأَفْضَلُ وَ أَنَّهُ الَّذِیْ کَانَ النَّبِیُّ ﷺ یُدَاوِمُ عَلَیْهِ غَالِباً. (نیل الاوطارج ۲ ص ۲۱۲)

(ترجمہ) علامہ شوکانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مصنف نے کہا: حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ صحابہ کی موجودگی میں کبھی کبھی بلند آواز سے ثناء پڑھ لیتے تا کہ لوگوں کو اس کا پتہ چل جائے باوجود یکہ اس کو آہستہ آواز سے پڑھنا ہی مسنون ہے اور یہ عمل دلالت کرتا ہے کہ یہی ثناء پڑھنا افضل ہے اور یہی وہ ثناء ہے جس کو نبی اکرم ﷺ اکثر پڑھا کرتے تھے۔

(فائدہ) جبکہ غیر مقلد اس کی ضد میں ثناء کی جگہ اللھم باعدبینی..... پڑھتے ہیں۔

غیر مقلدین سے سوالات

(۳۴) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا بحالت امامت بلند آواز سے ثناء پڑھنا؟ نسائی مترجم صفحہ ۳۵۶۔ ج ۱ میں اور حضرت عمرؓ کا امام بن کر بلند آواز سے پڑھنا، مسلم اردو صفحہ ۲۶ ج ۲ میں ہے غیر مقلدین کس حدیث کی بناء پر ان پر عمل نہیں کرتے؟

(۳۵) مقتدی کا بلند آواز سے ثناء پڑھنا، نسائی مترجم صفحہ ۳۰۰ ج ۱ پر ثابت ہے، غیر مقلدین اس کے خلاف کس حدیث پر عمل کرتے ہیں؟

(۳۶) اکیلے نمازی کا ثناء آہستہ پڑھنا جیسا کہ غیر مقلدین کا عمل ہے، کس حدیث میں ہے؟

(۳۷) آنحضرتؐ کے بعد خلفاء راشدین میں سے کسی نے بھی سبحانک اللھم الخ علاوہ فرضوں اور سنتوں میں ثنا نہیں پڑھی۔ معلوم ہوا کہ سنت قائمہ (ثابتہ) یہی ہے۔ مگر غیر مقلدین اس کو سنت قائمہ نہیں سمجھتے۔ بلکہ حضورؐ اور خلفائے راشدین کے عمل کے خلاف کرتے ہیں۔

(۳۸) اگر ثناء نماز میں جان بوجھ کر نہ پڑھے تو نماز ہو جائے گی یا نہیں؟ جواب صریح حدیث سے دیں۔

(۳۹) اگر بھول کر ثناء کی جگہ التحیات پڑھ لیا تو سجدہ سہو لازم ہوگا یا نہیں؟ جواب صریح حدیث سے دیں۔

(۴۰) ثنا میں جل ثناؤک کے الفاظ احادیث مشہورہ میں نہیں ہیں اس لئے فرائض میں نہ پڑھے (ہدایہ صفحہ ۶۶ ج ۱) ہاں مسند الفردوس مطبوعہ عباس الباز مکہ مکرمہ ص ۲۱۵ ج ۱ حدیث نمبر ۸۱۹ میں ہیں۔ غیر مقلدین جنازہ میں سبحانک اللھم پڑھنا حدیث سے ہمیں دکھادیں جل ثناؤک ہم سے دیکھ لیں۔

مسئلہ نمبر ۲۹

تکبیر تحریمہ کے بعد سُبْحَانَکَ اللّٰھُمَّ پڑھنا مسنون ہے

امام ہو یا مقتدی، اللہ اکبر کہہ کر ناف کے نیچے ہاتھ باندھے پھر آہستہ آواز سے یہ ثناء پڑھے۔

سُبْحَانَکَ اَللّٰھُمَّ وَبِحَمْدِکَ وَتَبَارَکَ اسْمُکَ وَتَعَالٰی جَدُّکَ وَلَاإِلٰهَ غَیْرُکَ

(ترجمہ) اے اللہ تو شریکوں سے پاک ہے، بے عیب ہے، تیری تعریف کرتا ہوں، تیرے نام میں بڑی برکت ہے، تیری شان سب سے اونچی ہے، اور تیرے سوا کوئی عبادت کے قابل نہیں۔

ارشاد ربانی ہے۔

وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّکَ حِیْنَ تَقُوْمُ. (الطور ۔ ۴۸)

(ترجمہ) اور اٹھتے وقت اپنے رب کی تسبیح وتحمید کیا کریں۔

حضرت ضحاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اس سے مراد یہ ہے کہ یہ ثناء پڑھا کرو۔ سُبْحَانَکَ اَللّٰھُمَّ وَبِحَمْدِکَ وَتَبَارَکَ اسْمُکَ وَتَعَالٰی جَدُّکَ وَلَاإِلٰهَ غَیْرُکَ.

(ابن الجوزی : زاد المسیر ج۸ ص ۲۰)

(حدیث نمبر ۹۰) عَنْ عَبْدَةَ أَنَّ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ کَانَ یَجْهَرُ بِهٰؤُلَاءِ الْکَلِمَاتِ یَقُوْلُ سُبْحَانَکَ اَللّٰھُمَّ وَبِحَمْدِکَ وَتَبَارَکَ اسْمُکَ وَتَعَالٰی جَدُّکَ وَلَاإِلٰهَ غَیْرُکَ .

(مسلم ، حجة من قال لایجهر بالبسملة)

رَوَاهُ الدَّارُ قُطْنِیُ وَفِیْهِ یُسْمِعُنَا وُ یُعَلِّمُنَا.

قَالَ الْمُنْذِرِیُّ وَقَدْرُوِیَ هٰذَا الْکَلَامُ مِنْ عُمَرَ مَرْفُوْعًا اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہ ﷺ . قَالَ الدَّارُ قُطْنِیُ وَهُوَ الصَّحِیْحُ.

(عون المعبود ج۲ ص ۴۷۹)

(ترجمہ) حضرت عبدہ سے منقول ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ (لوگوں کو تعلیم کے لئے) ان کلمات کو بلند آواز سے پڑھتے تھے۔ سُبْحَانَکَ اَللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِکَ وَتَبَارَکَ اسْمُکَ وَتَعَالٰی جَدُّکَ وَلَااِلٰهَ غَیْرُکَ.

دارقطنی کی روایت میں ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہمیں سکھانے اور بتانے کے لئے سناتے تھے۔ منذری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ ثناء حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرفوعاً بھی منقول ہے (کہ حضور ﷺ بھی ایسا ہی کرتے تھے اور یہی ثناء پڑھتے تھے) دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہی صحیح ہے۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

(حدیث نمبر ۹۱) کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اِذَا اِفْتَتَحَ الصَّلٰوۃَ کَبَّرَ ثُمَّ یَقُوْلُ سُبْحَانَکَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِکَ وَتَبَارَکَ اسْمُکَ وَ تَعَالٰی جَدُّکَ وَلَا اِلٰهَ غَیْرُکَ.

(رواه الطبرانی فی الاوسط ورجاله موثقون، مجمع الزوائد ج۲ ص ۱۰۷)

(ترجمہ) رسول اللہ ﷺ جب نماز شروع فرماتے، تو تکبیر کہتے، پھر یہ دُعا پڑھتے سُبْحَانَکَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِکَ وَتَبَارَکَ اسْمُکَ وَتَعَالٰی جَدُّکَ وَلَا اِلٰهَ غَیْرُکَ

اے اللہ! میں آپ کی تسبیح وتحمید کہتا ہوں آپ کا نام بابرکت ہے اور آپ

کی بزرگی برتر ہے اور آپ کے سوا کوئی مستحق عبادت نہیں ہے۔

اس کی سند قوی ہے۔

(مغنی ابن قُدامة حنبلیؒ ج ۱ ص ۵۱۸، دارقطنی ج ۱ ص ۱۱۳، نصب الرایة ص ۳۲۰ جلد اول)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی مرفوع حدیث ہے۔

(حدیث نمبر۹۲) كَانَ النَّبِيُّ ﷺ اِذَا افْتَتَحَ الصَّلٰوةَ قَالَ سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالٰى جَدُّكَ وَلَا اِلٰهَ غَيْرُكَ.

(ترمذی ج ۱ ص ۳۳، ابوداود ج ۱ ص ۱۲۰، ابن ماجة ص ۸۵ ونسائی ج ۱ ص ۱۴۳ عن ابی سعید)

(ترجمہ) نبی اکرم ﷺ جب نماز شروع فرماتے تو یہ دُعا پڑھتے:

سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالٰى جَدُّكَ وَلَا اِلٰهَ غَيْرُكَ.

ابوداود کی سند حَسن ہے۔ (مرقات شرح مشکوٰۃ ج ۲ ص ۲۷۸، طیبی)

عمل صحابہ رضی اللہ عنہم

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہی منقول ہے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے۔ (ترمذی: مایقول عند افتتاح الصلوٰۃ)

علامہ شوکانی فرماتے ہیں کہ سعید بن منصور نے اپنی سنن میں نقل کیا ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی یہی ثناء پڑھا کرتے تھے۔ دارقطنی نے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اور ابن المنذر نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی یہی نقل کیا ہے۔ (شوکانی: نیل الأوطار ج ۲ ص ۲۱۱)

مسئلہ نمبر ۳۰

تعوّذ اور تسمیہ کا آہستہ پڑھنا

تعوذ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ کو اور تسمیہ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْم کو کہتے ہیں۔

امام آہستہ آواز سے تعوذ تسمیہ پڑھے اور مقتدی خاموش رہیں۔

حضور اکرم ﷺ کی سنت اور حضرات صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عمل تسمیہ بلند آواز سے پڑھنے کا نہیں تھا۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

(حدیث نمبر ۹۳) قَالَ صَلَّيْتُ خَلْفَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَاَبِیْ بَكْرٍ وَعُمَرَ وَعُثْمَانَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمْ فَلَمْ اَسْمَعْ اَحَدًا مِنْهُمْ يَقْرَأُ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ.

(بخاری ج ۱ ص ۱۰۳، مُسلم ج ۱ ص ۱۷۲)

(ترجمہ) حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ، حضرت عمر رضی اللہ عنہ، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پیچھے نماز پڑھی میں نے ان میں سے کسی کو (زور سے) بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھتے نہیں سنا۔

(حدیث نمبر ۹۴) عَنِ الْبَرَّاءِ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُخْفِیْ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ.

(جامع المسانید ج ۱ ص ۳۴۷)

(ترجمہ) حضرت براء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ بسم اللہ الرحمن الرحیم آہستہ پڑھا کرتے تھے۔

خلفاء راشدینؓ دیگر صحابہؓ وتابعین کا عمل

(حدیث نمبر۹۵) كَانَ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰه تَعَالٰى عَنْهُ وَعَلِيٌّ رَضِيَ اللّٰهُ تعالٰى عنه لَايَجْهَرَانِ بِبِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْم وَلَا بِالتَّعَوُّذِ وَلَا بِالتَّامِيْن. (طحاوی ص ۱۲۰ جلد اول)

(ترجمہ) حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بسم اللہ الرحمن الرحیم اور تعوذ اور آمین جہر سے نہیں کہتے تھے۔

قَالَ التِرْمَذِيّ، وَالْعَمَلُ عَلَيْهِ عِنْدَاَكْثَرِ اَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيّ ﷺ مِنْهُمْ اَبُوْ بَكْرُ وُ عُمَرُ وَ عُثْمَانَ وَ عَلِيٌّ وَ غَيْرُ هُمْ وَمَنْ بَعْدُ هُم مِنَ التَّابِعِيْنَ وَبِهٖ يَقُوْلُ الثَّوْرِيُّ وَ ابْنُ الْمُبَارَكِ، وَاَحْمَدُ وَاِسْحَاقُ لَايَرَوْنَ اَنْ يُجْهَرَ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ قَالُوْا وَيَقُوْلُهَا فِيْ نَفْسِهٖ.

(ترمذی . ماجاء فی ترک الجهر ببسم اللّٰه الرحمٰن الرحيم)

(ترجمہ) امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ کے جمہور صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا عمل بھی یہی تھا۔ جن میں حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت عمر رضی اللہ عنہ، حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور دوسرے صحابہ بھی ہیں اور ان کے بعد تابعین کا بھی یہی مسلک تھا۔ سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ، ابن المبارک رحمۃ اللہ علیہ، امام احمد رحمۃ اللہ علیہ، اسحاق رحمۃ اللہ علیہ۔ یہ سب کے سب تسمیہ اونچی پڑھنے کے قائل نہ تھے۔ بلکہ آہستہ پڑھی جائے۔

مسئلہ نمبر ۳۱

دوسری رکعت میں ثناء اور تعوذ نہیں ہے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

(حدیث نمبر ۹۶) كَانَ رَسُوْلُ اللّٰه ﷺ اِذَا نَهَضَ مِنَ الرَّكْعَةِ الثَّانِيَةِ ، اِسْتَفْتَحَ الْقِرَاءَةَ بِالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ وَلَمْ يَسْكُتْ.

(مسلم ج ا ص ۲۱۹ باب مايقال بين تكبيرة الاحرام والقراءة، مشكوٰة ص ۷۸)

(ترجمہ) رسول اکرم ﷺ جب دوسری رکعت کے لئے اُٹھتے تو، الحمد للہ رب العالمین سے قراءت شروع فرما دیتے تھے (اور ثناء وغیرہ کے لئے) خاموشی اختیار نہیں فرماتے تھے۔

غیر مقلدین سے سوالات

(۴۱) آنحضرتؐ قرأت سے قبل اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم پڑھتے تھے۔ (عبدالرزاق صفحہ ۸۶ ج ۲)

آپؐ کے بعد حضرت عمرؓ بھی یہی پڑھتے تھے۔ (ابن ابی شیبہ ۲۳۷ ج ۱)

یہی سنتِ قائمہ ہے، دوسرے صیغوں پر عمل باقی نہ رہا۔ اسلئے احناف یہی تعوذ پڑھتے ہیں۔

(۴۲) تعوذ کا منفرد، امام، مقتدی کیلئے آہستہ آہستہ پڑھنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کسی حدیث میں نہیں ہے اس لئے غیر مقلدین اس کو نماز میں کس حدیث کی بنا پر آہستہ پڑھتے ہیں۔

(۴۳) تعوذ فرض ہے یا سنت؟ اگر کوئی نہ پڑھے تو نماز ہو جائے گی یا نہیں؟ جواب بحوالہ حدیث دیں۔

(۴۴) امام کا بسم اللہ الرحمن الرحیم آہستہ پڑھنا صحیح احادیث میں ہے۔ (مسلم صفحہ ۱۸۲ ج ۱، مسند احمد صفحہ ۱۱۴ ج ۳)

اور امام کا بلند آواز سے تسمیہ پڑھنا بدعت ہے (ترمذی) صفحہ ۶۲) غیر مقلدین حضرات یہاں پر بھی سنت کے خلاف عمل کرتے ہیں۔

(۴۵) اکیلے نمازی کا بسم اللہ شریف آہستہ پڑھنا کس حدیث سے ثابت ہے؟

(۴۶) نسائی مترجم صفحہ ۳۰۸ ج ۱ کی تبویب سے ظاہر ہے کہ جان بوجھ کر بھی نماز میں یہ بسم اللہ نہ پڑھے تو نماز درست ہے۔

(۴۷) شیخ ناصر البانی غیر مقلد لکھتے ہیں کہ ہر رکعت تعوذ سے شروع کرو۔ (صفۃ صلوٰۃ النبی صفحہ ۱۳۷)

یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کس حدیث سے ثابت ہے؟

مسئلہ نمبر ۳۲

فاتحہ خلف الامام

قراءت خلف الامام اور قرآن کریم:

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

(آیت)وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَاَنْصِتُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ. (پارہ ۹، اعراف ۴)

(ترجمہ) اور جب قرآن کریم پڑھا جائے تو اس کی طرف کان لگائے رہو اور چپ رہو۔ تاکہ تم پر رحم ہو۔

جمہور اہلِ اسلام کا بیان ہے کہ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے مسئلۂ قرأت خلف الامام پر روشنی ڈالی ہے کہ جب امام قرآن کریم کی قراءت کر رہا ہو تو اس وقت مقتدیوں کا وظیفہ صرف یہ ہے کہ نہایت توجہ کے ساتھ اس کی طرف کان لگائے رہیں اور خود خاموش رہیں۔ امام کا وظیفہ قراءت کرنا اور مقتدیوں کا وظیفہ خاموشی کے ساتھ توجہ کرنا ہے اور ان کو استماع اور انصات کے علاوہ قراءت کی مطلقاً گنجائش نہیں ہے۔ اس میں شک نہیں کہ الحمد سے لے کر والناس تک سب قرآن ہے۔ لیکن قرآن کریم، صحیح احادیث، حضرات صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور تابعین رحمۃ اللہ علیہم کے اقوال کی روشنی میں دیکھنا یہ ہے کہ قرآن کا خاص اطلاق کسی سورت پر ہوا ہے؟ اور قرآن کا اولین اور بالذات مصداق کون سا حصہ ہے؟ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

(آیت) وَلَقَدْ اٰتَیْنٰکَ سَبْعًا مِّنَ الْمَثَانِیْ وَالْقُرْاٰنَ الْعَظِیْمَ.

(پارہ ۱۴، الحجرات ۶)

(ترجمہ)اور البتہ دی ہیں ہم نے آپ کو سات آیتیں جو بار بار پڑھی جاتی ہیں اور دیا قرآن بڑے درجہ کا

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشادفرمایا:

(حدیث نمبر ۹۷) **اُمُّ الْقُرْاٰنِ هِيَ السَّبْعُ الْمَثَانِيْ وَالْقُرْاٰنُ الْعَظِيْمُ.**

(بخاری جلد ۲ ص ۶۸۳ اور اسی کے قریب الفاظ دارمی ص ۴۴۶ طبع دمشق میں ہیں)

(ترجمہ) کہ ان سات آیتوں اور قرآن عظیم کا مصداق سورۂ فاتحہ ہے۔

اس کے علاوہ حضرت ابوسعید بن المعلٰی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ وغیرہ سے بخاری وموطا امام مالک رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ میں مرفوعاً صحیح احادیث سے ثابت ہے کہ قرآن عظیم کا پہلے نمبر پر مصداق ام الکتاب ام القرآن اور سورۂ فاتحہ ہے۔اور یہی حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ، ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ، ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ، عبداللہ بن عبید رحمۃ اللہ علیہ بن عمیر رحمۃ اللہ علیہ ابن ابی ملیکہ شہر بن حوشب رحمۃ اللہ علیہ، حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ، مجاہد رحمۃ اللہ علیہ اور قتادہ رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ اکابر سے مروی ہے اور اسی کو امام ابن جریر رحمۃ اللہ علیہ اور حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ ترجیح دیتے ہیں اور لکھتے ہیں:

فَهٰذَا نَصٌّ فِيْ اَنَّ الْفَاتِحَةَ هِيَ السَّبْعُ الْمَثَانِيْ وَالْقُرْاٰنُ الْعَظِيْمُ.

(تفسیر ابن کثیر ، جلد ۲ ص ۵۵۷)

کہ یہ روایات اور اقوال مفسرین اس بات پر نص ہیں کہ سبع مثانی اور قرآن عظیم کا اولین مصداق سورت فاتحہ ہے۔

پہلی روایت:

امام ابن جریر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ہم سے ابوکریب نے بیان کیا۔

وہ فرماتے ہیں ہم سے محاربی نے بیان کیا۔ وہ داود بن ابی ہند سے روایت کرتے ہیں۔اور وہ یُسیر بن جابر سے روایت کرتے ہیں۔انہوں نے فرمایا:

صَلّٰی ابْنُ مَسْعُوْدٍ فَسِمَعَ اُنَاسًایَقْرَاُوْنَ مَعَ الْاِمَامِ فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ اَمَاآنَ لَکُمْ اَنْ تَفْھَمُوْ ا اَمَاآنَ لَکُمْ اَنْ تَعْقِلُوْاوَ اِذَا قُرِیَٔ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْالَهٗ وَاَنْصِتُوْاکَمَا اَمَرَکُمُ اللّٰهُ تَعَالٰی.

(تفسیر ابن جریر جلد۹ ص ۱۰۳)

کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نماز پڑھی اور چند آدمیوں کوامام کے ساتھ قراءت کرتے سنا۔ جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا کیا وہ وقت ابھی نہیں آیا کہ تم سمجھ اور عقل سے کام لواور جب قرآن کریم کی قراءت ہوتی ہو تو تم اس کی طرف توجہ کرو اور خاموش رہو جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں حکم دیا ہے۔

یہ روایت وضاحت سے یہ بات ثابت کرتی ہے کہ پڑھنے والے امام کے پیچھے قراءت کررہے تھے اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کو فہم وعقل سے کام نہ لینے پرتنبیہ کرتے ہوئے قراءت سے منع کیا اور یہ بات بھی عیاں کردی کہ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کو استماع اور انصات کا حکم دیا ہے۔ جو امام کے ساتھ اس کی اقتداء میں نماز ادا کررہے ہوں اور یہ وہی

ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں جو کتاب اللہ کے عالم ہونے میں تمام حضرات صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم حتیٰ کہ حضرات خلفائے راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے بھی بڑھے ہوئے تھے اور جن کو ہر سورت اور ہر آیت کا شانِ نزول بخوبی معلوم تھا۔

دوسری روایت:

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ہم سے حافظ ابوعبداللہ رحمۃ اللہ علیہ نے

بیان کیا۔ وہ فرماتے ہیں ہم سے قاضی عبدالرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ بن حسن رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا۔ وہ کہتے ہیں ہم سے آدم رحمۃ اللہ علیہ بن ابی ایاس رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا۔ وہ کہتے ہیں۔ ہم سے ورقاء رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا۔ وہ ابن ابی نجیح رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کرتے ہیں اور وہ حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے۔

(حدیث نمبر۹۸) قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَقْرَأُفِي الصَّلٰوةِ فَسَمِعَ قِرَاءَ ةَ فَتًى مِنَ الْاَنْصَارِ فَنَزَلَ وَ اِذَاقُرِئَ الْقُرْاٰنُ (الاٰية)
(كتاب القراءة ص ۷۲)

(ترجمہ) وہ فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نماز میں قراءت کر رہے تھے۔ آپ کے ساتھ ایک انصاری بھی پڑھتا رہا۔ اس پر اذا قرئ القرآن (الآیۃ) نازل ہوئی۔

اس روایت سے معلوم ہوا کہ امام کے پیچھے قراءت کرنا حضرات صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں معمول نہ تھا۔ ورنہ صرف ایک ہی انصاری کے پڑھنے کا کیا مطلب؟ اور جب حکم نازل ہوا تو نہ پڑھنے والوں کو کچھ نہ کہا۔ بلکہ منع کیا تو پڑھنے والے ہی کو منع کیا اور آیت کا شان نزول بھی حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے وضاحت سے بیان فرما دیا ہے اور اسی مضمون کی ایک روایت امام زہری سے بھی منقول ہے۔ (کتاب القراءۃ ص ۷۸)

حضرت امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ اور مبارک پوری صاحب رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ نے اس اثر کو منقطع کہہ کر گلوخلاصی کرنے کی ناکام کوشش کی ہے جو بے سود ہے۔ اوّلاً اس لئے امام ابن مدینی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: کہ مجاہد رحمۃ اللہ علیہ کا مرسل عطاء کے مرسل سے مجھے کہیں زیادہ پسند ہے۔
(تہذیب التہذیب جلد ۷ ص ۲۰۲)

امام یحیٰی رحمۃ اللہ علیہ بن سعید القطان رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: مجاہد رحمۃ

اللہ علیہ کا مرسل مجھے طاؤس رحمۃ اللہ علیہ کے مرسل سے زیادہ پسند ہے۔ (تدریب الراوی ص ۷۰ و کتاب العلل ترمذی ص ۳۲۹) جب ائمہ جرح و تعدیل ان کے مرسل پر کامل اعتماد کرتے ہیں۔ تو نقار خانہ میں طوطی کی کون سنتا ہے؟

حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ (ابو الفداء اسمٰعیل رحمۃ اللہ علیہ بن عمر القرشی الدمشقی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۷۷۴ھ)

اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے رقم طراز ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ قرآن کریم مومنوں کے لئے بصیرت، ہدایت اور رحمت کا موجب ہے تو اس کے بعد قرآن کریم کا احترام اور تعظیم کا عملی ثبوت پیش کرنے کا یہ طریقہ بتلایا اور حکم دیا کہ قرآن کی قراءت کے وقت تم خاموش رہو نہ جیسا کہ مشرکین قرآن سنتے وقت شور و غل مچایا کرتے ہیں۔ آگے لکھتے ہیں:

(حدیث نمبر ۹۹: حدیث ابو موسیٰ اشعری) لٰكِنَ يَتَأَكَّدُ ذٰلِكَ فِي الصَّلٰوةِ الْمَكْتُوبَةِ اِذَا جَهَرَ الْاِمَامُ بِالْقِرَاءَ ةِ كَمَا رَوَاهُ مُسْلِمٌ فِيْ صَحِيْحِهٖ مِنْ حَدِيْثِ اَبِيْ مُوْسٰى عَنْهُ الْاَشْعَرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّمَا جُعِلَ الْاِمَامُ لِيُؤْتَمَّ بِهٖ فَاِذَا كَبَّرَ فَكَبِّرُوْا وَاِذَا قَرَأَ فَاَنْصِتُوْا وَكَذَا. رَوَاهُ اَهْلُ السُّنَنِ مِنْ حَدِيْثِ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ اَيْضًا وَ صَحَّحَهٗ مُسْلِمُ بْنُ الْحَجَّاجِ اَيْضًا وَلَمْ يُخْرِجْهُ فِيْ كِتَابِهٖ.

(تفسیر ابن کثیر جلد ۳ ص ۲۲۳ مع المعالم)

(ترجمہ) لیکن احادیث سے مؤکد طور پر خاموش رہنے کا حکم صرف امام کے پیچھے فرضی نمازوں میں اقتداء کرنے والوں کیلئے معلوم ہوتا ہے چنانچہ امام مسلمؒ نے اپنے صحیح میں حضرت ابو موسیٰ الاشعری رضی اللہ عنہ کی روایت نقل کی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ جب امام تکبیر کہے تو تم بھی کہو اور جب امام

قراءت کرے تو تم خاموش رہو اسی طرح ارباب سنن نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت بھی باسند پیش کی ہے اور مسلم نے اس کی تصحیح کی ہے لیکن اس کو سند کے ساتھ اپنی کتاب میں نقل نہیں کیا۔ حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ بھی جمہور مفسرین کی طرح صحیح احادیث کی روشنی میں اس آیت کا شان نزول نماز اور قراءت خلف الامام کا مسئلہ ہی سمجھتے ہیں اور آیت کا سیاق وسباق سے ربط دے کر صاف بتاتے ہیں کہ اس میں حکم صرف مومنوں کو دیا گیا ہے اور اس کے بعد انہوں نے پورے شرح وبسط کے ساتھ اپنے اس دعویٰ کو دلائل اور براہین سے مبرہن کر کے اسی کو صحیح قرار دیا ہے۔

قاضی شوکانی رحمۃ اللہ علیہ (محمد بن علی رحمۃ اللہ علیہ التوفی ١٢٥٥ھ) اس مسئلہ پر تبصرہ کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں کہ

لِاَنَّ عُمُوْمَاتِ الْقُرْاٰنَ وَالسُّنَّةِ قَدْدَلَّتَ عَلٰی وُجُوْبِ الْاِنْصَاتِ وَالْاِ سْتِماعِ وَالْمُتَوجِّهُ حَالَ قِرَاءَ ةِ الْاِمَامِ لِلْقُرْاٰنِ غَيْرُ مُنْصِتٍ وَلَامُسْتَمِعٍ...... الخ

(نیل الاوطار جلد ٢ ص ٢٢٦ ونقله النواب فی هداية السائل ص ١٩١)

(ترجمہ) (امام جب قراءت قرآن کر رہا ہو تو مقتدی کو اس وقت اِنِّیْ وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِیْ ......الآية کی دعاء استفتاح نہیں پڑھنی چاہئے) کیونکہ قرآن کریم اور سنت کے عمومات اور اکثر دلیلیں اس پر دلالت کرتی ہیں۔ کہ امام جب قراءت کر رہا ہو تو اس وقت مقتدی پر انصات اور استماع واجب ہے۔ حالانکہ اس حالت میں امام کے ساتھ پڑھنے والا استماع اور انصات پر عامل نہیں ہے۔

علامہ ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ اس مسئلہ پر بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

فَالنِّزَاعُ مِنَ الطَّرْفَيْنِ لٰكِنِ الَّذِيْنَ يَنْهَوْنَ عَنِ الْقِرَاءَ ةِ خَلْفَ

الْإِمَامِ جَمْهُوْرُ السَّلْفِ وَالْخَلْفِ وَمَعَهُمْ الْكِتَاب والسُّنَّةُ الصَّحِيْحَةُ وَالَّذِيْنَ اَوْجَبُوْهَا عَلَى الْمَأْمُوْمِ فَحَدِيْثُهُمْ ضَعَفَهُ الْائِمَّةُ. (تنوع العبادات ص ۸٦)

(ترجمہ) مسئلہ زیر بحث میں نزاع تو طرفین سے ہے لیکن جو لوگ امام کے پیچھے قراءت سے منع کرتے ہیں۔ وہ جمہور سلف وخلف رحمۃ اللہ علیہ ہیں اور ان کے ہاتھ میں کتاب اللہ اور سنت صحیحہ ہے اور جو لوگ امام کے پیچھے مقتدی کے لئے قراءت کو واجب قرار دیتے ہیں۔ ان کی حدیث کو ائمہ حدیث رحمۃ اللہ علیہ نے ضعیف قرار دیا ہے۔

اور دوسرے مقام پر لکھتے ہیں کہ

وَقَوْلُ الْجَمْهُوْرِ هُوَ الصَّحِيْحُ فَاِنَّ اللّٰهَ سُبْحَانَهٗ وَتَعَالٰى قَالَ وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَاَنْصِتُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ قَالَ اَحْمَدُ اَجْمَعَ النَّاسُ عَلٰى اَنَّهَا نَزَلَتْ فِى الصَّلٰوةِ. (فتاوی جلد ۲ ص ۴۱۲)

(ترجمہ) جمہور کا مسلک اور قول ہی صحیح ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ جب قرآن کریم پڑھا جائے تو تم اس کی طرف توجہ کرو اور خاموش رہو تاکہ تم پر رحم ہو۔ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ سب لوگوں کا اس پر اتفاق اور اجماع ہے کہ اس آیت کا شان نزول نماز ہے۔

مسئلہ نمبر ۳۳

احادیثِ نبویہ

پہلی حدیث

امام مسلم فرماتے ہیں کہ ہم سے اسحاق بن ابراہیم نے بیان کیا وہ فرماتے ہیں کہ ہم سے جَریر رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا۔ وہ سلیمان تیمی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کرتے ہیں۔ وہ قتادہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کرتے ہیں۔ وہ یونس بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ سے اور وہ حطان بن عبداللہ الرقاشی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کرتے ہیں۔ وہ حضرت ابوموسیٰ الاشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے (التوفی ۵۲ ھ) روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے ایک طویل حدیث میں فرمایا:

(حدیث نمبر ۱۰۰) اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ خَطَبَنَافَبَيَّنَ لَنا سُنَّتَنا وَعَلَّمَنا صَلٰوتَنَا فقَالَ اِذَا صَلَّيْتُمْ فَاَقِيمُوْا صُفُوْ فَكُمْ ثُمَّ لِيَؤُمَّكُمْ اَحَدُ كُمْ فَاِذَا كَبَّرَ فَكَبِّرُوْا وَاِذَا قَرَأَفَانْصِتُوْا وَاِذَا قَالَ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ فَقُوْلُوْا اٰمِيْنَ-الحديث (مُسلم جلد ۱ ص ۱۷۴)

(ترجمہ) کہ آنحضرت ﷺ نے ہمیں خطاب فرمایا اور سنت کے مطابق زندگی بسر کرنے کی تلقین فرمائی اور نماز کا طریقہ بتایا اور یہ فرمایا کہ نماز پڑھنے سے قبل اپنی صفوں کو درست کرلو۔ پھر تم میں سے ایک تمہارا امام بنے۔ جب وہ تکبیر کہے تو تم بھی تکبیر کہو اور جب وہ قراءت کرے تو تم خاموش رہو اور جب وہ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ کہے تو تم آمین کہو۔

اس صحیح روایت سے معلوم ہوا کہ قراءت کرنا امام کا فریضہ اور ڈیوٹی ہے۔ مقتدیوں کا وظیفہ صرف خاموش رہنا اور انصات کرنا ہے اور ان کے لئے بغیر

انصات کے اور کوئی گنجائش نہیں ہے اور چونکہ یہ روایت مطلق ہے۔ لہذا سری اور جہری تمام نمازوں کو شامل ہے۔ اور مقتدیوں کو کسی نماز میں امام کے پیچھے قراءت کرنے کی اجازت اور گنجائش نہیں ہے۔ یہ روایت صحیح مسلم کے علاوہ حدیث کی دیگر معتبر اور مستند کتابوں میں بھی موجود ہے۔

علامہ نووی لکھتے ہیں کہ

وَكَذَا قَالَ وَحَدَّثَ وَذَكَرَ وَشِبْهُهَا فَكُلُّهُ مَحْمُوْلٌ عَلَى الْاِتِّصَالِ وَالسَّمَاعِ. (شرح مسلم جلد ۱ ص ۲۱)

(ترجمہ) اور اسی طرح لفظ قال اور حدث اور ذکر اور ان کی مانند اور الفاظ اتصال اور سماع پر محمول ہیں۔

لہذا اصول حدیث کے رُو سے قتادہ رحمۃ اللہ علیہ کی یہ روایت متصل اور صحیح ہے باقی خوئے بدرا بہانہ ہائے بسیار مؤرخ اسلام علامہ عبدالرحمٰن بن خلدون رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۸۰۸ھ) بخاری اور مسلم کی صحت اور مزیت پر بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ

وَ مِنْ اَجْلِ هٰذَا قِيْلَ فِي الصَّحِيْحَيْنِ بِالْاِ جْمَاعِ عَلٰى قُبُوْلِهِمَا مِنْ جِهَةِ الْاِجْمَاعِ عَلٰى صِحَّةِ مَافِيْهِمَا مِنَ الشُّرُوْطِ الْمُتَّفَقِ عَلَيْهَا فَلَا تَاْخُذْكَ رِيْبَةٌ فِيْ ذٰلِكَ فَالْقَوْمُ اَحَقُّ النَّاسِ بِالظَّنِّ الْجَمِيْلِ بِهِمْ.

(ترجمہ) اور اسی واسطے کہا گیا کہ بخاری اور مسلم کی روایات کے قبول کرنے پر اجماع ہے اس لئے کہ جو صحت کی متفق علیہا شرطیں ان میں موجود ہیں ان پر اجماع ہو چکا ہے لہذا اس بارے میں ذرہ بھر شک نہ کر کیونکہ وہ حضرات تمام لوگوں میں ظنِ جمیل کے زیادہ مستحق ہیں۔

اور صحیح مسلم کے بارے میں لکھتے ہیں کہ

ثُمَّ جَاءَ الْاِمَامُ مُسْلِمُ بْنُ الْحَجَّاجِ الْقُشَيْرِيُّ رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَيْهِ

فَاَلَّفَ مُسْنَدَهُ الصَّحِيْحُ حَذَافِيْهِ حَذْوَالْبُخَارِيِّ فِيْ نَقْلِ الْمُجْمَعِ عَلَيْهِ ...... اھ (مقدمة: ص ۴۴۵)

(ترجمہ) پھر امام مسلم بن الحجاج القشیری رحمۃ اللہ علیہ آئے اور انہوں نے اپنا مسند صحیح تالیف کیا جس میں وہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے نقش قدم پر چلتے رہے اور مجمع علیہا روایتیں نقل کرتے رہے۔

اور حضرت شاہ ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ

وَلٰكِنَّ الشَّيْخَانِ لَايُذْكُرَانِ اِلَّاحَدِيْثًا قَدْتَنَا ظَرَا فِيْهِ مَشَائِخُهُمَا وَاَجْمَعُوْ اعَلٰى الْقَوْلِ بِهٖ وَالتَّصْحِيْحِ لَهٗ اھ.
(حجة اللّٰه البالغه ج ا ص ۱۳۴)

(ترجمہ) اور لیکن امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اور امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ صرف وہی حدیث ذکر کرتے ہیں جس میں انہوں نے اپنے اساتذہ سے بحث ومناظرہ کیا ہوتا ہے اور جس کے بیان کرنے اور تصحیح پر ان سب کا اجماع ہو چکا ہے۔

اعتراض: مبارکپوری صاحب (وغیرہ) لکھتے ہیں کہ واذا قرأفا نصتوا کی زیادت کو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ، ابوداود رحمۃ اللہ علیہ، ابوحاتم رحمۃ اللہ علیہ، ابن معین رحمۃ اللہ علیہ، حاکم رحمۃ اللہ علیہ، دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ، ابن خزیمہ رحمۃ اللہ علیہ، ذہلی رحمۃ اللہ علیہ، ابوعلی نیشاپوری رحمۃ اللہ علیہ اور امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ تسلیم نہیں کرتے۔ اس لئے یہ زیادت صحیح نہیں ہوسکتی۔
(تحقیق الکلام جلد ۲ ص ۸۳)

(جواب) ان حضرات کا اس زیادت کو صحیح نہ تسلیم کرنا اس بات پر مبنی تھا کہ اس زیادت کے بیان کرنے میں سلیمان تیمی" متفرد ہیں، نیز قتادہ رحمۃ اللہ علیہ کی طرح وہ مدلس بھی ہیں۔ لہذا اس زیادت کے صحیح ہونے میں کوئی کلام نہیں ہوسکتا۔ اور مبارک پوری صاحب" اور ان کے اتباع مردم شماری کے لحاظ سے حق وباطل، صحیح وغلط میں تمیز قائم رکھنا ضروری سمجھتے ہیں تو وہ بھی سن لیں:

حضرت ابو موسیٰ الاشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث میں وَاِذَا قَرَاَفَاَنْصِتُوْا کی زیادت کو صحیح سمجھنے والے یہ حضرات ہیں:

۱۔ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ
(مسند احمد ج ۲ ص ۳۸۶، تعلیق الحسن جلد ۲ ص ۸۶، فتح الملہم جلد ۲ ص ۲۲)

۲۔ امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ (صحیح مسلم جلد ۱ ص ۱۷۴، درایہ ص ۹۴)

۳۔ امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ (بحوالہ فتح الملہم جلد ۲ ص ۲۲)

۴۔ امام ابن جریر رحمۃ اللہ علیہ (تفسیر جلد ۹ ص ۱۱۰)

۵۔ علامہ ابن حزم رحمۃ اللہ علیہ (بحوالہ فتح الملہم جلد ۲ ص ۲۲)

۶۔ امام منذری رحمۃ اللہ علیہ
(عون المعبود جلد ۱ ص ۲۳۵، تعلیق المغنی جلد ۱ ص ۱۲۴، تحقیق الکلام ج ۲ ص ۸۳، نفحہ العنبر ص ۷۹)

۷۔ حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ (تفسیر جلد ۲ ص ۲۸۰)

۸۔ امام اسحاق بن راہویہ رحمۃ اللہ علیہ
(جوہر النقی جلد ۲ ص ۱۵۷ تنوع العبادات ص ۸۶)

۹۔ امام ابوبکر بن اثرم رحمۃ اللہ علیہ (فتح الملہم جلد ۲ ص ۲۲)

۱۰۔ حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ (فتح الباری جلد ۲ ص ۲۰۱)

۱۱۔ امام ابوزرعہ رازی رحمۃ اللہ علیہ
(مقدمہ فتح الباری ص ۳۴۵ قسطلانی وتدریب الراوی ص ۷۳، مقدمہ مسلم ص ۱۳ وازالہ ستر ص ۵۲)

۱۲۔ امام موفق الدین ابن قدامہ رحمۃ اللہ علیہ (مغنی جلد ۱ ص ۶۰۵)

۱۳۔ امام شمس الدین ابن قدامہ رحمۃ اللہ علیہ
(شرح مقنع الکبیر جلد ۲ ص ۱۳)

۱۴۔ امام ابن خزیمہ رحمۃ اللہ علیہ (برہان العجائب ص ۱۰۴، نفحہ العنبر ص ۷۹)

۱۵۔ امام ابوعمر بن عبد البر رحمۃ اللہ علیہ (نفحہ العنبر ص ۷۹)

۱۶۔ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ
(فتاوٰی جلد ص ۴۱۲ وتنوع العبادات ص ۸۶)

۱۷۔ امام ابوعوانہ (کیونکہ باقرار مبارکپوری صاحب رحمۃ اللہ علیہ انہوں نے اپنے صحیح میں صحت کا التزام کیا ہے اور حضرت ابوموسیٰ الاشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت متعدد اسانید سے انہوں نے صحیح میں درج کی ہے)۔

۱۸۔ نواب صدیق حسن خاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ

(عون الباری جلد ۱ ص ۳۲۳)

۱۹۔ علامہ ماردینی رحمۃ اللہ علیہ (الجوہر النقی جلد ۲ ص ۱۵۷)

۲۰۔ علامہ عینی رحمۃ اللہ علیہ (عمدۃ القاری جلد ۳ ص ۵۶)

۲۱۔ امام ابن معین رحمۃ اللہ علیہ[۱]

۲۲۔ امام عثمان بن ابی شیبہ رحمۃ اللہ علیہ

۲۳۔ امام سعید بن منصور خراسانی رحمۃ اللہ علیہ

۲۴۔ امام علی بن المدینی رحمۃ اللہ علیہ

---

[۱] امام مسلمؒ سے ایک سائل نے دریافت کیا کہ آپ نے اپنے صحیح میں حضرت ابوہریرہؓ کی روایت کی سند کیوں بیان نہیں کی جب کہ وہ بھی آپ کے نزدیک صحیح ہے تو امام موصوف نے جواب ارشاد فرمایا کہ

لَیْسَ کُلُّ شَیْءٍ عِنْدِیْ صَحِیْحٌ وَضَعْتُہٗ هَاهُنَا اِنَّمَا وَضَعْتُ هَاهُنَا مَااَجْمَعُوْا عَلَیْهِ.

(مسلم جلد ۱ ص ۱۷۴)

(ترجمہ): میں نے ہر اس حدیث کو جو میرے نزدیک صحیح ہے اپنے صحیح میں درج کرنے کا التزام نہیں کیا بلکہ میں نے تو صرف وہ روایتیں درج کی ہیں۔ جن پر محدثین کا اجماع واقع ہوا ہے ۔حافظ ابن صلاحؒ نے مقدمہ صفحہ ۸ میں اور امام سیوطیؒ نے تدریب الراوی صفحہ ۴۷ میں اور علامہ جزائریؒ نے توجیہ النظر ص ۲۴۰ میں اس کی تصریح کی ہے کہ امام مسلمؒ کی مراد ما اَجْمَعُوْا عَلَیْهِ کے جملہ سے یہ محدث ہیں۔ امام احمدؒ بن حنبلؒ، امام یحییٰؒ بن معینؒ، امام عثمانؒ بن ابی شیبہؒ، امام سعیدؒ بن منصورؒ خراسانی اور حافظ ابن حجرؒ ان میں امام علیؒ بن المدینیؒ کا ذکر بھی کرتے ہیں۔ (مقدمہ فتح الباری ص ۳۰۲) اور امام ابن صلاحؒ فرماتے ہیں کہ جس حدیث کو امام مسلم اپنے صحیح میں صحیح سمجھتے ہیں اس کا صحیح ہونا نفس الامر میں یقینی ہے۔ (غایۃ المأمول جلد ۱ ص ۶) اس لحاظ سے گویا یہ تمام ائمہ حدیث حضرت ابوموسیٰ الاشعریؓ کی اس زیادت والی روایت کو صحیح تسلیم کرتے ہیں۔

۲۵۔ امام ابن صلاح رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ وغیرہ محدثین رحمۃ اللہ علیہ و فقہاء رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کی تصحیح کرتے ہیں۔

جب سو فیصدی حنفی و مالکی اور حنبلی اس حدیث کو صحیح سمجھتے ہیں اور جب شوافع وغیر مقلدین حضرات کا ذمہ دار منصف مزاج اور معتد بہ گروہ و اذا قرأ فانصتوا کی زیادت کو صحیح سمجھتا ہے تو اس کے صحیح ہونے میں کیا شک ہے؟ اور یہ بھی طے شدہ قاعدہ ہے کہ اثبات[۲] نفی پر مقدم ہوتا ہے۔ تو پھر نہ معلوم اس زیادت کی صحت کا انکار کیسے ہوسکتا ہے؟ اگر محض مردم شماری سے مبارک پوری صاحب رحمۃ اللہ علیہ میدان جیتنا چاہتے ہیں تو اس میں بھی ان کی شکست یقینی ہے۔

دوسری حدیث

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ[۳] فرماتے ہیں کہ ہم سے جارود[۴] بن معاذ ترمذی

---

۲ اثبات کا نفی پر مقدم ہونا محدثین کا طے شدہ مسئلہ ہے۔ امام نوویؒ لکھتے ہیں کہ اثبات کو نفی پر ترجیح ہوتی ہے۔ (شرح مسلم جلد ۲ صفحہ ۵۰)

حافظ ابن حجرؒ لکھتے ہیں کہ المثبت اولیٰ من النافی . (شرح نخبة الفکر ص ۹۴) امام بیہقیؒ لکھتے ہیں کہ المثبت اولیٰ من النافی (سنن الکبریٰ جلد ۲ ص ۱۶۱) امیر یمانیؒ لکھتے ہیں: والاثبات مقدمٌ (سبل السلام جلد ۱ ص ۲۴۲) نواب صاحبؒ لکھتے ہیں کہ "اثبات مقدم است برنفی" (بدور الاہلہ ص ۳۷۹) مبارکپوری صاحبؒ لکھتے ہیں کہ من اثبت مقدم علیٰ من نفیٰ. (تحفۃ الاحوذی جلد ص ۱۶۱) مؤلف خیر الکلام کا یہ کہنا کہ یہاں جرح ہی اثبات ہے۔ تصحیح اثبات نہیں ہے کیونکہ تصحیح ظاہر سند کے اعتبار سے ہے۔

۳ امام نسائیؒ (المتوفی ۳۰۳ھ) جن کی کتاب سنن نسائی صحاح ستہ میں تیسرے درجہ پر مانی جاتی ہے۔ علامہ ذہبیؒ ان کو الحافظ الامام اور شیخ الاسلام لکھتے ہیں (تذکرہ جلد ۲ ص ۲۴۱)

۴ امام نسائیؒ ان کو ثقہ کہتے ہیں۔ ابن حبانؒ ان کو ثقات میں لکھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ مستقیم الحدیث ہیں۔ (تہذیب التہذیب جلد ۲ ص ۵۳) حافظ ابن حجرؒ ان کو ثقہ کہتے ہیں۔ (تقریب ص ۶۴)

رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا۔ وہ فرماتے ہیں کہ ہم سے ابو خالد ۵ الاحمر رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا۔ وہ محمد رحمۃ اللہ علیہ بن عجلان ۶ سے روایت کرتے ہیں اور وہ زید ۷ بن اسلم رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کرتے ہیں اور وہ ۸ ابو صالح رحمۃ اللہ

---

۵ امام وکیعؒ ابن معینؒ اور ابن مدینیؒ ان کو ثقہ کہتے ہیں۔ امام نسائیؒ لا باس بہ اور ابو ہشام رفاعیؒ ثقہ اور امین کہتے ہیں۔ ابو حاتمؒ ان کو صدوق کہتے ہیں۔ ابن سعدؒ ان کو ثقہ اور کثیر الحدیث کہتے ہیں عجلیؒ کا بیان ہے کہ وہ ثقہ اور ثبت تھے۔ (بغدادی جلد ۹ ص ۲۲ وتہذیب التہذیب جلد ۴ ص ۱۸۱) علامہ ذہبیؒ ان کو الحافظ الصدوق اور مشہور محدث لکھتے ہیں (تذکرہ جلد ۱ ص ۲۵۰)۔

۶ امام ترمذیؒ ان کو ثقہ اور مامون فی الحدیث کہتے ہیں۔ (ترمذی جلد ۱ ص ۶۷ و کتاب العلل جلد ۲ ص ۲۳۷) امام بیہقیؒ ان کو ثقات میں شمار کرتے ہیں۔ (سنن الکبریٰ جلد ص ۴۰) امام نوویؒ لکھتے ہیں کہ وہ امام فقیہ اور عابد تھے۔ (تہذیب الاسماء قسم دوم جلد ۱ ص ۸۷) ابن عماد حنبلیؒ کا بیان ہے کہ وہ عابد پابند شریعت اور صداقت شعار تھے۔ (شذرات الذہب جلد ۱ ص ۲۲۴) علامہ ذہبیؒ ان کو الامام اور القدوہ لکھتے ہیں۔ (تذکرہ جلد ۱ ص ۱۵۶) امام احمدؒ سفیانؒ بن عیینہؒ ابن معینؒ، عجلیؒ، ابو حاتمؒ، نسائیؒ اور ابو زرعہؒ ان کو ثقہ کہتے ہیں۔ یعقوبؒ بن شیبہؒ ان کو صدوق وسط کہتے ہیں۔ ابن حبانؒ ان کو ثقات میں لکھتے ہیں۔ ساجیؒ ان کو اهلِ صدق میں شمار کرتے ہیں۔ ابن سعدؒ ان کو عابدؒ ناسک اور فقیہ بتاتے ہیں۔ (تہذیب التہذیب جلد ۹ ص ۳۴۱) مولانا شمس الحقؒ ان کو ثقہ لکھتے ہیں۔ (تعلیق المغنی جلد ۱ ص ۱۲۴، عون المعبود جلد ۱ ص ۲۳۵) اور خطیب بغدادیؒ فرماتے ہیں کہ وہ ثقہ تھے۔ (تاریخ جلد ۲ ص ۳۰۴)

۷ زیدؒ بن اسلمؒ کو علامہ ذہبیؒ الامام اور الفقیہ لکھتے ہیں۔ (تذکرہ جلد ۱ ص ۱۲۴) امام احمدؒ ابو زرعہؒ، ابو حاتمؒ محمدؒ بن سعدؒ، نسائیؒ، ابن خراشؒ۔ اور یعقوبؒ بن شیبہؒ سب ان کو ثقہ کہتے ہیں (تہذیب التہذیب جلد ۳ ص ۳۹۲)

۸ ابو صالحؒ کا نام ذکوانؒ تھا۔ امام احمدؒ ان کو ثقہ اجل الناس اور اوثق الناس کہتے ہیں۔ (تذکرہ جلد ۱ ص ۸۳) امام ابن معینؒ، ابو حاتمؒ، ابو زرعہؒ، ابن سعدؒ، ساجیؒ اور عجلیؒ سب ان کو ثقہ کہتے ہیں۔ محدث حربیؒ اور ابن حبانؒ ان کو ثقات میں لکھتے ہیں۔ (تہذیب التہذیب جلد ۳ ص ۲۱۹) حضرت ابو ہریرہؓ جلیل القدر صحابی ہیں۔ نواب صدیق حسن خاں صاحبؒ اس سند کو نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں کہ رجال اسنادہ ثقات۔ (دلیل الطالب ص ۲۹۴)

علیہ سے اور وہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں:

(حدیث نمبر ۱۰۱) قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّمَا جُعِلَ الْاِمَامُ لِيُؤْتَمَّ بِهٖ فَاِذَا كَبَّرَ فَكَبِّرُوْا وَاِذَا قَرَاَ فَاَنْصِتُوْا وَاِذَا قَالَ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ فَقُوْلُوْا اللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ. (نسائی ج ۱ ص ۱۰۷)

(ترجمہ) کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ امام اس لئے مقرر کیا جاتا ہے کہ اس کی اقتداء کی جائے سو جب وہ تکبیر کہے تو تم بھی تکبیر کہو اور جب امام قراءت کرے تو تم خاموش رہو اور جب وہ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ کہے تو تم اللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ کہو۔

اس صحیح روایت [9] سے بھی معلوم ہوا کہ تمام نمازوں میں امام کا وظیفہ قراءت کرنا اور مقتدیوں کا فریضہ خاموش رہنا ہے۔

اس حدیث کی ذیل کے ائمہ حدیث تصحیح کرتے ہیں۔

۱۔ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ (الجوہر النقی جلد ۲ ص ۱۵۷)

۲۔ امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ (جلد ۱ ص ۱۷۴)

۳۔ علامہ ابن حزم رحمۃ اللہ علیہ (محلی جلد ۳ ص ۲۴۰)

۴۔ امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ (جلد ۱ ص ۱۰۷)

۵۔ دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ (جلد ۱ ص ۱۲۴)

---

[9] یہ روایت ابن ماجہ ص ۶۱، ابو داود جلد ۱ ص ۸۹، مسند احمد ج ۴ ص ۴۱۵، دارقطنی جلد ۱ ص ۴، سنن الکبریٰ جلد ۲ ص ۱۵۶، محلی جلد ۳ ص ۲۴۰، جزء القراءۃ ص ۵۶، کتاب القراءۃ ص ۹۱، ابن جریر جلد ۹ ص ۱۱۰، ابن کثیر جلد ۲ ص ۲۲۳، الجوہر النقی جلد ۲ ص ۱۵۶، تعلیق المغنی جلد ۱ ص ۱۲۴، عون المعبود جلد ۱ ص ۲۲۵، درایہ ص ۹۴، زیلعی جلد ۲ ص ۱۶، مسلم جلد ۱ ص ۱۷۴، آثار السنن جلد ۲ ص ۸۷، ابکار المنن ص ۱۵۴، اعلاء السنن جلد ۴ ص ۵۵، دلیل الطالب ص ۲۹۴، روح المعانی جلد ۹ ص ۱۳۳، بذل المجہود جلد ۲ ص ۱۵۵ اور فتح الملہم ص ۲۲ وغیرہ میں مروی ہے۔

۶۔ ابن جریر رحمۃ اللہ علیہ (تفسیر جلد ۹ ص ۱۱۰)

۷۔ حافظ ابوعمر بن عبدالبر رحمۃ اللہ علیہ (جوہر النقی جلد ۲ ص ۱۰۷)

۸۔ حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ (تفسیر...... جلد ص ۲۲۳)

۹۔ علامہ ماردینی رحمۃ اللہ علیہ (جوہر النقی جلد ۲ ص ۱۵۷)

۱۰۔ امام منذری رحمۃ اللہ علیہ
(زیلعی جلد ۲ ص ۱۶ تعلیق المغنی جلد ا ص ۱۲۴)

۱۱۔ علامہ جمال الدین رحمۃ اللہ علیہ (نصب الرایہ جلد ۲ ص ۱۶)

۱۲۔ مولانا شمس الحق عظیم آبادی رحمۃ اللہ علیہ
(عون المعبود جلد ا ص ۲۳۵، تعلیق المغنی جلد ا ص ۱۲۴)

۱۳۔ نواب صدیق حسن خاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ
(دلیل الطالب ص ۲۹۴)

بلکہ نواب صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ

وَهٰذَا الْحَدِيْثُ مِمَّاثَبَتَ عِنْدَ اَهْلِ السُّنَنِ وَصَحَّحَهُ جَمَاعَةٌ مِنَ الْأَئِمَّةِ. (دلیل الطالب ص ۲۹۴)

یہ حدیث ارباب سنن کے نزدیک ثابت اور محقق ہو چکی ہے اور ائمہ حدیث کی ایک بہت بڑی جماعت نے اس کی تصحیح کی ہے۔

اور شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ بڑی شدومد سے واذا قرأ فانصتوا کی روایت اور اس میں زیادت کو صحیح ثابت کرتے ہیں، علامہ ابن حزم رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ بعض کا خیال ہے کہ اس زیادت میں محمد بن عجلان رحمۃ اللہ علیہ نے خطا کی ہے۔ مگر ہم ثقہ راوی کے بارے میں کسی واضح برہان کے بغیر یہ کہنے کی جرأت نہیں کر سکتے۔ بہرحال سند کے لحاظ سے یہ زیادت بالکل صحیح ہے (محلی ابن حزم جلد ۳ ص ۲۴۲) انصاف سے فرمائیے کہ کسی حدیث کی تصحیح کے لئے اس سے بڑھ کر حضرات محدثین کرام رحمۃ اللہ علیہ کے پاس اور

کیا ثبوت ہوسکتا ہے؟ مگر

آنکھیں اگر ہیں بند تو پھر دن بھی رات ہے
اس میں بھلا قصور ہے کیا آفتاب کا

الحاصل حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یہ روایت بھی اور اس کی پوری سند بالکل صحیح اور بے غبار ہے اور محض تعصب کی وجہ سے اس کو شاذ کہہ کر رد کرنا بے سود ہے۔

تیسری حدیث

حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ، امام ابن شہاب زُہری رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کرتے ہیں اور وہ ابن اُکیمہ لیثی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کرتے ہیں۔ اور وہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ وہ فرماتے ہیں:

(حدیث نمبر ۱۰۲) **اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ اِنْصَرَفَ مِنْ صَلٰوۃٍ جَھَرَ فِیْھَا بِالْقِرَاءَ ۃِ فَقَالَ ھَلْ قَرَأَ مَعِیَ مِنْکُمْ اَحَدٌ اٰنِفًا فَقَالَ رَجُلٌ نَعَمْ اَنَا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اِنِّیْ اَقُوْلُ مَالِیْ اُنَازَعُ الْقُرْاٰنَ فَانْتَھَی النَّاسُ عَنِ الْقِرَاءَ ۃِ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ فِیْمَا جَھَرَ فِیْہِ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ بِالْقِرَاءَ ۃِ حِیْنَ سَمِعُوْا ذٰلِکَ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ۔** (موطا امام مالک ص ۲۹، ۳۰)

(ترجمہ) کہ آنحضرت ﷺ ایک جہری نماز سے فارغ ہوئے اور یہ ارشاد فرمایا۔ کیا تم میں سے کسی نے ابھی میرے ساتھ قراءت کی ہے؟ ایک شخص بولا۔ جی ہاں یا رسول اللہ! میں نے قراءت کی ہے۔ آپ نے ارشاد فرمایا جبھی تو میں (اپنے دل میں) کہہ رہا تھا کہ میرے ساتھ قرآن کریم کی قرأت میں منازعت اور ہاتھا پائی کیوں ہو رہی ہے؟ اس ارشاد کے بعد جن نمازوں میں

آپ جہر سے قراءت کیا کرتے تھے۔ لوگوں نے آپ کے پیچھے قراءت ترک کردی تھی۔

یہ روایت موطا امام مالک کے علاوہ حدیث کی دیگر معتبر ۱ اور مستند کتابوں میں مذکور ہے جس کے صحیح ہونے میں قطعاً کوئی کلام نہیں ہوسکتا۔ جہری نمازوں میں امام کے پیچھے قراءت کی ممانعت میں یہ روایت قطعی ہے۔

یہ واقعہ صبح کی نماز کا ہے۔ (دیکھئے سنن الکبریٰ جلد ۲ ص ۵۷ و ابوداود جلد ۱ ص ۱۲۰ وغیرہ) جس میں تقریباً تمام حضرات صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم موجود ہوں گے، مگر ان میں آپ کے پیچھے قراءت کرنے والا صرف ایک شخص تھا اور آپ نے ان دیگر حضرات کو کچھ بھی نہیں کہا۔ جنہوں نے قراءت نہیں کی تھی بلکہ اسی کو ڈانٹ ڈپٹ کی۔ جس نے قراءت کی تھی اور حضرات صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں سے کسی نے اس کا حوالہ نہیں دیا کہ حضرت آپ نے تو قراءت کرنے کا خود حکم دیا ہے۔ پھر کیا ممانعت کا کوئی جدید حکم آیا ہے؟ اور محال ہے کہ آپ نے امام کے پیچھے قراءت کرنے کا حکم دیا ہو اور اس پر عمل کرنے والا صرف ایک ہی شخص ہو اور آپ نے قیام، رکوع، سجود اور قعدہ وغیرہ کو نیز تسبیح، تحمید اور تشہد کو ناگوار نہیں فرمایا۔ اگر ناگوار گزری ہے تو صرف مقتدی کی قراءت، جہری نمازوں میں اس سے بڑھ کر امام کے پیچھے قراءت کے منع ہونے کا اور کیا ثبوت پیش کیا جاسکتا ہے؟

---

۱ یہ روایت نسائی جلد ۱ ص ۱۰۶، ابوداود جلد ۱ ص ۱۲۰، ترمذی جلد ۱ ص ۴۲، ابن ماجہ ص ۶۱، مسند احمد جلد ۲ ص ۳۰۱، محلی جلد ۳ ص ۲۴۰، جزء القراءۃ ص ۵۵، ۲۲، سنن الکبریٰ جلد ۲ ص ۱۵۷، کتاب القراءۃ ص ۹۹، کتاب الاعتبار ص ۹۷، الجوہر النقی جلد ۲ ص ۱۵۸، ابن کثیر جلد ۳ ص ۶۲۳، مرقات جلد ۱ ص ۵۳۴، فتاویٰ ابن تیمیہ ۲ ص ۱۴۹، عقیدۂ محمدیہ جلد ۲ ص ۱۸۹، فتح الملہم ۲ ص ۲۳، بذل المجہود ج ۲ ص ۵۷، تحقیق الکلام ج ۲ ص ۱۲۵، ابکار المنن ص ۱۱۵، فصل الخطاب ص ۳۳، اور اعلاء السنن جلد ۴ ص ۸۷ وغیرہ کتابوں میں مذکور ہے۔

چوتھی حدیث

امام عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مجھ سے والد ماجد امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا۔ وہ فرماتے ہیں کہ ہم سے یعقوب بن ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا۔ وہ محمد بن عبداللہ بن مسلم رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کرتے ہیں وہ امام زہری رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کرتے ہیں۔ وہ فرماتے ہیں کہ مجھ سے عبدالرحمٰن بن ہرمز رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا۔ وہ عبداللہ بن بحسینہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ وہ فرماتے ہیں کہ آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا کہ

(حدیث نمبر ۱۰۳) هَلْ قَرَأَ اَحَدٌ مِنْكُمْ مَعِيَ اٰنِفًا قَالُوْا نَعَمْ قَالَ اِنِّيْ اَقُوْلُ مَالِيْ اُنَازَعُ الْقُرْاٰنَ فَانْتَهَى النَّاسُ عَنِ الْقِرَاءَةِ مَعَهٗ حِيْنَ قَالَ ذٰلِكَ. (مسند احمد جلد ۵ ص ۳۴۵)

(ترجمہ) کیا تم میں سے کسی نے ابھی میرے ساتھ قراءت کی ہے؟ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کیا جی حضرت قراءت کی ہے۔ آپ نے ارشاد فرمایا تب ہی تو میں (دل میں) کہہ رہا تھا کہ میرے ساتھ قرآنِ کریم کی قراءت میں منازعت اور کشمکش کیوں کی جارہی ہے؟ آپ کا یہ ارشاد جب سنا تو لوگوں نے آپ کے پیچھے قراءت ترک کردی۔

امام ابوبکر ہیثمی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۸۰۷ھ) اس حدیث کے بارے میں تحریر فرماتے ہیں کہ رَوَاهُ اَحْمَدُ رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَيْهِ وَرِجَالُ اَحْمَدَ رِجَالُ الصَّحِيْحِ۔ (مجمع الزوائد جلد ۲ ص ۱۰۹) یہ روایت امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کی ہے اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کی سند کے تمام راوی صحیح بخاری کے راوی ہیں۔ الغرض سند کے لحاظ سے یہ روایت بھی صحیح ہے۔ اور اس میں جہری نماز کی کوئی قید بھی مذکور نہیں ہے۔ لہذا یہ روایت جہری اور سری تمام نمازوں کو شامل ہے۔ گویا اس روایت کے پیش نظر حضرات صحابہ کرام رضی اللہ

تعالیٰ عنہم نے آنحضرت ﷺ کے پیچھے تمام نمازوں میں قراءت ترک کردی تھی۔ (ملاحظہ ہو احکام القرآن جلد ۳ ص ۵۲ للجصاص الرازی رحمۃ اللہ علیہ)
اور اگر اس روایت میں جہر کی قید بھی ہو جیسا کہ مجمع الزوائد جلد ۲ ص ۱۱۰ کی ایک روایت میں ہے صلّٰی صلٰوۃ یجھر فیھا الخ تب بھی جہری نمازوں میں ترک قراءت خلف الامام پر سابق روایت کی طرح یہ صریح دلیل ہے۔ اس روایت پر امام بزار رحمۃ اللہ علیہ اور امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ نے یہ اعتراض کیا ہے کہ اس میں محمد بن عبداللہ بن مُسلم رحمۃ اللہ علیہ نے خطا کی ہے۔ اصل روایت عَنِ ابْنِ اُکَیْمَۃَ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ الخ تھی۔ لیکن انہوں نے عن ابن بُحینہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کردی ہے۔ اور پھر محض لفظوں کے ذریعہ یوں رعب جمانے کی سعی کی ہے کہ ھٰذَا خَطَأٌ لَاشَکَّ فِیْہِ وَلَا ارْتِیَابَ۔ (سنن الکبریٰ ج ۲ ص ۱۵۹ وغیرہ) لیکن محض ظن اور اٹکل سے ایسے لایعنی اور بیکار اعتراض کون سنتا ہے؟ کیا ابن اُکیمہ رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے علاوہ عبداللہ بن بُحینہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جنابِ رسولِ خدا ﷺ سے ترک قراءت خلف الامام کی روایت نقل کرنے کے مجاز نہیں تھے؟ اور کیا امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ اور علامہ ہیثمی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ کو یہ غلطی اور خطا معلوم نہ ہو سکی؟ نہ تو اس میں اندراج کی غلطی سے انتقال سند ہے جیسا کہ مؤلف خیر الکلام نے ص ۱۴۴ میں کہا ہے اور نہ یہ روایت ضعیف ہے۔ وعلیٰ سبیل التنزل اگر یہ روایت عن ابن اُکیمہ رحمۃ اللہ علیہ عن ابی ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی ہو۔ تب بھی یہ صحیح روایت پہلی روایت کی مؤید ہوگی اور اس کا صحیح ہونا آپ معلوم کر ہی چکے ہیں۔ حالانکہ یہ روایت عبداللہ ابن بُحینہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی سے مروی ہے امام معمر رحمۃ اللہ علیہ اور سفیان بن عیینہ رحمۃ اللہ علیہ کی زہری رحمۃ

اللہ علیہ عن ابن اکیمہ رحمۃ اللہ علیہ الخ کی روایت اپنے مقام پر صحیح ہے۔ نہ تو دونوں میں تعارض ہے اور نہ اختلاف۔ رہا اس روایت میں قرأت کو جہر پر حمل کرنا یا اس میں قراءت کو مازادعلی الفاتحہ پر محمول کرنا جیسا کہ امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے کیا ہے۔ (سنن الکبریٰ جلد۲ص ۱۵۹) تو محض فرسودہ اور بے حقیقت تاویل ہے۔ اور خالص سینہ زوری پر محمول ہے۔

فسامحه الله تعالیٰ بعموم فضله.

پانچویں حدیث

امام بزار رحمۃ اللہ علیہ[۱۱] فرماتے کہ ہم سے محمد[۱۲] ابن بشار رحمۃ اللہ علیہ اور عمرو بن علی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا۔ وہ دونوں فرماتے ہیں کہ ہم سے ابو احمد[۱۳] رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا۔ وہ فرماتے ہیں کہ ہم سے یونس[۱۴] ابن ابی اسحاق

---

[۱۱] صاحب مسند احمدؒ بن عمروؒ بن عبدالخالقؒ (المتوفی ۲۹۲ھ) علامہ ذہبیؒ ان کو الحافظ اور العلامہ لکھتے ہیں۔ (تذکرہ جلد۲ص ۲۰۴)

[۱۲] حافظ ابن حجرؒ ان کو الحافظ اور عجلیؒ ان کو ثقہ اور کثیر الحدیث کہتے ہیں۔ ابو حاتمؒ صدوق اور نسائیؒ لاباس بہ کہتے ہیں۔ مسلمہؒ بن قاسمؒ ان کو ثقہ اور مشہور کہتے ہیں۔ دارقطنیؒ ان کو من الحفاظ والاثبات کہتے ہیں ابن حبانؒ ثقات میں لکھتے ہیں۔ (تہذیب التہذیب جلد۹ص ۷۲) عمروؒ بن علیؒ کو امام ابوزرعہؒ من فرسان الحدیث اور دارقطنیؒ من الحفاظ کہتے ہیں۔ ابن حبانؒ ثقات میں لکھتے ہیں۔ مسلمہؒ بن قاسمؒ ان کو ثقہ اور حافظ کہتے ہیں۔ (تہذیب التہذیب جلد۸ص ۸۲)

[۱۳] ان کا نام محمدؒ بن عبداللہؒ بن الزبیرؒ تھا۔ امام بن نمیرؒ ابن معینؒ اور عجلیؒ ان کو ثقہ کہتے ہیں۔ بندارؒ کا بیان ہے کہ میں نے ان سے بڑا حافظ نہیں دیکھا۔ محدث ابوزرعہؒ اور ابن خراشؒ ان کو ثقہ کہتے ہیں امام ابو حاتمؒ ان کو حافظ الحدیث کہتے ہیں۔ امام نسائیؒ لیس بہ باس ابن قانعؒ ثقہ اور ابن سعدؒ ان کو صدوق اور کثیر الحدیث کہتے ہیں۔ (ایضاً جلد۹ص ۲۵۵)

[۱۴] امام ابن معینؒ اور ابن سعدؒ ان کو ثقہ کہتے ہیں۔ ابن عدیؒ حسن الحدیث اور نسائیؒ لاباس بہ کہتے ہیں۔ عجلیؒ ان کو جائز الحدیث کہتے ہیں اور ابن شاہینؒ ان کو ثقات میں لکھتے ہیں۔ (ایضاً جلد۱۱ص ۴۳۴)

رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے باپ ۱۵ سے بیان کیا۔ وہ ابو الاحوص ۱۶ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کرتے ہیں اور وہ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے فرمایا:

(حدیث نمبر ۱۰۴) **كَانُوْ ايَقْرَأُوْنَ خَلْفَ النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ خَلَطْتُمْ عَلَيَّ الْقُرْاٰنَ .**

(احکام القرآن جلد ۳ ص ۵۱ و طحاوی جلد ۱ ص ۱۰۶ الجوهر النقی جلد ۲ ص ۱۶۲)

(ترجمہ) کہ لوگ آنحضرت ﷺ کے پیچھے قراءت کرتے تھے۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ تم نے مجھ پر قرآن مجید کی قراءت خلط ملط کر دی ہے۔

اس روایت سے معلوم ہوا کہ آپ نے اپنے پیچھے قراءت کرنے والوں کی قراءت کو گوارا نہ فرمایا اور مخصوص لہجہ میں ناپسندیدگی کا اظہار کرتے ہوئے تنبیہ فرمائی اور اس میں چونکہ جہری نماز کی قید نہیں۔ اس لئے سب نمازوں کو یہ روایت شامل ہوگی۔ اور آہستہ قراءت کرنے بلکہ مقتدیوں کے عدم تکمیل وضو سے آپ کا متاثر ہونا بھی احادیث میں مذکور ہے۔ علامہ ہیثمی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ یہ روایت مسند احمد، مسند ابو یعلیٰ اور مسند بزار میں مروی ہے۔ اور مسند احمد کی روایت کے جملہ راوی صحیح بخاری کے راوی ہیں۔ (مجمع الزوائد جلد ۲ ص

---

۱۵ ابو اسحاق السبیعیؒ علامہ ابن ناصر الدینؒ ان کو بڑے حفاظ اور ائمہ دین میں شمار کرتے ہیں (شذرات الذہب جلد ۱ ص ۱۷۴) امام نوویؒ لکھتے ہیں ان کی توثیق جلالت اور ثناء پر سب کا اتفاق ہے (تہذیب الاسماء جلد ۲ ص ۱۷۲) علامہ ذہبیؒ ان کو الحافظ اور احد الاعلام لکھتے ہیں۔ (تذکرۃ جلد ۱ ص ۱۰۸) امام احمدؒ بن معینؒ، نسائیؒ، عجلیؒ اور ابو حاتمؒ وغیرہ سب ان کو ثقہ کہتے ہیں۔ (تہذیب التہذیب جلد ۸ ص ۶۵)

۱۶ ان کا نام عوفؒ بن مالک بن نضلہ تھا۔ امام ابن معینؒ، ابن سعدؒ اور نسائیؒ ان کو ثقہ کہتے ہیں۔ ابن حبانؒ ان کو ثقات میں لکھتے ہیں۔ (ایضاً جلد ۸ ص ۱۶۹) حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ جلیل القدر صحابی تھے۔

۱۱۰) علامہ ماردینی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ وھٰذا سند جید کہ یہ عمدہ اور کھری سند ہے۔ (الجوہر النقی جلد۲ ص۱۶۲) اور قراءت چونکہ مطلق ہے اس لئے سورۂ فاتحہ اور قرآن کریم کی جملہ سورتوں کی قراءت کو شامل ہے کیونکہ آنحضرت ﷺ نے جہر اور سرّ کا کوئی فرق بیان نہیں فرمایا۔

(احکام القرآن جلد۳ ص۵۱)

چھٹی حدیث

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہم سے ابوالحسن ۱۷ علی بن احمد بن عبدان رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا۔ وہ فرماتے ہیں کہ ہم سے ۱۸ احمد بن عبید الصفار رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا۔ وہ کہتے ہیں کہ ہم سے محمد ۱۹ بن غالب رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا۔ وہ کہتے ہیں کہ ہم سے ابوعمر رحمۃ اللہ علیہ ۲۰ نے بیان کیا۔ وہ کہتے ہیں کہ ہم سے ہمام رحمۃ اللہ علیہ ۲۱ نے بیان کیا۔ وہ کہتے ہیں کہ ہم سے زیاد ۲۲ الاعلم رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا۔ وہ حسن رحمۃ اللہ علیہ ۲۳ سے

---

۱۷ علامہ خطیبؒ لکھتے ہیں کہ وہ ثقہ تھے۔ (بغدادی جلد۱۱ ص۲۲۹)

۱۸ علامہ ذہبیؒ ان کو الحافظ اور الثقہ لکھتے ہیں۔ دار قطنیؒ کہتے ہیں کہ وہ ثقہ اور ثبت تھے۔ (تذکرہ جلد۳ ص۸۷)

۱۹ علامہ ذہبیؒ ان کو الحافظ اور الامام کہتے ہیں۔ (تذکرہ جلد۲ ص۶۱۵) دار قطنیؒ ان کو ثقہ اور مامون اور حافظ ابن حجرؒ ان کو الحافظ کہتے ہیں۔ (لسان المیزان جلد۵ ص۳۳۷) اور ابن حبانؒ ثقات میں لکھتے ہیں۔ (ایضاً ص۳۳۸) نیز امام دار قطنیؒ نے ان کو مکثر مجود اور حافظ ابن حجرؒ نے متقن کہا ہے۔ (ایضاً)

۲۰ علامہ ذہبیؒ ان کو الحافظ اور العلامۃ لکھتے ہیں (تذکرہ جلد۱ ص۳۶۷)

۲۱ ذہبیؒ ان کو الامام، الحجۃ اور الحافظ کہتے ہیں (تذکرہ جلد۱ ص۱۸۸)

۲۲ امام احمدؒ ابن معین، ابوداود، نسائی اور ابن سعد سب ان کو ثقہ کہتے ہیں ابوزرعہ ان کو شیخ کہتے ہیں اور ابن حبان ان کو ثقات میں لکھتے ہیں (تہذیب التہذیب جلد۳ ص۳۶۲)

۲۳ امام حسن بصری کا آسمان علم کے تابندہ ستارہ ہیں۔

روایت کرتے ہیں اور وہ حضرت ابوبکرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۲۴ سے:

(حدیث نمبر ۱۰۵) اَنَّہٗ دَخَلَ الْمَسْجِدَ وَالنَّبِیُّ ﷺ رَاکِعٌ فَرَکَعَ قَبْلَ اَنْ یَصِلَ اِلَی الصَّفِّ فَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ زَادَکَ اللّٰہُ حِرْصًا وَّلَاتَعُدْ. (سنن الکبریٰ جلد ۲ ص ۹۰)

وہ کہتے ہیں کہ جب وہ مسجد میں داخل ہوئے تو آنحضرت ﷺ ۲۵ رکوع میں چلے گئے تھے۔ چنانچہ صف میں ملنے سے قبل ہی وہ (تکبیر تحریمہ ۲۶ ادا کر کے) رکوع میں چلے گئے اور آہستہ آہستہ چلتے چلتے صف میں مل گئے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ تجھے نیکی کرنے پر اور حریص کرے پھر ایسا نہ کرنا۔

ظاہر ہے کہ حضرت ابوبکرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بغیر سورۂ فاتحہ پڑھے۔ رکوع میں شامل ہوگئے تھے۔ مع ہذا ان کی اس رکعت کو اور ان کی اس نماز کو جناب

---

۲۴ ان کا نام نفیع بن الحارثؓ تھا۔ جنگ طائف کے دن مشرف بہ اسلام ہوئے تھے فضلائے صحابہؓ میں تھے۔ بصرہ میں اقامت پذیر ہو گئے تھے اور وہیں ۴۹ ھج میں وفات پائی (مقدمہ تجرید البخاری ص ۳)

۲۵ یہ روایت صحیح بخاری جلد ۱ ص ۱۰۸ و مشکوٰۃ جلد ۱ ص ۹۹ و زیلعی جلد ۲ ص ۳۹ و مسند احمد، ابو داود جلد ۱ ص ۹۹ و نسائی جلد ۱ ص ۱۰۰ اور الجامع الصغیر للسیوطی مع الشرح جلد ۲ ص ۳۲۷ وغیرہ میں بھی موجود ہے یہ بخاری شریف کی روایت ہے جس کے صحیح ہونے میں کوئی کلام نہیں ہوسکتا۔ اور مزید تسلی کے لئے ہم نے سنن الکبریٰ کے روات کی توثیق بھی نقل کر دی ہے۔

۲۶ یہ جملہ بین القوسین اور بریکٹ میں تھا۔ کتابت کی غلطی کی وجہ سے قوس رہ گئے تھے۔ یہ حدیث کے ترجمہ میں داخل نہیں ہے جیسا کہ الاعتصام ۲ نومبر ۱۹۶۲ء ص ۱۴ میں اس کو غلط ترجمہ اور اضافہ کہہ کر پھبتی اڑانے کی بے جا سعی کی گئی ہے۔ اور چونکہ تکبیر تحریمہ جمہور اہل اسلام کے نزدیک فرض ہے۔ اس لئے بین القوسین اس کا اضافہ کیا گیا ہے۔ حدیث مسیئ الصلوٰۃ میں جو صحیح اور مشہور حدیث ہے ثم کبر ثم اقرأ کی تصریح موجود ہے اور حافظ ابن رشدؒ لکھتے ہیں کہ فمفهوم هذا هو ان التكبيرة الاولیٰ هي الفرض فقط (بدایۃ المجتہد جلد ۱ ص ۱۱۸) اس حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ فرض صرف تکبیر تحریمہ ہی ہے۔

رسول خدا ﷺ نے مکمل اور صحیح سمجھا۔ اوران کو اعادہ نماز کا حکم نہیں دیا اور یہ دعویٰ کہ انہوں نے وہ رکعت دوبارہ پڑھی تھی بالکل بے بنیاد بات ہے بلکہ ایک توجیہ ۲۷ کے لحاظ سے عدم اعادہ کا صریح حکم ارشاد فرمایا۔ اگر سورۂ فاتحہ کا پڑھنا ہر رکعت میں رکن اور ضروری ہے تو حضرت ابوبکرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نماز کیسے صحیح ہوگئی تھی؟ آنحضرت ﷺ نے حضرت ابوبکرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے رکوع میں شریک ہونے کو بنظر کراہت نہیں دیکھا۔

ساتویں حدیث

امام ۲۸ احمد بن منیع رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہم سے اسحاق ۲۹ ارزق

---

۲۷ بعض محدثین اس کو لاتَعُدْ وُ پڑھتے ہیں۔ یعنی نماز کے لئے دوڑ کر نہ چلا کرو۔ بلکہ اطمینان اور وقار سے چلو اور بعض اس کو لاتَعُدْ پڑھتے ہیں۔ یعنی پھر جماعت میں تاخیر اور تنہا صف کے پیچھے نماز شروع کرنے کی حرکت نہ کرنا اور بعض اس کو لاتُعِدْ پڑھتے ہیں۔ یعنی تمہاری نماز بالکل صحیح ہے۔ نماز کا اعادہ نہ کرو۔ امام نوویؒ نے (ہامش مشکوٰۃ ص ۹۹ ملاحظہ کریں) اور حافظ ابن حجرؒ نے لاتُعِدْ کو بھی نقل کیا ہے۔ (دیکھئے فتح الباری جلد ۲ ص ۲۱۴) قاضی شوکانیؒ اور نواب صدیق حسن خانصاحبؒ نے یہ دعویٰ کیا ہے کہ حضرت ابوبکرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دوبارہ نماز پڑھی اور اس کا اعادہ کیا اور انہوں نے طبرانی کی اس روایت سے استدلال کیا ہے صل ما ادرکت واقض ماسبقک (امام الکلام ص ۱۵۱) لیکن حضرت مولانا عبدالحی صاحب لکھنویؒ نے غیث الغمام از ص ۴۶ تا ص ۵۰ میں اس کا عقلاً ونقلاً خوب رد کیا ہے۔ وہ بحث وہاں ہی ملاحظہ کرلیں یہاں اتنی بات پیش نظر رکھیں کہ طبرانی کی روایت کی سند کیا ہے؟ اور اگر سند صحیح بھی ثابت ہوجائے تو اس حدیث کا معنی یہ ہے کہ جو کاروائی تم نے کی پھر ایسا نہ کرنا بلکہ جو حصہ نماز کا تمہیں جماعت کے ساتھ مل جائے اس کو جماعت کے ساتھ پڑھو اور جو چھوٹ جائے اس کو جماعت کے بعد اکیلے پڑھو۔ اس سے یہ ثابت کرنا کہ اس نماز کے اعادہ کا حکم دیا خالص کم فہمی ہے۔

۲۸ علامہ ذہبیؒ ان کو الحافظ اور الحجۃ لکھتے ہیں (تذکرہ جلد ۲ ص ۶۰)

۲۹ حافظ ابن حجرؒ لکھتے ہیں کہ وہ ثقہ تھے۔ (تقریب ص ۳۲۵) علامہ ذہبیؒ ان کو الحافظ اور الثقہ لکھتے ہیں (تذکرہ جلد ۲ ص ۲۹۴) حافظ ابن کثیرؒ ان کو احد الائمۃ الحدیث لکھتے ہیں۔ (البدایہ والنہایہ جلد ۱۰ ص ۲۲۷)

رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا وہ فرماتے ہیں کہ ہم سے سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ اور شریک ۳۰ رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا۔ وہ دونوں روایت کرتے ہیں موسیٰ ۳۱ بن ابی عائشہ رحمۃ اللہ علیہ ۳۲ سے۔ وہ عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ بن شداد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اور وہ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ وہ فرماتے ہیں کہ

(حدیث نمبر ۱۰۶) قَالَ النَّبِیُّ ﷺ مَنْ کَانَ لَهُ اِمَامٌ فَقِرَاءَ ةُ الْاِمَامِ لَهُ قِرَاءَ ةٌ (بحوالہ فتح القدیر جلد ۱ ص ۲۳۹)

(ترجمہ) آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس آدمی نے امام کی اقتداء کی تو امام کی قراءت مقتدی کو بس ہے۔

---

۳۰ سفیان ثوریؒ کا ترجمہ مقدمہ میں گزر چکا ہے اور شریکؒ ان کے متابع ہیں۔ علامہ ذہبیؒ ان کو الحافظ الصادق اور احد الائمۃ لکھتے ہیں۔ (میزان جلد ۲ ص ۲۹۶) نیز لکھتے ہیں کہ وہ احد الائمۃ الاعلام، حسن الحدیث، امام، فقیہ اور کثیر الحدیث تھے وحدیثہ من اقسام الحسن (تذکرہ ج ۱ ص ۲۱۴) علامہ ابن سعدؒ ان کو ثقہ مامون اور کثیر الحدیث کہتے ہیں۔ (تہذیب التہذیب جلد ۴ ص ۳۳۶) یہ یاد رہے کہ ہم نے شریک کو صرف متابع کے طور پر پیش کیا ہے۔ استدلال امام سفیان ثوریؒ سے ہے جو ثقہ اور ثبت تھے۔ (ترجمان الحدیث ص ۲۱ ماہ جولائی ۱۹۷۳ء میں تضادات کے چند نمونے کا عنوان قائم کر کے اور ہماری اس عبارت سے لفظ متابع ہضم کر کے جو اعتراض کیا ہے، علمی طور پر خالص بددیانتی ہے۔ ہم نے سفیان ثوریؒ کو ان کا متابع نہیں بتایا بلکہ ان کو سفیان ثوریؒ کا متابع کہا ہے مگر مضمون نگار نے ص ۲۲ میں دجل کا ثبوت دیا ہے۔ چنانچہ لکھتے ہیں جبکہ سفیان ثوریؒ اس کا متابع موجود ہے۔

۳۱ امام حمیدؒ ان کو ثقات میں شمار کرتے ہیں۔ امام ابن معینؒ، یعقوبؒ بن سفیانؒ ان کو ثقہ کہتے ہیں ابن حبانؒ ان کو ثقات میں لکھتے ہیں۔ (تہذیب التہذیب جلد ۱۰ ص ۳۵۲) حافظ ابن حجرؒ ان کو ثقہ اور عابد لکھتے ہیں۔ (تقریب ۳۶۷) امام بخاریؒ ان کو ثقہ کہتے ہیں (جلد ۲ ص ۲۳۷)

۳۲ یہ حضرت ام المومنین میمونہؓ کے بھانجے تھے (بخاری جلد ۱ ص ۴۷ و ۴۷) حافظ ابن عبدالبرؒ لکھتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ کے زمانہ میں ان کا تولد ہوا تھا۔ امام عجلیؒ، خطیبؒ، ابوزرعہ، نسائی، ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ اور واقدیؒ سب ان کو ثقہ کہتے ہیں۔ ابن حبانؒ ان کو ثقات میں لکھتے ہیں۔ (تہذیب التہذیب جلد ۵ ص ۲۵۲)

اس روایت ۳۳ میں جہری اور سری نماز کی کوئی قید موجود نہیں ہے۔اس لئے یہ اپنے عموم پر ہے کیونکہ اس میں حرف مَنْ شرطیہ ہے جو عموم کے لئے ہے۔ بخلاف لاصلوٰۃ لمن لم یقرأ کے کہ وہاں حرف من موصولہ یا موصوفہ ہے جس میں عموم وخصوص دونوں آ سکتے ہیں۔اور اس کا مطلب بالکل واضح ہے کہ امام کے پیچھے جب کسی نے اقتداء اختیار کر لی ہو تو مقتدی کو جدا اور الگ قراءت کرنے کی مطلقاً ضرورت نہیں ہے۔بلکہ امام کا پڑھنا گویا مقتدی کا پڑھنا ہے۔ اور مازادعلی الفاتحہ کی قراءت میں فریق ثانی کا کلی اتفاق ہے کہ اس میں امام کی قراءت مقتدی کی قرأت سمجھی جائے گی اور مقتدی پر الگ قراءت لازم نہیں ہے۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جلیل القدر صحابی تھے۔اور باقی سب راوی ثقہ اور ثبت ہیں۔ جیسا کہ آپ ملاحظہ کر چکے ہیں اور مُبارکپوری صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی افتادِ طبع کے تحت گو آئیں بائیں شائیں سے کام لینے اور گلوخلاصی کی ناکام کوشش کی ہے،لیکن اتنی بات تسلیم کئے بغیر وہ کوئی مفر نہیں پاتے کہ بظاہر صحیح ہے کیونکہ موصول بھی ہے۔اس کے تمام رواۃ بالاتفاق ثقہ بھی ہیں اور کوئی علت قادحہ بھی بظاہر اس میں نہیں پائی جاتی ....

الخ (بلفظہ تحقیق الکلام جلد۲ص ۱۴۸)

---

۳۳ یہ روایت شرح نقایہ جلد۱ص ۸۳ آثار السنن جلد ۱ص ۸۷ روح المعانی جلد ۹ص ۱۳۴، تحقیق الکلام جلد ۲ص ۱۴۸، ابکار المنن ص ۱۶۰، فتح الملہم جلد ۲ص ۲۴، حاشیہ طحاوی جلد ۱ص ۱۲۸، اعلاء السنن جلد ۴ص ۶۳ اور بغیۃ الالمعی جلد ۲ص ۷ وغیرہ کتابوں میں اجمالاً و تفصیلاً نقل کی گئی ہے۔

آٹھویں حدیث

امام۳۴؎ دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہم سے محمد بن مخلد ۳۵؎ رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا۔ وہ فرماتے ہیں کہ ہم سے شعیب ۳۶؎ بن ایوب رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ نے بیان کیا۔ وہ فرماتے ہیں کہ ہم سے زید ۳۷؎ بن حباب رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا وہ فرماتے ہیں کہ ہم سے معاویہ بن صالح رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا، وہ فرماتے ہیں کہ ہم سے ابوالزاہیریہ رحمۃ اللہ علیہ ۳۸؎ نے بیان کیا وہ کثیر ۳۹؎ بن مرہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کرتے ہیں اور وہ حضرت ابودرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے۔ وہ فرماتے ہیں:

۳۴؎ علامہ ذہبیؒ ان کو الامام شیخ الاسلام اور حافظ زمان لکھتے ہیں (تذکرہ جلد ۳ ص ۱۸۳)

۳۵؎ حافظ ابن حجرؒ ان کو ثقہ مشہور اور اعلم اہل عصرہ لکھتے ہیں۔ (لسان المیزان جلد ۵ ص ۳۷۴)

۳۶؎ دار قطنیؒ کہتے ہیں کہ وہ ثقہ تھے، ابن حبانؒ ان کو ثقات میں لکھتے ہیں۔ امام حاکمؒ ان کو ثقہ اور مامون کہتے ہیں (تہذیب التہذیب جلد ۴ ص ۳۴۹)

۳۷؎ علامہ ذہبیؒ ان کو العابد الثقہ اور الصدوق لکھتے ہیں۔ (میزان جلد ۱ ص ۳۶۲ و تذکرہ جلد ۱ ص ۳۲۰) علامہ خطیبؒ ان کو صاحب حدیث اور داعا محدث لکھتے ہیں۔ (بغدادی جلد ۸ ص ۴۴۳) امام ابن معینؒ علیؒ بن مدینیؒ۔ عجلیؒ، ابوجعفر بستیؒ، احمد بن صالحؒ دار قطنیؒ، ابن ماکولاؒ اور یعقوبؒ بن شیبہؒ سب ان کو ثقہ کہتے ہیں، ابن حبانؒ اور ابن شاہینؒ ان کو ثقات میں لکھتے ہیں۔ ابن یونسؒ ان کو حسن الحدیث اور ابو حاتمؒ صدوق اور صالح کہتے ہیں (تہذیب التہذیب جلد ۳ ص ۴۰۲)

۳۸؎ امام ابن معینؒ، عجلیؒ، یعقوبؒ بن سفیانؒ اور نسائیؒ ان کو ثقہ کہتے ہیں۔ ابو حاتمؒ اور دار قطنیؒ لاباس بہ اور ابن سعدؒ ان کو ثقہ اور کثیر الحدیث کہتے ہیں، ابن حبانؒ ثقات میں لکھتے ہیں۔ (ایضاً جلد ۲ ص ۲۱۸)

۳۹؎ علامہ ابن سعدؒ اور عجلیؒ ان کو ثقہ اور ابن خراشؒ صدوق کہتے ہیں، نسائیؒ لاباس بہ کہتے ہیں اور ابن حبانؒ ثقات میں لکھتے ہیں (ایضاً جلد ۸ ص ۴۲۹) حافظ ذہبیؒ ان کو الفقیہ، امام عالم، عامل اور عالم اہل حمص لکھتے ہیں۔ (تذکرہ جلد ۱ ص ۴۹)

(حدیث نمبر ۱۰۷) سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَفِیْ کُلِّ صَلٰوۃٍ قِرَاءَ ۃٌ قَالَ نَعَمْ فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْاَنْصَارِ وَجَبَتْ هٰذِهٖ فَقَالَ لِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَکُنْتُ اَقْرَبُ الْقَوْمِ اِلَیْهِ مَا اَرَی الْاِمَامَ اِذَا اَمَّ الْقَوْمَ اِلَّا کَفَاهُمْ.
(دارقطنی جلد ۱ ص ۱۲۶)

(ترجمہ) کہ جناب رسول خدا ﷺ سے سوال کیا گیا۔ کیا ہر نماز میں قراءت ہے؟ آپ نے فرمایا ہاں۔ ایک انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا پھر تو قراءت ضروری ہوگئی؟ ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں تمام اہل مجلس میں جناب رسولِ خدا ﷺ کے قریب تھا۔ آپ نے مجھ سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا میں تو یہی جانتا ہوں کہ امام کی قراءت مقتدیوں کو کافی ہے

یہ روایت مسند احمد جلد ۱ ص ۴۴۸، نسائی جلد ۱ ص ۱۰۷، کتاب القراءۃ ص ۱۱۸ وسنن الکبریٰ جلد ۲ ص ۱۶۲، طحاوی جلد ۱ ص ۱۲۹ اور مجمع الزوائد جلد ۲ ص ۱۱۰ وغیرہ کتابوں میں مذکور ہے، ہیثمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ (اسنادہ حسن) اس روایت میں حضرت ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس بات کی تصریح کرتے ہیں کہ یہ مسئلہ جناب رسولِ خدا ﷺ سے دریافت کیا گیا تھا۔ اور جواب بھی آپ ہی نے ارشاد فرمایا ہے اور حضرت ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ جلیل القدر صحابی تھے۔ اس لئے غیر رسول اور جناب رسول خدا ﷺ میں یقیناً فرق اور تمیز کرتے ہوں گے۔ اور اس کی بھی تصریح کرتے ہیں کہ میں سب سے زیادہ آپ کے قریب تھا۔ اور آپ نے خطاب کرتے وقت اور جواب دیتے وقت خاص طور پر میری طرف توجہ فرمائی تھی۔ اگر اتنے قوی اور اندرونی قرائن کے ہوتے ہوئے بھی یہ روایت مرفوع نہیں تو کون سی روایت علم حدیث میں مرفوع ہوگی؟ چونکہ اس روایت میں سری اور جہری کی کوئی قید مذکور نہیں ہے اس لئے یہ تمام نمازوں کو شامل ہے۔

مسئلہ نمبر ۳۴

ارشادات صحابہ کرامؓ

اثر حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ (المتوفی ۷۴ھ)

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نافع رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کرتے ہیں۔ وہ فرماتے ہیں:

اِنَّ عَبْدَاللّٰہِ بْنَ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کَانَ اِذَا سُئِلَ ھَلْ یَقْرَأُ اَحَدٌ خَلْفَ الْاِمَامِ قَالَ اِذَا صَلّٰی اَحَدُکُمْ خَلْفَ الْاِمَامِ فَحَسْبُہٗ قِرَاءَ ۃُ الْاِمَامِ وَاِذَا صَلّٰی وَحْدَہٗ فَلْیَقْرَأْ وَکَانَ ابْنُ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ لَایَقْرَأُ خَلْفَ الْاِمَامِ۔

(مؤطاامام مالکؒ ص ۲۹، دارقطنی ۱/۱۵۴ وغیرہ)

(ترجمہ) کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جب یہ سوال کیا جاتا تھا کہ کیا امام کے پیچھے کوئی نمازی قراءت کرسکتا ہے؟ تو وہ اس کے جواب میں ارشاد فرمایا کرتے تھے کہ جب کوئی آدمی امام کی اقتداء کرچکے تو اس کو امام کی قراءت ہی کافی ہے اور جب کوئی اکیلا نماز پڑھے تو اس کو قراءت کرنی چاہئیے اور ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ امام کے پیچھے قراءت نہیں کیا کرتے تھے۔

امام مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا ترجمہ مقدمہ میں نقل کیا جاچکا ہے۔ نافع رحمۃ اللہ علیہ الامام اور الاعلم تھے۔ (تذکرہ، جلد ا ص ۹۴) امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ اصح الاسانید یہ ہے مالک رحمۃ اللہ علیہ عن نافع رحمۃ اللہ علیہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ (ایضاً) اس سے زیادہ قوی سند فن حدیث میں تقریباً محال ہے، حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جلیل القدر صحابی تھے۔ علامہ

ذہبی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ وہ الفقیہ اور احد الاعلام فی العلم و العمل تھے۔ وہ اپنی علمی اور عملی قابلیت کی بنا پر خلافت اور حکومت کے مستحق تھے۔ (ایضاً جلد ۱ ص ۳۵) بہرحال یہ روایت صحیح ہے اور قاسم رحمۃ اللہ علیہ بن محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ

كَانَ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ لَا يَقْرَأُ خَلْفَ الْإِمَامِ جَهَرَ اَوْلَمْ يَجْهَرْ . (کتاب القراءۃ ص ۱۴۶)

عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ امام کے پیچھے قراءت نہیں کیا کرتے تھے۔ امام جہر سے پڑھتا یا آہستہ (وہ خاموش رہتے تھے)

اثر حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ (المتوفی ۴۵):

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہم سے علی ۴۰ بن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا۔ وہ کہتے ہیں کہ ہم سے اسمٰعیل ۴۱ بن جعفر رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا۔ وہ یزید ۴۲ بن خصیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے اور وہ یزید ۴۳ بن عبداللہ بن قسیط رحمۃ اللہ علیہ سے اور وہ عطاء ۴۴ بن یسار رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کرتے ہیں۔

---

۴۰ علامہ ذہبیؒ ان کو الحافظ الکبیر اور نسائیؒ ثقہ و مامون اور حافظ اور خطیبؒ ان کو صادق، متقن اور حافظ کہتے ہیں۔ (تذکرہ جلد ۲ ص ۳۳)

۴۱ علامہ ذہبیؒ ان کو الامام، العالم اور الثقہ لکھتے ہیں۔ (ایضاً جلد ۱ ص ۲۳۱)

۴۲ امام احمدؒ، ابو حاتمؒ اور نسائیؒ ان کو ثقہ، ابن معینؒ ان کو ثقہ اور حجت۔ ابن سعدؒ ان کو ثبت اور کثیر الحدیث اور حافظ ابن حجرؒ ان کو ثقہ اور مامون کہتے ہیں۔ (تہذیب التہذیب جلد ۱۱ ص ۳۴۰)

۴۳ ابن معینؒ ان کو لاباس بہ نسائیؒ ان کو ثقہ ابن عدیؒ ان کو مشہور ابراہیمؒ بن سعدؒ ان کو فقیہ او ثقہ اور کثیر الحدیث اور ابن عبدالبرؒ ان کو ثقۃ من الثقات کہتے ہیں (ایضاً ص ۳۴۲)

۴۴ علامہ ذہبیؒ ان کو الامام الربانی اور الفقیہ کہتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ وہ ثقہ اور جلیل اور علم کا ظرف تھے۔ (تذکرہ جلد ۱ ص ۸۴)

وہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دریافت کیا؟ کیا امام کے ساتھ قراءت کی جا سکتی ہے؟

قَالَ لَاقِرَاءَ ةَ مَعَ الْاِمَامِ فِیْ شَیْ ءٍ .

(نسائی جلد ۱ ص ۱۱۱ مسلم جلد ۱ ص ۲۱۵، ابو عوانہ جلد ۲ ص ۲۰۷، طحاوی ۱ ص ۱۲۴)

انہوں نے جواب ارشاد فرمایا کہ امام کے ساتھ کسی نماز میں کوئی قراءت نہیں کی جا سکتی

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ بسند صحیح اثر اس امر کی واضح دلیل ہے کہ امام کے ساتھ مقتدی کو کسی نماز میں کسی قسم کی قراءت کرنے کا حق نہیں ہے اور ان کی ایک روایت یوں ہے: **من قرأ خلف الامام فلاصلوٰۃ له** (موطا امام محمد ص ۱۰۰ و کتاب القراءۃ ص ۱۴۷) کہ جس نے امام کے پیچھے قراءت کی تو اس کی نماز نہیں ہوتی۔ امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہم سے یونس بن عبدالاعلیٰ رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا وہ کہتے ہیں کہ ہم سے عبداللہ بن وہب رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا وہ حیوہ بن شریح رحمۃ اللہ علیہ سے اور وہ بکر بن عمرو رحمۃ اللہ علیہ سے اور وہ عبید اللہ بن مقسم رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں کہ میں نے قراءت خلف الامام کے بارے میں:

اَنَّهٗ سَاَلَ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰه تعالٰی عنه وَ زَیْدَ بْنَ ثَابِتٍ رضی اللّٰه تعالیٰ عنه وَجَابِرَ بْنَ عَبْدِاللّٰهِ رضی اللّٰه تعالٰی عنه فَقَالُوْ ا لَا تَقْرَءُ وْا خَلْفَ الْاِمَامِ فِیْ شَیْ ءٍ مِنَ الصَّلٰوۃِ .

(طحاوی جلد ۱ ص ۱۲۹ وزیلعی جلد ۲ ص ۱۲ واسنادہ صحیح)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت زید بن ثابت اور حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سوال کیا۔ ان سب نے فرمایا کہ امام کے

پیچھے تمام نمازوں میں کوئی قراءت نہ کرو۔
نواب صدیق حسن خاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ وزید بن ثابت گفتہ لَاقِرَاءَ ةَ مَعَ الْاِمَامِ فِیْ شَیْ ءٍ رواہ مسلم وَ عَنْ جَابِرٍ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ بِمَعْنَاهُ وَهُوَ قَوْلُ عَلِیٍّ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ وَ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ وَ كَثِیْرٌ مِنَ الصَّحَابَةِ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُمْ (ھدایة السائل ص ۱۹۳) اور امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ امام کے پیچھے قراءت کے قائل نہ تھے۔ (جزالقراءۃ ص ۳۰)

اثر حضرات خلفاءِ راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم:

امام عبدالرزاق رحمۃ اللہ علیہ[۳۵] فرماتے ہیں کہ ہم سے موسیٰ[۳۶] بن عقبہ رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا وہ فرماتے ہیں:
اَنَّ اَبَابَكْرٍ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ وَ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ وَ عُثْمَانَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ كَانُوْا یَنْهَوْنَ عَنِ الْقِرَاءَ ةِ خَلْفَ الْاِمَامِ.
(بحوالہ عمدۃ القاری جلد ۳ ص ۶۷ واعلاء السنن جلد ۴ ص ۸۵)
کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ (المتوفی ۱۳ھ) اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ (المتوفی ۲۳ھ) اور حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ (المتوفی ۳۵ھ) امام کے پیچھے قراءت کرنے سے منع کرتے تھے۔

---

[۳۵] ثقہ اور حافظ تھے۔ (تقریب ص ۲۴۰)

[۳۶] ثقہ اور فقیہ تھے (تقریب ۲۶۸) ثبت اور کثیر الحدیث تھے (تہذیب التہذیب ۱۰ ص ۳۰۱) حجتہ اور صغار تابعینؒ میں تھے (میزان الاعتدال جلد ۳ ص ۲۱۴)

امام عبدالرزاق رحمۃ اللہ علیہ اپنے مصنف میں ۷۲ میں داود بن قیس رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کرتے ہیں اور وہ محمدؒ بن عجلانؒ سے روایت کرتے ہیں۔ وہ فرماتے ہیں:

قَالَ عَلِیٌّ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ مَنْ قَرَأَمَعَ الْإِمَامِ فَلَیْسَ عَلَی الْفِطْرَۃِ. (بحوالہ الجوہر النقی جلد ۲ ص ۱۶۹)

کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ (المتوفی ۴۰ھ) نے فرمایا کہ جس شخص نے امام کے ساتھ قراءت کی تو وہ فطرت پر نہیں ہے۔

اور دار قطنی جلد ۱ ص ۱۲۶ کی روایت میں ہے:

مَنْ قَرَأَخَلْفَ الْإِمَامِ فَقَدْ اَخْطَأَ الْفِطْرَۃَ.

کہ جس نے امام کے پیچھے قراءت کی اُس نے فطرت کو کھودیا۔

امام محمد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہم سے داود بن قیس رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا۔ وہ فرماتے ہیں کہ ہم سے محمد بن عجلان رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا۔ وہ فرماتے ہیں۔

اِن عُمَرَبْنَ الْخَطَّابَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ قَالَ لَیْتَ فِیْ فَمِ الَّذِیْ یَقْرَأُخَلْفَ الْإِمَامِ حَجَرًا. (موطا امام محمد ص ۹۸)

کہ حضرت عمر بن الخطاب نے فرمایا۔ کاش جو شخص امام کے پیچھے قراءت کرتا ہے اس کے منہ میں پتھر ڈالے جائیں۔

اور حافظ ابو عمر بن عبدالبر رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ:

ثَبَتَ عَنْ عَلِیٍّ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ وَ سَعْدٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی

---

۷۲ امام شافعیؒ ان کو ثقہ اور حافظ کہتے ہیں امام احمدؒ، ابوزرعہؒ، نسائیؒ، ابو حاتمؒ، ابن سعد، ابن مدینیؒ اور ساجیؒ سب ان کو ثقہ کہتے ہیں۔ ابن معینؒ ان کو صالح الحدیث کہتے ہیں، ابن حبانؒ ثقات میں لکھتے ہیں۔ (تہذیب التہذیب جلد ۳ ص ۱۹۸)

عَنْهُ وَزَیْدِ بْنِ ثَابِتٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْهُ اَنَّهُ قَالَ لَاقِرَاءَ ةَ مَعَ الْاِمَامِ لَافِیْمَا اَسَرَّ وَلَا فِیْمَا جَھَرَ. (بحوالہ الجوھر النقی جلد ۲ ص ۱۶۹)

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ بات ثابت ہو چکی ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ امام کے ساتھ نہ سرّی نمازوں میں قراءت کی جا سکتی ہے اور نہ جہری نمازوں میں۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک دوسری روایت یوں مروی ہے، جو صرف متابعت کے طور پر نقل کی جاتی ہے۔

مَنْ قَرَاَ خَلْفَ الْاِمَامِ فَلَیْسَ عَلَی الْفِطْرَةِ.

(طحاوی جلد ۱ ص ۱۲۹ و منتخب کنز العمال ص ۱۸۷)

کہ جس شخص نے امام کے پیچھے قراءت کی وہ فطرت پر نہیں ہے۔

اور گو موسیٰ بن عقبہ رحمۃ اللہ علیہ اور محمد بن عجلان رحمۃ اللہ علیہ کی روایتیں مرسل ہیں لیکن جمہور ائمہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک حدیث مرسل بھی حجت ہے جس کی تحقیق پہلے گزر چکی ہے۔

قراءت فاتحہ کے متعلق غیر مقلدین سے سوالات

(۴۸) اکیلا نمازی ہر نماز میں سورۃ فاتحہ اور سورت آہستہ پڑھتا ہے اس کی دلیل کونسی حدیث ہے؟

(۴۹) قرآن میں ہے فاقرؤ اما تیسر من القرآن (المزمل) جس طرح پانی کا ہر قطرہ پانی ہے اسی طرح قرآن کی ہر آیت قرآن ہے۔ اس آیت سے ثابت ہوا کہ مطلق قراءۃ فرض ہے۔ لیکن غیر مقلدین اس حکم قرآنی کو نہیں مانتے۔ کیوں......؟

(۵۰) کیا خاص سورۃ فاتحہ کا فرض ہونا کسی صریح آیت قرآنی سے ثابت ہے؟

(۵۱) حضورؐ نے فرمایا جس نماز میں فاتحہ نہ پڑھی جائے وہ ناقص ہے۔

(مسلم،صفحہ ۱۶۹ ج ۱)

لیکن غیر مقلدین حضورؐ کے خلاف اس نماز کو باطل کہتے ہیں ناقص نہیں کہتے جبکہ ناقص اور باطل میں زمین آسمان کا فرق ہے۔

(۵۲) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ میں منادی کروائی جس میں ولو بفاتحۃ الکتاب ہے۔ (ابوداود کتاب القراۃ) جو فرضیت فاتحہ کی نفی کرتی ہے۔ لیکن غیر مقلدین اس منادی کو نہیں مانتے۔

(۵۳) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جتنی تاکید نماز میں سورۃ فاتحہ کی فرمائی اتنی ہی کچھ زائد قرآن پڑھنے کی بھی فرمائی اور حکم بھی دیا (دیکھئے ابوداود صفحہ ۱۱۸ ج ۳، ابن حبان صفحہ ۲۱۱ ج ۳) اور ایک حدیث میں نماز میں فاتحہ نہ پڑھنے والے کی نماز کی نفی بھی فرمائی لیکن اس کے ساتھ فما زاد کا ارشاد بھی فرمایا (دیکھئے ابوداود صفحہ ۱۱۸ ج ۱، حاکم صفحہ ۲۳۹ ج ۱) اور ایک حدیث میں فصاعداً کا ارشاد فرمایا (مسلم صفحہ ۱۶۹ ج ۱، نسائی صفحہ ۱۴۵ ج ۱) اور ایک حدیث میں و سورۃ کا ارشاد فرمایا ترمذی صفحہ ۶۱، ابن ماجہ صفحہ ۶۰، اس لیے احناف جس طرح فاتحہ کو واجب کہتے ہیں اسی طرح فما زاد کو بھی واجب کہتے ہیں۔ غیر مقلدین نے اس کے وجوب کا انکار کر کے کئی احادیث سے بغاوت کر رکھی ہے۔

(۵۴) امام احمدؒ نے فرمایا کہ ہم نے اہلِ اسلام میں سے کسی سے نہیں سنا جو یہ کہتا ہو کہ جب امام جہر سے قراءۃ کرتا ہو اور مقتدی اس کے پیچھے قراءت نہ کرے تو اس کی نماز فاسد ہوگی اور فرمایا کہ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور یہ آپؐ کے صحابہ اور تابعین ہیں اور یہ امام مالکؒ ہیں اہل حجاز

میں، یہ امام ثوری ہیں اہل عراق میں، یہ امام اوزاعی ہیں اہل شام میں اور یہ امام لیث ہیں اہلِ مصر میں ان میں سے کوئی بھی یہ نہیں کہتا کہ جب کوئی شخص نماز پڑھے اور اس کا امام قراءۃ کرے اور یہ شخص قرأت نہ کرے تو اس کی نماز باطل ہے۔ (مغنی ابن قدامہ صفحہ۶۰۲ ج۱)

لیکن پوری امت کے خلاف غیر مقلدین نے احناف کی نماز کو باطل کہنا شروع کیا۔ اس پر چیلنج بازیاں شروع کر دیں، سینکڑوں اشتہار و رسالے لکھے۔ ان کے جواب میں محدث اعظم پاکستان حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد سرفراز خان صفدر صاحب مدظلہ نے احسن الکلام لکھی جس کے بعد غیر مقلدین کے ذمہ دار علماء نے ہتھیار ڈال دیئے۔ چنانچہ حافظ محمد گوندلوی صاحب غیر مقلد اور مولانا ارشاد الحق اثری صاحب غیر مقلد نے صاف لکھا۔"

"امام بخاری سے لیکر دور قریب کے محققین علمائے اہلحدیث تک کسی کی تصنیف میں یہ دعویٰ نہیں کیا گیا کہ فاتحہ نہ پڑھنے والی کی نماز باطل ہے وہ بے نماز ہے۔" (دیکھیئے توضیح الکلام صفحہ۴۳ ج۱)

"فاتحہ نہ پڑھنے والے پر تکفیر کا فتویٰ یا اس کے بے نماز ہونے کا فتویٰ امام شافعیؒ سے لے کر مؤلف خیر الکلام تک کسی ذمہ دار محقق عالم نے نہیں دیا۔" (توضیح الکلام صفحہ۹۹ ج۱)

"امام بخاری سے لے کر تمام محققین علماء اہلحدیث میں سے کسی نے نہیں کہا کہ جو فاتحہ نہ پڑھے وہ بے نماز ہے۔" (توضیح الکلام صفحہ۵۱۷ ج۱)

ص۴۳ پر ایسے لوگوں کو غیر ذمہ دار لوگ قرار دیا ہے...... اگرچہ یہ بات ایک دو ذمہ دار علماء نے لکھی ہے۔ مگر ان کے عوام سو فیصد اور علما جو خدا سے زیادہ اپنے عوام سے ڈرتے ہیں ۹۹۹ فی ہزار اسی غیر ذمہ داری پر قائم ہیں اور احناف کی نماز کو فاسد کہنے پر ضدی ہیں۔

قراءت قرآن کے متعلق غیر مقلدین سے سوالات

(۵۵)ان کے غیر ذمہ دار عوام وعلماء کا دعویٰ یہ ہے کہ قرآن پاک کی ایک سو چودہ سورتوں میں سے ایک سو تیرہ سورتیں امام کے پیچھے پڑھنا حرام ہے صرف ایک سورۃ فاتحہ امام کے پیچھے پڑھنا فرض ہے جو نہ پڑھے اس کی نماز باطل اور بے کار ہے۔

ہمارا چیلنج ہے کہ پورے قرآن پاک میں ایک بھی آیت موجود نہیں ہے جس میں ان کا یہ دعویٰ موجود ہو۔قرآن ان کا ساتھ نہیں دیتا۔لیکن ان کے غیر ذمہ دار حضرات ہی نہیں بلکہ ذمہ دار حضرات بھی اس غیر ذمہ دارانہ دعویٰ کو ثابت کرنے کیلئے قرآن پاک کی ایک نہیں، پوری پانچ آیات کو تختۂ ستم بنا رہے ہیں۔ فاقروا ما تیسر من القرآن (ترجمہ)پس اب تم جتنا آسان ہو قرآن سے پڑھ لیا کرو۔یہ سورۃ المزمّل کی آیت ہے، جو تہجد کے بارے میں نازل ہوئی۔ (دیکھئے صحیح مسلم، ابوداود)

اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اکیلے شخص کو جب نماز کا طریقہ سکھایا تو فرمایا(ثم اقرأ بما تیسر معک من القرآن (ترجمہ) پھر اپنی یاد سے جتنا پڑھنا تجھے آسان ہو پڑھ۔ (بخاری ومسلم)

لیکن غیر مقلد رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی ان احادیث کو نہیں مانتے۔

(۵۶) نیز غیر مقلد کسی حدیث سے اس آیت کا یہ شان نزول ثابت نہیں کر سکتے کہ اس آیت سے پہلے مقتدی فاتحہ نہیں پڑھتے تھے، باقی سورتیں پڑھتے تھے۔اس آیت نے مقتدی پر فاتحہ کو فرض، اور باقی ایک سو تیرہ سورتوں کا حرام کر دیا۔

(۵۷)دوسری آیت ولقد آتیناک سبعاً من المثانی والقرآن العظیم (ترجمہ) اور ہم نے آپ کو سات آیات بار بار پڑھی جانے والی اور

قرآن عظیم دیا ہے۔
پیش کرتے ہیں اس کے نہ ترجمہ میں ان کا دعویٰ مندرجہ نمبر ۴۱ درج ہے۔
اور نہ ہی شان نزول کسی حدیث سے مثل نمبر ۴۲ ثابت ہے۔
(۵۸) تیسری آیت وان لیس للانسان الا ماسعی (النجم پ ۲۷)
(ترجمہ) ہر انسان کو اس کی کوشش ہی کام آئے گی۔
نہ تو اس آیت کا ترجمہ کے لحاظ سے امام ومقتدی کی قرأت سے تعلق ہے،
اور نہ ہی اس میں مثل نمبر ۴۱ دعویٰ مذکورہ ہے اور نہ ہی مثل نمبر ۴۲ اس کا یہ شان نزول ہے۔
(۵۹) قرآن کی ۱۱۳ سورتیں غیر مقلدین بھی امام کے پیچھے نہیں پڑھتے، امام کا سُترہ اور خطیب کا خطبہ بھی سب کے لئے کافی ہوتا ہے۔ وہاں ان کو یہ آیت مذکورہ یاد کیوں نہیں آتی؟
(۶۰) چوتھی آیت واذکر ربک فی نفسک تضرعا وخیفة.
(ترجمہ) اور آپ اپنے رب کو اپنے دل میں گڑگڑاتے ہوئے اور ڈرتے ہوئے یاد کریں۔
پیش کرتے ہیں اس کا نہ تو ترجمہ ان کے دعویٰ مثل نمبر ۴۱ کو ثابت کرتا ہے؟ اور نہ ہی مثل نمبر ۴۲ اس کا شان نزول ہے۔
(۶۱) کیا سورة فاتحہ ہی صرف ذکر ہے باقی ۱۱۳ سورتیں ذکر نہیں غیر مقلدین ان کو امام کے پیچھے کیوں نہیں پڑھتے؟ اس آیت میں صرف فاتحہ کی تخصیص کہاں ہے؟
یہ چار آیات تو مولوی ارشاد الحق اثری صاحب اور اس کے استاد حافظ محمد گوندلوی صاحب نے پیش کی ہیں۔
(۶۲) پانچویں آیت غیر مقلدین کے امیرِ جماعت مولوی محمد اسماعیل سلفی نے

پیش کی ہے

ومن اعرض عن ذکری فان له معیشةً ضنکا ونحشره یوم القیامة أعمی (سورہ طہ)

(ترجمہ) اور جس نے میری یاد سے منہ پھیرا تو اس کو تنگی کا جینا ہوگا اور ہم اس کو قیامت کے دن اندھا کر کے لائیں گے۔

اس کا بھی مسئلہ کے ساتھ کوئی تعلق نہیں نہ اس میں مثل نمبر ۴۱ دعویٰ مذکور ہے، اور نہ مثل نمبر ۴۲ شان نزول ثابت ہے، اور ایک سو تیرہ سورتوں سے سلفی صاحب بھی بقول ان کے ساری عمر منہ پھیرتے رہے۔

(۶۳) چھٹی آیت مولوی محمد صادق سرگودھوی نے پیش کی ہے، **لا تزر وازرة وزر اخری** (بنی اسرائیل)

(ترجمہ) اور کوئی کسی (کے گناہ) کا بوجھ نہیں اٹھائے گا۔

اس کا بھی مسئلہ کے ساتھ دور کا بھی تعلق نہیں، نہ مثل نمبر ۴۱ اس میں دعویٰ مذکور ہے اور نہ مثل نمبر ۴۲ اس کا یہ شان نزول ہے نہ اس کا جواب کہ ۱۱۳ سورتوں، خطبے، اور سترے کا بوجھ امام کیوں اٹھالیتا ہے۔

حضرات گرامی! جو مسئلہ قرآن میں نہ ہو اسے قرآن پاک کے ذمہ لگانا کتنا بڑا گناہ ہے۔

(۶۴) ہاں قرآن پاک کی آیت **واذاقرئ القرآن فاستمعوا له وانصتوا لعلکم ترحمون** (سورۃ الاعراف) یعنی جب (نماز باجماعت میں امام سے) قرآن پڑھا جائے تو (اے مقتدیو!) تم توجہ کرو اور خاموش رہو، تاکہ تم پر خدا کی رحمتیں نازل ہوں۔

امام احمدؒ فرماتے ہیں کہ لوگوں کا اجماع ہے کہ یہ آیت نماز کے بارہ میں نازل ہوئی ہے۔ (مغنی ابن قدامہ صفحہ ۶۰۵ ج۔ فتاویٰ ابن تیمیہ، صفحہ ۴۱۲ ج ۲)

(٦۵) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب نماز باجماعت کا طریقہ سکھایا تو فرمایا واذاقرا فانصتوا یہ حدیث ابو موسیٰ اشعریؓ سے (مسلم صفحہ ۱۷۴ ج ۱۔ مسند احمد صفحہ ۴۱۵ ج ۱) میں اور حضرت ابو ہریرہؓ سے (ابن ماجہ صفحہ ٦۱ میں) اور حضرت انسؓ، حضرت عمرؓ، حضرت عثمانؓ، حضرت علیؓ، حضرت عبداللہ بن مسعودؓ، حضرت زید بن اسلم، اور حضرت زہری سے مروی ہے اور یہ شان نزول حضرت عبداللہ بن عباسؓ، عبداللہ بن عمرؓ، عبداللہ بن مسعودؓ، عبداللہ بن مغفلؓ اور بہت سے تابعین سے مروی ہے۔

الحمدللہ قرآن پاک کا سایہ ہمارے سر پر ہے۔ غیر مقلدین محض ضد کی بنا پر قرآنی حکم کا انکار کر رہے ہیں۔

(٦٦) جس طرح قرآن پاک سے غیر مقلدین اپنا یہ مسئلہ ثابت نہیں کر سکتے اسی طرح خیر القرون میں لکھی گئی کتب حدیث موطا امام مالکؒ، کتاب الآثار امام محمد، کتاب الاثار امام ابو یوسف، کتاب الحجۃ علی اہل المدینۃ، مسند امام اعظمؒ کسی کتاب سے ایک حدیث بھی اپنے دعویٰ مثل نمبر ۴۱ پیش نہیں کر سکتے۔

(٦۷) اسی طرح کتب حدیث مابعد خیر القرون میں سے صحیحین میں بھی ان کے دعویٰ پر کوئی صحیح صریح دلیل نہیں۔

(٦۸) سنن سے ایک حدیث حضرت عبادہؓ کی واقعہ فجر والی پیش کرتے ہیں۔ جو صحیح نہیں۔ اس میں محمد بن اسحاق کی تضعیف و تدلیس اور اصحاب مکحول سے مخالفت کی وجہ سے شذوذ و نکارت۔ مکحول کی تدلیس و ارسال نافع بن محمود کی جہالت و ستارت سب عیب موجود ہیں۔

(٦۹) احناف کے نزدیک یہ حدیث قرآن کے بھی خلاف اور اجماع کے بھی

خلاف ہے کیونکہ مدرک رکوع مدرک رکعت ہے۔اور سنت مشہورہ قرأۃ الامام لہ قرأۃ کے بھی خلاف ہے۔

الغرض جب تک غیر مقلدین اس حدیث کو صحیح متفق علیہ اور آیت واذاقری القرآن الخ کے بعد کی ثابت نہ کریں اس وقت تک ان کا کچھ بھی ثابت نہیں ہوتا،اور یہ دونوں باتیں وہ قیامت تک ثابت نہیں کرسکتے۔

(۷۰) اس ضعیف و منکر حدیث میں بھی صرف جہری نماز کا ذکر ہے ورنہ جن گیارہ رکعتوں (۱) میں امام آہستہ قرآن پڑھتا ہے ان میں بھی مقتدی امام کے پیچھے فاتحہ نہ پڑھے تو اس کی نماز باطل اور بے کار ہے'' یہ صراحۃً کسی ضعیف حدیث میں بھی نہیں آیا۔

(۷۱) غیر مقلدین سے جب کہا جاتا ہے کہ آپ آیت واذاقری القرآن الخ کو کیوں نہیں مانتے۔تو فوراً کہتے ہیں کہ یہ آیت کافروں کے لئے نازل ہوئی ہے ہمارے لیے نہیں ۔ جب کہا جاتا ہے کہ یہ بات کسی حدیث سے ثابت کردو،تو کہنے لگ جاتے ہیں۔

حدیث منازعت کے متعلق غیر مقلدین کی حالت

(۷۲) غیر مقلدوں کے علامۃ العصر ناصر الدین البانی نے ۵۴ نمبر میں مذکور حدیث عبادہؓ واقعہ فجر والی کو اپنی کتاب صفۃ صلوٰۃ النبی میں منسوخ قرار دیا ہے۔اور حدیث منازعت کو اس کا ناسخ قرار دیا ہے۔ یہ حدیث منازعت حضرت ابو ہریرہؓ ، حضرت عبداللہ بن بحینہؓ، حضرت جابر بن عبداللہ، حضرت عمران بن حصینؓ، حضرت عبداللہ بن مسعودؓ، حضرت انس بن مالکؓ ، اور حضرت عمرؓ سے مروی ہے ۔ غیر مقلدین محض ضد اور

۱؎ گیارہ رکعتوں میں چار ظہر کی ، چار عصر کی ، ایک مغرب کی اور دو عشاء کی۔ان کا مجموعہ گیارہ رکعات ہے جن میں امام آہستہ تلاوت کرتا ہے۔

نفسانیت سے اس کا انکار کرتے ہیں۔

(۷۳) حدیثِ منازعت سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ قراءۃ خلف الامام کرنے والے پر حضورؐ ناراض ہوئے، اسے ڈانٹا۔

قراءت خلف الامام کے متعلق غیر مقلدین سے سوالات

(۷۴) حدیث منازعت سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ جہری نمازوں میں تمام صحابہؓ و تابعینؒ امام کے پیچھے قراءت چھوڑ گئے تھے۔ غیر مقلدین یہاں صحابہ اور تابعین کے اس اجماع کو بھی نہیں مانتے۔

(۷۵) جس طرح ایک اذان پورے محلہ کیلئے کافی ہوتی ہے، ایک اقامت پوری جماعت کیلئے کافی ہوتی ہے۔ امام کا سترہ سب مقتدیوں کی طرف سے کافی ہوتا ہے۔ ایک خطیب کا خطبہ سب حاضرین جمعہ کیلئے کافی ہوتا ہے۔ اسی طرح حدیث کفایت سے ثابت ہے کہ امام کی قراءۃ مقتدی کیلئے کافی ہے۔ یہ حدیث حضرت جابر بن عبداللہؓ، حضرت ابو درداء، حضرت انسؓ، حضرت عبداللہ بن عمرؓ، حضرت علیؓ، حضرت عبداللہ بن عباسؓ، حضرت ابوسعید خدریؓ، حضرت نواس بن سمعان اور حضرت ابو ہریرۃؓ سے مروی ہے۔ مگر غیر مقلدین اس کا انکار کرتے ہیں۔

(۷٦) اور جب کہا جاتا ہے کہ آپ اتنی احادیث کے مقابلہ میں ایک ہی صحیح حدیث پیش کریں جس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہو کہ امام کی قراءت مقتدی کیلئے قراءۃ ہرگز نہیں اور وہ حدیث ان کے بعد کی ہو تو بھی پیش نہیں کر سکتے۔

(۷۷) آج کل کے غیر مقلدین قرآن اور صحاح ستہ کی صحیح احادیث اور اجماع امت کے خلاف کتاب القراءۃ بیہقی صفحہ ۵٦ کی ایک حدیث میں پیش کرتے ہیں۔

لا صلوٰۃ لمن لم یقرأ بفاتحۃ الکتاب خلف الامام.

(ترجمہ) اس شخص کی نماز نہیں ہوتی جو امام کے پیچھے فاتحہ نہیں پڑھتا۔

لیکن یہ ہرگز صحیح نہیں۔ کیونکہ اس کی سند کا مدار زہری پر ہے اور وہ عن سے روایت کر رہا ہے مدلّس کے عنعنہ کو غیر مقلدین ضعیف کہتے ہیں۔ پھر یہی زہری اسی کتاب القرأۃ میں روایت کرتے ہیں کہ صحابہ آیت واذاقرئ القرآن الخ کے نزول سے پہلے امام کے پیچھے قرأت کرتے تھے اسی آیت نے آ کر روک دیا۔ تو خود زہری نے اس کا منسوخ ہونا بتا دیا۔ زہری سے چودہ شاگرد حدیث لا صلوٰۃ الخ کے راوی ہیں۔ مگر یونس کے علاوہ کسی کی روایت میں خلف الامام کا لفظ نہیں ہے۔ اور یونس کے بھی تین شاگرد ہیں۔ ان میں سے دو یہ لفظ بیان نہیں کرتے صرف عثمان بن عمر کی روایت میں ہے۔ اور عثمان بن عمر کے بھی دو شاگرد ہیں۔ ایک حسن بن مکرم ہیں جو یہ لفظ بیان نہیں کرتے۔ دوسرا شاگرد محمد بن یحییٰ الصفار ہے۔ ساری امت کے خلاف یہی یہ لفظ (خلف الامام) روایت کرتا ہے۔ مولوی ارشاد الحق اثری محمد بن یحییٰ الصفار کی توثیق اسماء الرجال کی کسی مستند کتاب سے ثابت نہیں کر سکے اور نہ قیامت تک ثابت کر سکیں گے۔

افسوس ہے ان غیر مقلدین پر جو اس بے ثبوت روایت کا بہانہ بنا کر قرآن کا انکار احادیث صحیحہ سے فرار اور اجماع امت سے بیزار ہو رہے ہیں اور تمام احناف کو بے نماز کہتے ہیں۔

(۷۸) پھر اسی کتاب القراءۃ بیہقی صفحہ ۱۳۶ پر حضرت جابرؓ سے صفحہ ۱۷۱ پر حضرت ابو ہریرہؓ ۱۷۳ حضرات ابن عباسؓ سے احادیث مروی ہیں کہ فاتحہ کے بغیر نماز ناقص ہے۔ مگر امام کے پیچھے نہ پڑھے۔ ان کے بعد والی احادیث کا محض حیلے، بہانوں سے انکار ہے۔

(۷۹) ہم نے (یعنی مولانا محمد امین اوکاڑویؒ نے) پیر بدیع آف جھنڈا، حافظ عبدالقادر روپڑی، پروفیسر عبداللہ بہاولپوری کو مناظروں میں کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زندگی کی آخری باجماعت نماز جو صدیق اکبرؓ کے پیچھے پڑھی تھی اس میں ثابت کر دیں کے حضورؐ نے پہلی رکعت میں صدیق کے پیچھے فاتحہ پڑھی تھی اور دوسری رکعت میں صدیق اکبرؓ نے آپ کا مقتدی بن کر فاتحہ پڑھی تھی، مگر وہ ہرگز ہرگز ثابت نہ کر سکے۔

(۸۰) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے معراج سے پہلے سورۃ فاتحہ نازل ہو چکی تھی نمازیں پڑھی جاتی تھیں۔حضورؐ نے معراج کی رات تمام انبیاء علیہم السلام کی امامت فرمائی کیا آپ کسی حدیث سے ثابت کر سکتے ہیں کہ حضورؐ نے پہلے ان کو فاتحہ یاد کرائی تھی، پھر ان سب نے آپؐ کے پیچھے فاتحہ پڑھی تھی؟ ہرگز ثابت نہیں کر سکتے۔

(۸۱) جب غیر مقلدین کو یہ یقین ہو گیا کہ ہم آیت **واذا قرئ القرآن** الخ کے بعد کی ایک بھی صحیح صریح حدیث پیش کرنے سے عاجز ہیں تو انہوں نے وسوسے ڈالنے کا کام شروع کر دیا اور **واذا قرئ القرآن** کو رد کرنے کیلئے کہتے ہیں کہ سورۃ فاتحہ قرآن میں نہیں ہے۔ہم سورۃ فاتحہ قرآن میں دکھاتے ہیں کہ فاتحہ قرآن میں ہے۔وہ ایک قرآن بھی ایسا نہیں دکھا سکتے جس میں فاتحہ نہ ہو۔ ہم بخاری کی حدیث سے ثابت کرتے ہیں کہ فاتحہ قرآن ہے وہ ایک حدیث ایسی نہیں دکھا سکتے جس میں حضورؐ نے فرمایا ہو کہ فاتحہ قرآن نہیں۔ ہاں حدیث ہو یا نہ ہو ضد میں پکے ہیں۔فاتحہ کے قرآن میں ہونے کا انکار ہی کرتے رہیں گے۔

(۸۲) قرآن وحدیث میں مقتدی کو انصات کا حکم ہے۔روپڑی صاحب نے

کہا آہستہ زبان اور ہونٹوں سے پڑھا جائے تو یہ انصات کے خلاف نہیں ہم نے بخاری، مسلم سے دکھایا کہ حضرت ابن عباسؓ سے ثابت ہے کہ زبان کی حرکت یا ہونٹ کا ہلنا انصات کے خلاف ہے مگر روپڑی صاحب اپنی ضد پر قائم رہے اور صرف نعرے لگے، مسلک، اہلحدیث زندہ باد۔

(۸۴) حافظ ابن عبدالبر فرماتے ہیں کہ رکوع میں ملنے والے مقتدی کی رکعت پوری شمار ہونے پر امت کا اتفاق ہے۔ (بحوالہ امام الکلام)

مولوی ارشادالحق اثری بھی مانتے ہیں کہ جمہور اس بات کے قائل ہیں کہ رکوع میں ملنے والے کی رکعت ہو جائے گی۔ (توضیح الکلام صفحہ ۱۴۲ ج ۱)

مگر غیر مقلدین پوری امت کے خلاف اس ضد پر ہیں کہ وہ رکعت نہیں ہوتی۔ کسی بھی مناظرہ میں وہ ایک ہی صحیح صریح حدیث پیش نہیں کر سکے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے رکوع میں ملنے والے کو رکعت دہرانے کا حکم دیا ہو۔

فتاویٰ ستاریہ میں مولوی عبدالستار امام جماعت غربا اہلحدیث نے احادیث اور اجماع امت سے ثابت کیا ہے کہ رکوع میں ملنے والے کی رکعت ہو جاتی ہے۔ مگر غیر مقلدین ان سب احادیث اور اجماع کے منکر ہیں۔

مسئلہ نمبر ۳۵

اخفاء آمین

آمین دعا اور ذکر ہے اور دعا وذکر میں اصل اخفاء (آہستہ کہنا) ہے۔

آمین کے دعا ہونے کی دلیل

اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتے ہیں۔
(آیت) قَدْ اُجِیْبَتْ دَّعْوَ تُکُمَا الآیة
(پ ۱۱ سورۃ یونس آیت ۸۹)

مولانا ثناء اللہ امرتسری غیر مقلد اس کا ترجمہ یوں کرتے ہیں۔
"حضرت موسیٰ علیہ السلام دعا کرتے تھے اور ہارون علیہ السلام آمین کہتے تھے۔ خدا نے کہا تمہاری دونوں بھائیوں کی دعا قبول ہوئی،
(قرآن مجید مع ترجمہ وتفسیر ثنائی ص۲۶۱ طبع لاہور)

دعا آہستہ مانگنے کا حکم

اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتے ہیں۔
(آیت) اُدْعُوْ ارَبَّکُمْ تَضَرُّعاً وَّ خُفْیَةً اِنَّهٗ لَایُحِبُّ الْمُعْتَدِیْنَ
(پ۸ سورۃ اعراف)

(ترجمہ) اپنے رب سے عاجزی اور آہستگی کے ساتھ دعا کیا کرو بے شک اللہ تعالیٰ حد سے بڑھنے والوں کو دوست نہیں رکھتے۔

یعنی اگر جہر سے دعا مانگو گے تو تم حد سے بڑھنے والے شمار کئے جاؤ گے۔

علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ شافعی اس آیت کی تفسیر اس طرح بیان فرماتے ہیں۔

اُدْعُوْ رَبَّكُمْ تَضَرُّعاً حَالٌ تَذَلُّلًا وَخُفْيَةً سِرًّا اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ بالتشدق وَ رَفْعِ الصَّوْت . (جلالين شريف ص ۱۳۴)

مانگو اپنے رب سے عاجزی کے ساتھ یعنی تضرعا حال ہے کُمْ ضمیر سے معنی یہ ہے کہ ذلت وعاجزی کی حالت میں وَخُفْيَةً یعنی پوشیدہ طور پر۔ اللہ تعالیٰ باچھیں پھاڑ کر بلند آواز سے دعا کرنے والوں کو پسند نہیں کرتے۔

آمین آہستہ کہی جائے

دلیل نمبر ۱:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت آتی ہے۔

(حدیث نمبر ۱۰۸) اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ اِذَا قَالَ الْاِمَامُ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّيْنَ فَقُوْلُوْا اٰمِيْنَ فَمَنْ وَافَقَ قَوْلُهٗ قَوْلَ الْمَلٰئِكَةِ غُفِرَلَهٗ مَاتَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ

(بخاری ج۲ ص ۱۰۸ ومسلم ج ۱ ص ۱۷۷)

(ترجمہ) آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ جب امام غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّيْنَ کہے تو تم (مقتدی) آمین کہا کرو پس جس آدمی کی آمین فرشتوں کی آمین کے موافق ہوگئی اس کے تمام گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔

قارئین کرام اس صحیح حدیث سے ثابت ہوگیا کہ امام آمین بالجہر نہیں کرتا اگر امام آمین بالجہر کرتا۔ تو سب مقتدی اس کی جہر والی آمین کو سن کر آمین کہہ دیتے، مگر ایسا نہیں۔ اس لئے آنحضرت ﷺ نے وَلَا الضَّالِّيْنَ پر امام کے پہنچنے کے وقت کو مقتدیوں کی آمین کا وقت قرار دیتے ہوئے آمین کہنے کا حکم فرمایا۔

دلیل ۲:

(حدیث نمبر ۱۰۹) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا قَالَ الْاِمَامُ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْهِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ فَقُوْلُوْا اٰمِیْنَ فَاِنَّ الْمَلٰٓئِکَةَ تَقُوْلُ آمِیْنَ وَاِنَّ الْاِمَامَ یَقُوْلُ اٰمِیْنَ فَمَنْ وَافَقَ تَاْمِیْنُهٗ تَاْمِیْنَ الْمَلٰٓئِکَةِ غُفِرَلَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ.

(سنن نسائی ج ۱ ص ۱۴۷ صحیح ابن خزیمة ج ۱ ص ۲۸۹ طبع بیروت، صحیح ابن حبان ج ۳ ص ۲۲۰ طبع مدینه منوره، سنن دارمی ج ۱ ص ۲۸۴ مصنف عبدالرزاق ج ۲ ص ۹۷)

(ترجمہ) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب امام غیر الْمَغْضُوْبِ عَلَیْهِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ کہے پس تم آمین کہہ دیا کرو کیونکہ فرشتے بھی آمین کہتے ہیں اور امام بھی آمین کہتا ہے پس جس کی آمین فرشتوں کی آمین کے موافق ہوگئی اس کے سابقہ تمام گناہ معاف کردیئے جائیں گے۔

قارئین کرام اس صحیح حدیث سے یہ بھی ثابت ہوا کہ امام آمین پوشیدہ طور پر کہتا ہے اس لئے مقتدیوں کو چاہئے کہ جب امام ولا الضالین پر پہنچے تو وہ آمین کہہ دیا کریں چونکہ امام اور فرشتوں کی آمین پوشیدہ ہوتی ہے اس لئے اس کے بیان کی ضرورت ہوئی کہ وہ بھی کہتے ہیں تم بھی ان کی موافقت کرتے ہوئے کہا کرو۔

دلیل نمبر ۳:

(حدیث نمبر ۱۱۰) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ حَدَّثَنِیْ اَبِیْ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثنا شُعْبَةُ عَنْ سَلْمَةَ بْنِ کُهَیْلٍ عَنْ حُجْرٍ اَبِی الْعَنْبَسِ قَالَ سَمِعْتُ عَلْقَمَةَ یُحَدِّثُ عَنْ وَائِلٍ اَوْسَمِعَهٗ حَجْرٌ مِنْ وَائِلٍ قَالَ صَلّٰی بِنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَلَمَّا قَرَاَ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْهِمْ وَلَا

الضَالِیۡنَ قَالَ اٰمِیۡنَ وَاَخۡفیٰ بِہٖ صَوۡتَہٗ. (مسند احمد ج۳ ص ۱۱۶)

(ترجمہ) حضرت امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کے فرزند حضرت عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مجھ سے میرے والد امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے ان سے محمد بن جعفر رحمہ اللہ علیہ نے ان سے شعبہ رحمۃ اللہ علیہ نے بیان فرمایا سلمہ بن کہیل رحمۃ اللہ علیہ سے انہوں نے حجر ابی العنبس رحمۃ اللہ علیہ سے اور حجر ابو العنبس رحمۃ اللہ علیہ نے کہا میں نے علقمہ سے سنا وہ بیان فرماتے تھے یا یہ کہ حجر ابو العنبس نے خود بھی حضرت وائل بن حجر سے سنا ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ ہمیں رسول اللہ علیہ نے نماز پڑھائی جب آپ نے **غیر المغضوب علیھم و لا الضالین** پڑھا آمین کہی اور آمین کے وقت آواز پوشیدہ کر دی۔

قارئین کرام یہ حدیث صحیح ہے اور اس کے سب راوی ثقہ ہیں۔

۱۔ عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کے لڑکے ثقہ ہیں **ثقۃٌ مِّنَ الثَّانِیَۃِ عَشَرَ** (تقریب لابن حجرؒ)

۲۔ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ مشہور امام ہیں **ابو عبداللہ اَحَدُ الْاَئِمَّۃِ ثِقَۃٌ حَافِظٌ فَقِیۡہٌ حُجَّۃٌ.** (تقریب ص۱۴)

۳۔ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کے استاذ محمد بن جعفر ہیں جو غندر کے لقب سے مشہور ہیں۔

علامہ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

مُحَمَّدُ بۡنُ جَعۡفَرٍ غُنۡدُرٌ اَحَدُ الۡاَثۡبَاتِ الۡمُتۡقِنِیۡنَ وَلَا سِیَّمَا فِیۡ شُعۡبَۃَ. (میزان الاعتدال ج۳ ص ۳۶)

مضبوط رواتِ حدیث میں سے ایک مضبوط راوی محمد بن جعفر غندر بھی ہے خصوصاً امام شعبہ رحمۃ اللہ علیہ کی روایت میں۔

نیز لکھتے ہیں ''امام عبدالرحمٰن بن مہدی'' فرماتے ہیں۔

غُنْدُ رٌ فِیْ شُعْبَۃَ اَثْبَتُ مِنِّیْ

غُندرؒ امام شعبہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کرنے میں مجھ سے زیادہ مضبوط ہیں۔

حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

اِذَااِخْتَلَفَ النَّاسُ فِیْ حَدِیْثِ شُعْبَۃَ فَکِتَابُ غُنْدُرٍ حَکَمٌ بَیْنَھُمْ۔

"جب لوگ یعنی امام شعبہ رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد امام شعبہ رحمۃ اللہ علیہ سے حدیث بیان کرنے میں مختلف ہو جائیں تو امام غندر رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب جس میں امام شعبہ رحمۃ اللہ علیہ سے حدیثیں نقل کی گئی ہیں لوگوں کے درمیان حکم وفیصل ہوگی۔"

یعنی اس کی اس روایت پر زیادہ اعتماد ہوگا۔

۴۔ امام شعبہ رحمۃ اللہ علیہ بھی بالاتفاق ثقہ ہیں۔

الحاصل اس حدیث کے سب راوی بالاتفاق ثقہ ہیں۔

دلیل نمبر۴:

حضرت وائل بن حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کے پیچھے نماز پڑھی آپ نے سورت فاتحہ پڑھنے کے بعد

فَقَالَ اٰمِیْنَ یَمُدُّبِھَا صَوْتَہٗ مَارَاٗیْتُہٗ اِلَّا لِیُعَلِّمَنَا

(کتاب الکنی لابی بشر دو لابی ج ۱ ص ۱۹۶ مطبوعہ حیدر آباد دکن)

پس رسول اللہ ﷺ نے بلند آواز سے آمین کہی میں نہیں خیال کرتا مگر یہ کہ آپ نے ہمیں تعلیم دینے کے لئے ایسا کیا۔

قارئین کرام اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بطور تعلیم کے کبھی کبھار رسول اللہ ﷺ نے آمین بالجہر کیا ہے مگر آپ کا معمول اخفاء آمین تھا جیسا کہ حضرت وائل رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن حجر کی صریح وصحیح حدیث میں گزر چکا

ہے۔اس حدیث نے مزید اس اخفاء آمین والی روایت کی تائید کردی ہے کہ جہر آمین ایک موقعہ پر محض تعلیم کے لئے تھا نہ اس لئے کہ جہر کرنا سنت ہے۔

دلیل نمبر۵:

(حدیث نمبر۱۱۱) عَنِ الْحَسَنِ اَنَّ سَمُرَةَ بْنَ جُنْدُبٍ وَعِمْرَانَ بْنَ حُصَيْنٍ تَذَاكَرَا فَحَدَّثَ سَمُرَةُ بْنُ جُنْدُبٍ اَنَّهُ حَفِظَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ سَكْتَتَيْنِ سَكْتَةً اِذَا كَبَّرَ وَسَكْتَةً اِذَا فَرَغَ مِنْ قِرَاءَةِ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ فَحَفِظَ ذٰلِكَ السَّمُرَةُ وَاَنْكَرَ عَلَيْهِ عِمْرَانُ بْنُ حُصَيْنٍ فَكَتَبَا فِيْ ذٰلِكَ اِلٰى اُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ فَكَانَ فِيْ كِتَابِهٖ اَوْفِيْ رَدِّهٖ عَلَيْهِمَا اَنَّ سَمُرَةَ قَدْ حَفِظَ۔

(سنن ابو داود ج۱ ص ۱۱۳ وسنن ترمذی ج۱ ص ۵۹ قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى حَدِيْثُ سَمُرَةَ حَدِيْثٌ حسن مستدرک حاکم)

(ترجمہ) حضرت سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا آپس میں مذاکرہ ہوا حضرت سمرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حدیث بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ انہوں (یعنی سمرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے دو بار خاموش ہونا آنحضرت ﷺ کا محفوظ کیا ہے ایک تکبیر افتتاح کے وقت اور ایک غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ کی قراءت سے فارغ ہونے کے وقت حضرت عمران رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کا انکار کیا تو دونوں نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف یہ مسئلہ پوچھنے کے لئے خط لکھا حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے جوابی خط میں لکھا کہ حضرت سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آنحضرت ﷺ سے صحیح یاد کیا ہے۔امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس حدیث کی سند حسن ہے۔

حافظ ابن قیم حنبلی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

وَقَدْ صَحَّ حَدِيْثُ السَّكْتَتَيْنِ مِنْ رِوَايَةِ سَمُرَةَ وَاُبَیِّ بْنِ كَعْبٍ وَعِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ ذَكَرَ ذٰلِكَ اَبُوْ حَاتِمٍ فِىْ صَحِيْحِهٖ.

(زاد المعاد ج ۱ ص ۵۲)

اور بیشک دو سکتوں (یعنی خاموشی) والی حدیث صحیح ہے حضرت سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ابی بن کعب اور عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت سے اور ان سب روایتوں ابو حاتم نے اپنی صحیح میں کا ذکر کیا ہے۔

قارئین کرام ان صحیح حدیثوں سے ثابت ہوا کہ تکبیر افتتاح کے بعد جو سکتہ ہوتا ہے وہ سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ پڑھنے کے لئے ہوتا ہے اور دوسرا سکتہ جو غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ کے بعد ہوتا ہے وہ آمین کہنے کے لئے ہے چونکہ یہ دونوں چیزیں پوشیدہ پڑھی جاتی ہیں اس لئے اسے سکتہ سے تعبیر کیا گیا۔ علامہ سید محمد انور شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے عرف شذی شرح ترمذی میں نقل کیا گیا ہے کہ حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ حجۃ اللہ البالغہ میں فرماتے ہیں کہ شاید دوسرا سکتہ آمین خفیہ کہنے کے لئے تھا

(عرف شذی شرح ترمذی مع سنن ترمذی ج ۱ ص ۶۴)

بعض حضرات نے دو سے زیادہ سکتات کا قول بھی نقل کیا ہے مگر مرفوع حدیث میں صرف دو سکتے ہیں۔ چنانچہ امام عبداللہ بن عبدالرحمٰن الدارمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

كَانَ قَتَادَةُ يَقُوْلُ ثَلَاثُ سَكَتَاتٍ وَفِى الْحَدِيْثِ الْمَرْفُوْعِ سَكْتَتَانِ

(سنن دارمی ج ۱ ص ۲۸۳ طبع دمشق)

حضرت قتادہ رحمۃ اللہ علیہ تین سکتات بیان کرتے تھے حالانکہ مرفوع حدیث میں صرف دو سکتے ہیں۔

مسئلہ نمبر ۳۶

آثار صحابہ کرامؓ

پہلا اثر دلیل نمبر ۶: عَنْ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ قَالَ عُمَرُ اَرْبَعٌ يُخْفِيْهِنَّ عَنِ الْإِمَامِ اَلتَّعَوُّذُ وَبِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ وَآمِيْنَ وَاَللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ

(رواہ ابن جریر) کنز العمال ج۴ ص ۲۴۹ (کتاب الصلوٰۃ طبع حیدر آباد دکن)

(ترجمہ) حضرت امام ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ خلیفہ راشد عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ امام کو چار چیزوں میں اخفاء کرنے کا حکم ہے۔

۱۔ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ ۲۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

۳۔ آمین ۴۔ اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ

اس حدیث کو ابن جریر طبری رحمۃ اللہ علیہ نے (تہذیب الآثار) میں روایت کیا ہے۔

اعتراض

یہ روایت مرسل ہے اس لئے کہ حضرت ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ کا سماع حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ثابت نہیں ہے۔

جواب اول

ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ کے تمام مرسلات محدثین کرام کے نزدیک صحیح ہیں۔ مگر حدیث تاجر البحرین اور وہ بھی صحیح ہے۔ تفصیل کے لئے حضرت مولانا

حبیب اللہ ڈیروی کی کتاب نور الصباح ملاحظہ فرمائیں۔

جواب ثانی

حضرت ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ کے استاد ابو معمر عبداللہ بن سخبرہ الازدی رحمۃ اللہ علیہ ہیں اور وہ بھی حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اخفاء آمین کی روایت بعینہ ان الفاظ سے نقل کرتے ہیں، جیسا کہ اس دلیل کے بعد اس کا ذکر آرہا ہے انشاء اللہ تعالیٰ۔ لہٰذا ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ کا حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اخفاء آمین نقل کرنا بلا شک وشبہ صحیح ہے۔

دوسرا اثر دلیل نمبر ۷:

عَنْ اَبِیْ وَائِلٍ قَالَ کَانَ عُمَر رضی اللّٰه تعالٰی عنه وَعَلِیّ رضی اللّٰه تعالیٰ عنه لَا یَجْهَرَانِ بِبِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ وَلَا بِالتَّعَوُّذِ وَلَا بالتَّامِیْنِ. (طحاوی ج ۱ ص ۱۲۰)

حضرت ابووائل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ و حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ دونوں حضرات تعوذ وتسمیہ وآمین میں جہر نہ کرتے تھے۔

اور اس روایت کو امام محمد بن جریر طبری یوں روایت کرتے ہیں۔

انا اَبُوْ کُرَیْبٍ نا اَبُوْ بَکْرِبْنِ عَیَّاشٍ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ عَنْ اَبِیْ وَائِلٍ قَالَ لَمْ یَکُنْ عُمَرُ وَعَلِیٌّ یَجْهَرَانِ بِبِسْمِ اللّٰه الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ وَلَا بِاٰمِیْنَ. (تهذیب الآثار)

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نہ تو بسم اللہ میں جہر کرتے اور نہ آمین میں۔

(فائدہ) جہر کا معنی اونچی آواز۔

مسئلہ آمین کے متعلق غیر مقلدین سے سوالات

(۸۴) غیر مقلدین جب اکیلے نماز پڑھتے ہیں تو آمین ہمیشہ آہستہ کہتے ہیں، وہ ایک صحیح صریح حدیث پیش کریں کہ اکیلے نمازی کیلئے آمین آہستہ کہنا سنت ہے۔

(۸۵) غیر مقلدین بحالت مقتدی امام کے پیچھے ہمیشہ گیارہ رکعت میں آہستہ آواز سے آمین کہتے ہیں۔

(۸۶) چھ جہری رکعتوں میں اگر مقتدی رہ جائے اور جماعت کے بعد اپنی رہی ہوئی رکعات پوری کرے ان میں بھی وہ مقتدی ہمیشہ آہستہ آواز سے آمین کہتے ہیں۔

(۸۷) جس جہری رکعت میں مقتدی سورۃ فاتحہ کے آخر میں ملا ابھی اس نے الحمدللہ رب العلمین پڑھا پھر امام کے ساتھ بلند آواز سے آمین کہتا ہے پھر باقی فاتحہ پڑھتا ہے یہ دوران فاتحہ آمین کہنا کس حدیث سے ثابت ہے؟

(۸۸) آپؐ نے کبھی مقتدیوں کو حکم نہیں دیا کہ میرے پیچھے ہمیشہ چھ رکعت میں اونچی آواز سے آمین کہا کرو، اور گیارہ رکعت میں آہستہ آواز سے اگر ایسا حکم دیا ہے تو حدیث صحیح صریح پیش کیجئے۔

(۸۹) آپؐ نے کبھی مقتدی بن کر ساری عمر میں ایک مرتبہ بھی اونچی آواز سے آمین نہیں کہی ورنہ ثبوت دیجئے۔

(۹۰) کسی صحیح صریح حدیث سے ثابت نہیں کہ پورے ۲۳ سالہ دور نبوت میں آپؐ کے پیچھے کسی ایک صحابی نے ایک دن ایک نماز کی ایک ہی رکعت میں اونچی آواز سے آمین کہی ہو۔ جو گونج والی حدیث ابن ماجہ کے حوالہ سے پیش کرتے ہیں وہ ضعیف بھی ہے۔ چنانچہ خود غیر مقلد مولوی

عبدالرؤف حاشیہ صلوٰۃ الرسول پر لکھتا ہے۔،، یہ سند ضعیف ہے کیونکہ بشر بن رافع ضعیف ہے، اور ابو عبداللہ مجہول ہے۔ (صفحہ ۲۳۹)

(۹۱) ضعیف ہونے کے باوجود قرآن پاک کے بھی خلاف ہے۔ کیونکہ قرآن پاک میں ہے، کہ حضورؐ کی آواز سے اپنی آواز بلند نہ کرو ورنہ تمہارے اعمال باطل کر دیئے جائیں گے۔ اور اس حدیث میں ہے کہ آپؐ کی آواز پہلی صف کا صرف قریبی آدمی سنتا تھا۔ مگر مقتدی صحابہ کی آواز آپؐ کے مقابلہ میں اتنی بلند ہوتی تھی کہ مسجد گونج جاتی تھی اور معاذ اللہ صحابہ کی نمازیں باطل ہو جاتی تھیں۔

(۹۲) ضعیف، اور خلاف قرآن ہونے کے ساتھ ساتھ یہ اجماع صحابہؓ وتابعین کے بھی خلاف ہے کیونکہ اسی حدیث میں حضرت ابو ہریرہؓ کا فرمان ہے، ترک الناس التامین سب لوگوں نے آمین (بالجہر) چھوڑ دی تھی اور یہ ظاہر ہے کہ اس زمانہ کے لوگ صحابہ وتابعین ہی تھے۔

(۹۳) ضعیف، خلاف قرآن، خلاف اجماع ہونے کے ساتھ ساتھ عقل کے بھی خلاف ہے۔ کیونکہ گونج گنبد دار عمارت میں پیدا ہوتی ہے، اور آپؐ کے زمانہ میں مسجد کچی تھی۔ کیونکہ کھجور کے تنے کھڑے کر کے اس پر کھجور کے پتے ڈالے ہوئے تھے اس میں گونج پیدا ہو ہی نہیں سکتی۔

(۹۴) ان کا امام گیارہ رکعت میں ہمیشہ آہستہ آواز سے آمین کہتا ہے۔ اس کی حدیث لائیں؟

(۹۵) ان کا امام صرف چھ رکعت میں بلند آواز سے ہمیشہ آمین کہتا ہے۔ یہ صراحت کسی حدیث میں نہیں ہے۔

(۹۶) پورے ذخیرہ حدیث میں ایک حدیث بھی نہیں کہ خلفاء راشدین میں سے کسی ایک خلیفہ راشد نے کبھی بھی امام یا مقتدی بن کر اونچی آمین کہی ہو۔

(۹۷) کسی ایک حدیث سے ثابت نہیں کہ خلفاء راشدین کے ہزاروں مقتدیوں میں سے کسی ایک نے تیس سال میں صرف ایک دن نماز کی ایک رکعت میں اونچی آمین کہی ہو۔

(۹۸) حضرت وائل بن حجرؓ کی حدیث ابو داود سے جو پیش کرتے ہیں صحیح نہیں ہے، کیونکہ اس میں سفیان مدلس ہے، علاء بن صالح شیعہ ہے اور محمد بن کثیر ضعیف ہے اور دوام میں بھی صریح نہیں ہے۔

(۹۹) ام الحصین والی حدیث کی سند میں نضر بن شمیل متعصب ہے ہارون الاعور شیعہ غالی ہے، اسماعیل بن مسلم مکی ضعیف ہے، ابو اسحاق مختلط اور ابن ام الحصین مجہول ہے۔ایسی حدیث ان کا سرمایہ ہے۔

(۱۰۰) قرآن پاک کی سورۃ یونس میں حضرت موسیٰ کی دعاء کے بعد اللہ تعالی کا فرمان ہے **قد اجیبت دعوتکما** تم دونوں کی دعا قبول کر لی گئی۔تمام مفسرین کا اجماع ہے کہ حضرت موسیؑ کے ساتھ دوسرے دعا گو حضرت ہارونؑ تھے اور ان کی دعا آمین تھی۔اللہ تعالی نے اس آیت میں آمین کو دعا فرمایا اور صحیح بخاری صفحہ ۱۰۷ ج ا پر ہے **قال عطاء آمین دعاء** لیکن غیر مقلدین نے خدا تعالی کی بات اور اجماع مفسرین کا انکار کر دیا ہے، اور آمین کو دعا نہیں مانتے۔

(۱۰۱) اور دعا کا قانون قرآن پاک میں یوں آیا ہے؟

ادعوا ربکم تضرعا وخفیۃً. الخ (اعراف)

(ترجمہ) دعاء کرو اپنے رب سے گڑ گڑا کر اور آہستہ آواز سے۔

اور فرمایا **اذ نادی ربہ نداءً خفیا.** (سورۃ مریم)

(ترجمہ) حضرت زکریاؑ نے اپنے رب سے دعا مانگی آہستہ آہستہ

حدیث پاک میں قانون یہ ہے کہ آہستہ آواز سے دعاء کرنا، بلند آواز

سے ستر دعاؤں کے برابر ہے، اخرجہ ابوالشیخ عن انسؓ مرفوعاً بسند صحیح،

(فتح القدیر)

بس دو اور دو چار، کی طرح ثابت ہو گیا کہ آمین دعاء ہے، اور دعا میں اصل اخفاء ہے اسی لئے امام ہو یا منفرد، یا مقتدی آمین آہستہ کہے۔

(۱۰۲) غیر مقلدین سے ہمارا مطالبہ ہے کہ وہ قرآن وحدیث سے ثابت کریں کہ آمین دعا نہیں، اور دعاء میں اصل جہر ہے۔

(۱۰۳) حضرت وائل بن حجرؓ نے روایت کی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ولا الضآلین کے بعد آمین آہستہ آواز سے کہی (مسند احمد صفحہ ۳۱۶ ج ۴۔ حاکم صفحہ ۲۳۲ ج ۲)۔قال الحاکم علی شرطهما و أقره الذهبی.

(یعنی امام حاکم نے اس حدیث کی سند کو بخاری اور مسلم کی شرط پر (صحیح) ہے اور ذہبیؒ نے حاکم کی اس تصحیح کو برقرار رکھا ہے)۔

(۱۰۴) حضرت عمرؓ، حضرت علیؓ، اور حضرت عبداللہ بن مسعودؓ بھی آہستہ آمین کہا کرتے تھے۔ (طحاوی، طبرانی)

(۱۰۵) قیاس بھی یہی کہتا ہے کہ چونکہ آمین قرآن میں نہیں ہے اس لئے قرآن کو تو اونچی آواز سے پڑھا جائے، اور آمین کو آہستہ آواز سے تاکہ کسی کو آمین کے قرآن میں ہونے کا شبہ نہ ہو۔

(۱۰۶) پاک وہند میں اسلام پر تیرہ صدیاں گزر رہی ہیں، مگر بارہ سو سال میں یہاں سب لوگ قرآن، حدیث تعامل خلفاء راشدین وصحابہ کے موافق آہستہ آمین کہا کرتے تھے، نہ بارہ سو سال میں اس کے خلاف کوئی رسالہ لکھا گیا، نہ مناظرہ کا چیلنج دیا گیا۔

مگر بارہ سو سال کے بعد کسی محدث عالم، صوفی نے نہیں بلکہ فاخرالہ آبادی نے سب سے پہلے اس ملک میں آمین بالجہر کہی۔

چنانچہ مشہور غیر مقلد مؤرخ امام خان نوشہروی لکھتے ہیں۔

''مولانا شاہ محمد فاخرالہ آبادی نے پہلی دفعہ جامع دہلی میں آمین بالجہر کہہ کرتقلید کی بکارت زائل کی۔'' (نقوش ابو الوفاء صفحہ ۳۴)

دیکھئے! قرآن، حدیث، اور خلفاء راشدین کے مسلک کو کس طرح تقلید کی بکارت کہہ کر قرآن وسنت سے بغاوت اور اپنی شرافت کا ثبوت دیا ہے۔ یہ مولانا فاخر کون تھے؟ ان کے بارہ میں خود مولانا ثناء اللہ امرتسری لکھتے ہیں۔

نہ مذہب سے ہوئے واقف نہ دین حق کو پہچانا
پہن کر جبہ و شملہ لگے کہلانے مولینا

(فتاوی ثنائیہ صفحہ ۱۰۳ ج ۱)

دوسری مرتبہ بلند آواز سے آمین، گورنمنٹ برطانیہ کے ملازم، حافظ محمد یوسف نے کہی۔ (نقوش ابو الوفا صفحہ ۴۲)

یہ بعد میں مرزائی ہوگیا تھا حوالہ کیلئے دیکھئے۔ اشاعۃ السنۃ صفحہ ۱۱۴ ج ۲۱ پر ہے

''امرتسر میں سب سے پہلے عمل بالحدیث شروع کرنے والے حافظ محمد یوسف صاحب ڈپٹی کلکٹر پنشنر مرزا غلام احمد قادیانی کے حامی ومؤید بن گئے۔

اسی طرح دور برطانیہ میں اس مسئلہ کو مسلمانوں میں انتشار پیدا کرنے کا ذریعہ بنایا گیا۔ غیر مقلد پاک و ہند میں ایک مسجد ایسی بتائیں جس میں دور انگریز سے پہلے بلند آواز سے آمین کہی جاتی ہو۔

(۱۰۷) قرآن پاک کے قانون، حدیث صحیح، سنت خلفاء راشدین، اور تعامل صحابہؓ کے خلاف اونچی آمین کی جو ضعیف حدیث غیر مقلدین پیش کرتے ہیں اس کے بارہ میں خود حضرت وائل بن حجرؓ وضاحت فرماتے ہیں:

ما اراہ الا لیعلمنا. (کتاب الکنی والاسماء صفحہ ۱۹۶ ج ۱)

کہ یہ آمین صرف نماز سکھانے کیلئے اونچی کہی گئی تھی۔ چنانچہ ہمارے مدارس میں بھی جب بچوں کو نماز سکھائی جاتی ہے تو ساری نماز ایک بچہ بلند آواز سے کہلاتا جاتا ہے اور پچھلے لڑکے بھی کہتے جاتے ہیں۔ چنانچہ اس ضعیف حدیث پر بھی ہمارا عمل موجود ہے۔اس لئے ہمیں کسی آیت یا حدیث کی مخالفت کا خطرہ نہیں۔

(۱۰۸) غیر مقلد مناظر مستری نور حسین نے لکھا ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ ہمیشہ آمین بالجہر کہا کرتے تھے، اور لوگوں کو بھی یہی کہا کرتے تھے کہ آمین بلند آواز سے کہا کرو! (بخاری صفحہ ۱۰۸ج ا۔رسالہ آمین بالجہر صفحہ ۱۸)

یہ صحیح بخاری شریف پر صاف جھوٹ ہے۔ بخاری میں جہر کا لفظ ہرگز نہیں۔

(۱۰۹) حکیم صادق سیالکوٹی ایک حدیث لکھتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ سلم نے فرمایا جس قدر یہود (اونچی) آمین سے چڑتے ہیں اتنا کسی اور چیز سے نہیں چڑتے، بس تم بہت آمین کہنا۔ (ابن ماجہ)

اگر کوئی اونچی آمین کہے تو رسول کریمؐ کی اس سنت پاک سے ہرگز نہ چڑنا، اور نہ نفرت کرنا۔ کیونکہ آمین اونچی سے یہودیوں کو چڑ تھی۔ اور وہ نفرت کرتے تھے اور ہمیں یہود کی مخالفت کرنی چاہیۓ۔ (صلوٰۃ الرسول صفحہ ۲۴۲)

دیکھو! کس طرح ساری امت کو یہودی بنا دیا۔ حالانکہ اولاتو یہ حدیث ہی صحیح نہیں۔ خود مولوی عبدالرؤف غیر مقلد حاشیہ پر لکھتے ہیں کہ یہ سند ضعیف ہے کیونکہ طلحہ بن عمرو کے ضعیف ہونے پر سب (محدثین) کا اتفاق ہے۔ (صفحہ ۲۴۲)

پھر اس ضعیف حدیث میں بھی اونچی (جہر) کا لفظ ہرگز موجود نہیں ہے۔ اونچی کا لفظ ملانا حضورؐ پر سفید جھوٹ ہے۔

(۱۱۰) آپ غیر مقلدین کے مرد عورتیں بھی جب اکیلے نماز پڑھتے ہیں اور نماز ظہر، عصر میں امام و مقتدی بلند آواز سے آمین نہیں کہتے، کیا اس وقت غیر مقلدین نے یہود سے کوئی ساز باز کی ہوتی ہے؟

(۱۱۱) چونکہ آمین بالجہر کی حدیث صحیح نہیں ہے اس لئے عوام کے سامنے ایک عجیب فراڈ کیا وہ یہ کہ

غیر مقلدین کے جھوٹ

حضرت ابو ہریرہؓ کی ایک حدیث آمین بالجہر کے بارے میں لکھ کر حافظ عبداللہ روپڑی نے لکھا کہ اس حدیث کو دارقطنی نے روایت کیا ہے اور کہا ہے کہ اس کی سند اچھی ہے۔ اور حاکم نے بھی روایت کیا ہے، اور کہا ہے کہ بخاری و مسلم کی شرط پر صحیح ہے، اور بیہقی نے بھی روایت کیا ہے اور اس کو حسن کہا ہے۔
(اہلحدیث کے امتیازی مسائل صفحہ ۷۹)

حالانکہ نہ ان تینوں کتابوں میں یہ حدیث ہے، نہ ہی ان محدثین نے اس کو صحیح کہا ہے۔

(۱۱۲) مولوی یوسف جے پوری حقیقۃ الفقہ صفحہ ۱۹۴ پر لکھتے ہیں کہ

احادیث آمین بالجہر کے اثبات میں، ہدایہ صفحہ ۳۶۵ ج ۱۔ شرح وقایہ صفحہ ۷ کا حوالہ دیتے ہیں۔

حالانکہ یہ بالکل جھوٹ اور الزام ہے۔ ہدایہ اور شرح وقایہ کی اصل عربی عبارات پیش کریں؟

(۱۱۳) مولوی یوسف ہی حقیقۃ الفقہ صفحہ ۱۹۴ پر لکھتے ہیں کہ

ابن ہمام نے آہستہ آمین والی حدیث کو ضعیف کہا ہے۔
(ہدایہ صفحہ ۳۶۳ ج ۱)

کیا عجیب جھوٹ ہے، ہدایہ چھٹی صدی کی کتاب ہے اور ابن ہمام نویں

صدی کے بزرگ ہیں۔ وہ تین سو سال پہلے کی کتاب میں یہ کیسے لکھ گئے؟

(۱۱۴) حکیم محمد صادق صاحب لکھتے ہیں۔ اس روز سے لے کر آج تک مسجد نبوی آمین کی آواز سے گونج رہی ہے، حاجیوں سے پوچھ لیں، مسجد پونے چودہ سو سال سے اونچی آمین کی آواز سے گونج رہی ہے۔
(صلوٰۃ الرسول صفحہ ۲۴۰)

یہ بالکل جھوٹ ہے، خلافتِ راشدہ، خلافت اموی، عباسی، خوارزمی، سلجوقی اور ترکی دور میں مسجد نبوی میں آہستہ آمین تقریباً بارہ صدیوں تک رہی ہے۔

مسئلہ نمبر ۳۷

نماز میں قرآن مجید دیکھ کر قراءت کرنے سے نماز فاسد ہو جاتی ہے

(حدیث نمبر ۱۱۲) عَنْ رِفَاعَةَ بْنِ رَافِعٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فقص هٰذَا الْحَدِيْثَ قَالَ فِيْهِ فَتَوَضَّاْ كَما اَمَرَكَ اللّٰهُ ثُمَّ تَشَهَّدْ فَاَقِمْ ثُمَّ كَبِّرْ فَاِنْ كَانَ مَعَكَ قُرْاٰنٌ فَاقْرَاْ بِهٖ وَاِلَّا فَاحْمَدِ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ وَ كَبِّرْهُ وَهَلِّلْهُ (الحديث)(ابو داود ج ۱ ص ۱۲۵ ، ترمذی ج ۱ ص ٦٦)

(ترجمہ) حضرت رفاعہ بن رافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے یہ حدیث (اعرابی کی نماز والی) بیان کی۔ اس حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس سے فرمایا کہ جیسے تجھے اللہ نے حکم دیا ہے ویسے وضوء کر پھر اذان کہہ پھر اقامت کہہ پھر تکبیر (تحریمہ) کہہ پھر اگر تجھے کچھ قرآن یاد ہو تو وہ پڑھ ورنہ پھر اللہ عزوجل کی حمد کر اور اس کی تکبیر و تہلیل کر (یعنی الحمد لله ، الله اکبر اور لا اله الا الله کہہ)

مسئلہ نمبر ۳۸

نماز میں آیات کا جواب دینا

اگر امام نماز میں کوئی ایسی سورت یا آیت پڑھے، جس کا مضمون استفسار و سوال کا ہو، ان آیات کا جواب نماز میں نہ امام دے نہ مقتدی بلکہ خاموشی سے امام کی قراءت سنتا رہے، ہاں! اگر نماز کے باہر تلاوت کرے یا کسی کی تلاوت کو سنے اور اس طرح کی آیات گزریں اور ان کا معنی ومفہوم سمجھے تو ان کا جواب دینا چاہئے۔ اور جواب کیسے دے اس کی تفصیل اس حدیث میں ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جو شخص والتین والزیتون پڑھے اور یہاں تک پہنچے۔

اَلَیْسَ اللّٰہُ بِاَ حْکَمِ الْحَاکِمِیْنَ

(کیا اللہ تعالیٰ حاکموں میں سب سے بڑا حاکم نہیں؟)

تو یوں کہے۔

بَلٰی وَ اَنَا عَلٰی ذٰلِکَ مِنَ الشَّاھِدِیْنَ.

کیوں نہیں، اور میں اس پر گواہوں میں سے ہوں۔

اور **لَا اُقْسِمُ بِیَوْمِ الْقِیٰمَۃِ** پڑھے اور یہاں تک پہنچے۔

اَلَیْسَ ذٰلِکَ بِقَادِرٍ عَلٰی اَنْ یُّحْیِیَ الْمَوْتٰی.

(کیا اللہ اس بات پر قادر نہیں کہ مردوں کو زندہ کر دے؟)

تو کہے۔ بَلٰی کیوں نہیں، بلاشبہ قادر ہے۔

اور جو والمرسلات پڑھے اور یہاں تک پہنچے۔

فَبِاَیِّ حَدِیْثٍ بَعْدَہٗ یُؤْمِنُوْنَ.

(پھر کس بات پر، اس کے بعد وہ ایمان لائیں گے؟)

تو کہے۔

اٰمَنَّا بِاللّٰہِ . ہم اللہ پر ایمان لائے۔

(ابو داود، ترمذی، مشکوٰۃ ج ا ص ۸۱)

اس حدیث میں کہیں پر بھی یہ نہیں بیان کیا گیا کہ جب یہ آیتیں نماز میں گزریں تو ان کا مذکورہ طریقہ سے جواب دیا جائے۔ بلکہ ان کا ظاہری مفہوم یہی ہے کہ خارج نماز تلاوت وغیرہ میں ان آیتوں کے آنے پر جواب دیا جائے۔

ایک دوسری حدیث میں خارج نماز ہونا اور بھی واضح ہو گیا ہے۔

(حدیث نمبر ۱۱۳) عَنْ جَابِرٍ قَالَ خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ عَلٰی اَصْحَابِہٖ فَقَرَاَ عَلَیْھِمْ سُوْرَۃَ الرَّحْمٰنِ مِنْ اَوَّلِھَا اِلٰی آخِرِھا فَسَکَتُوْا فَقَالَ لَقَدْ قَرَاْتُھَا عَلَی الْجِنِّ لَیْلَۃَ الْجِنِّ فَکَا نُوْا اَحْسَنَ مَرْدُوْدًا مِنْکُمْ کُنْتُ کُلَّمَا اَتَیْتُ عَلٰی قَوْلِہٖ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبَانِ قَالُوْ الا بِشَیْءٍ مِنْ نِعَمِکَ رَبَّنَا نُکَذِّبُ فَلَکَ الْحَمْدُ.

(ترمذی، مشکوٰۃ ج ا ص ۸۱)

(ترجمہ) حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے سامنے تشریف لائے پس انہیں سورۂ رحمٰن اول سے آخر تک سنائی صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم خاموش رہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا میں نے یہ سورت لیلۃ الجن میں جنات کو سنائی تھی، وہ لوگ جواب دینے میں تم سے زیادہ اچھے تھے۔ میں جب فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبَان پر آتا تو وہ لوگ کہتے لَا بِشَیْءٍ مِنْ نِعَمِکَ رَبَّنَا نُکَذِّبُ فَلَکَ الْحَمْدُ نہیں اے ہمارے پروردگار! ہم تیری کسی نعمت کو نہیں جھٹلاتے تیرے ہی لئے ساری تعریفیں ہیں۔

مسئلہ نمبر ۳۹

فرض کی آخری دو رکعات میں فاتحہ پڑھنے نہ پڑھنے کا اختیار ہے

فرضوں کی آخری دو رکعتوں میں صرف سورۃ فاتحہ پڑھنی چاہئے اور ان رکعتوں میں سورۃ فاتحہ کی جگہ تسبیح پڑھنا اور خاموش رہنا بھی جائز ہے

(حدیث نمبر۱۱۴)عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ اَبِیْ قَتَادَةَ عَنْ اَبِیْهِ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ کَانَ یَقْرَأُ فِی الظُّهْرِ فِی الْاُوْلَیَیْنِ بِاُمِّ الْکِتَابِ وَ سُوْرَتَیْنِ وَ فِی الرَّکْعَتَیْنِ الْاُخْرَیَیْنِ بِاُمِّ الْکِتَابِ، الحدیث.

(بخاری ج ۱ ص ۱۰۷)

(ترجمہ) حضرت عبداللہ اپنے والد حضرت ابوقتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام ظہر کی نماز میں پہلی دو رکعتوں میں سورت فاتحہ اور دوسری دو سورتیں پڑھتے تھے اور دوسری دو رکعتوں میں صرف سورت فاتحہ پڑھتے تھے۔

(حدیث نمبر۱۱۵)عَنْ اِبْرَاهِیْمَ اَنَّ ابْنَ مَسْعُوْدٍ کَانَ لَا یَقْرَأُ خَلْفَ الْاِمَامِ وَ کَانَ اِبْرَاهِیْمُ یَأْخُذُبِهٖ وَ کَانَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ اِذَا کَانَ اِمَامًا قَرَأَ فِی الرَّکْعَتَیْنِ الْاُوْلَیَیْنِ وَلَا یَقْرَأُ فِی الْاُخْرَیَیْنِ بِشَیْءٍ.

(معجم طبرانی کبیر ج ۹ ص ۲۶۳)

(ترجمہ) حضرت ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ امام کے پیچھے قراءت نہیں کرتے تھے۔

ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ خود بھی اسی پر عمل کرتے ہیں اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب امام بنتے تھے تو صرف پہلی دو رکعتوں میں قراءت کرتے تھے دوسری رکعتوں میں نہیں۔

رفع یدین

مسئلہ نمبر۴۰

مسئلہ رفع یدین

نماز میں رفع یدین صرف پہلی تکبیر کے وقت ہے اس کے علاوہ رکوع میں جاتے اور اٹھتے وقت اور تیسری رکعت کے لئے اٹھتے وقت درست نہیں ہے اور نہ ہی نماز میں کسی اور موقعہ پر رفع یدین ہے (صرف دعائے قنوت سے پہلے تکبیر کے وقت اور عیدین میں تکبیرات زوائد کے وقت رفع یدین ہے جس کے دلائل اپنے موقع پر آئیں گے۔) چنانچہ اس مسئلہ پر اب چند دلائل نقل کئے جاتے ہیں۔

ترک رفع یدین کے بعض دلائل

دلیل نمبر۱:

(حدیث نمبر۱۱۶) مستخرج صحیح ابوعوانہ ج۲ ص۹۰ طبع حیدر آباد دکن میں ہے۔

حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ اَيُّوْبَ الْمَخْزُوْمِي وَسَعْدَ انُ بْنُ نَصْرٍ وَ شُعَيْبُ بْنُ عَمْرَوَ فِيْ آخَرِيْنَ قَالُوْاحَدَّ ثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اِذَا افْتَتَحَ الصَّلٰوةَ رَفَعَ يَدَيْهِ حَتّٰى يُحَاذِيَ بِهِمَا وَ قَالَ بَعْضُهُمْ حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ وَاِذَا اَرَادَ اَنْ يَّرْكَعَ وَبَعْدَ مَايَرْفَعُ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوْعِ لَايَرْفَعُهُمَا وَقَالَ بَعْضُهُمْ وَلَا يَرْفَعُ بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ وَالْمَعْنٰى وَاحِدٌ (آھ بلفظہ)

محدث ابوعوانہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہم سے عبداللہ بن ایوب مخزومی

رحمۃ اللہ علیہ اور سعدان بن نصر رحمۃ اللہ علیہ اور شعیب بن عمرو رحمۃ اللہ علیہ تینوں نے حدیث بیان کی اور فرمایا کہ ہم سے سفیان بن عیینہ رحمۃ اللہ علیہ نے حدیث بیان کی انہوں نے زہری رحمۃ اللہ علیہ سے انہوں نے سالم رحمۃ اللہ علیہ سے اور وہ اپنے باپ ابن عمر سے روایت کرتے ہیں اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے جناب رسول اللہ ﷺ کو دیکھا آپ جب نماز شروع کرتے تو رفع یدین کرتے کندھوں کے برابر اور جب ارادہ کرتے کہ رکوع کریں اور رکوع سے سر اُٹھانے کے بعد تو آپ رفع یدین نہ کرتے اور بعض راویوں نے کہا ہے کہ آپ سجدوں میں بھی رفع یدین نہ کرتے مطلب سب راویوں کی روایت کا ایک ہی ہے۔

دلیل نمبر۲:

مسند احمد ج۵ ص۳۴۳ و مجمع الزوائد ج۲ ص۱۳۰ میں ایک طویل حدیث آتی ہے۔

(حدیث نمبر ۱۱۷) عَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنُ غَنْمٍ اَنَّ اَبَامَالِكٍ الْاَشْعَرِیَّ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ جَمَعَ قَوْمَهٗ فَقَالَ یَا مَعْشَرَ الْاَشْعَرِیِّیْنَ اِجْتَمِعُوْا وَاجْمِعُوْا نِسَائَكُمْ وَاَبْنَائَكُمْ اُعَلِّمُكُمْ صَلٰوةَ النَّبِیِّ ﷺ صَلّٰی لَنَا بِالْمَدِیْنَةِ (الیٰ) فَصَفَّ الرِّجَالُ فِیْ اَدْنَی الصَّفِّ وَ صَفَّ الْوُلْدَانُ خَلْفَهُمْ وَصَفَّ النِّسَاءُ خَلْفَ الْوُلْدَانِ ثُمَّ اَقَامَ الصَّلٰوةَ فَتَقَدَّمَ فَرَفَعَ یَدَیْهِ فَكَبَّرَ فَقَرَأَ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ وَسُوْرَةٍ یُسِرُّهُمَا ثُمَّ كَبَّرَ فَرَكَعَ فَقَالَ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ قَالَ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ وَاسْتَوٰی قَائِمًا ثُمَّ كَبَّرَ وَخَرَّ سَاجِدًا ثُمَّ كَبَّرَ فَرَفَعَ رَأْسَهٗ ثُمَّ كَبَّرَ فَسَجَدَ ثُمَّ كَبَّرَ فَانْهَضَ قَائِمًا فَكَانَ تَكْبِیْرُهٗ فِیْ اَوَّلِ رَكْعَةٍ سِتُّ تَكْبِیْرَاتٍ وَكَبَّرَ حِیْنَ قَامَ الرَّكْعَةَ الثَّانِیَةَ فَلَمَّا قَضٰی

صَلٰوتَهٗ اَقْبَلَ اِلٰى قَوْمِهٖ بِوَجْهِهٖ فَقَالَ احْفَظُوْا تَكْبِيْرِىْ وَ تَعَلَّمُوْا رُكُوْعِىْ وَسُجُوْدِىْ فَاِنَّهَا صَلٰوةُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ الَّتِىْ كَانَ يُصَلِّىْ لَنَا كَذَا السَّاعَةَ مِنَ النَّهَارِ. (الحدیث)

(ترجمہ) حضرت عبدالرحمٰن بن غنم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابو مالک اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی قوم کو جمع کر کے فرمایا اے اشعری قوم جمع ہو جاؤ اور اپنی عورتوں اور اپنے بچوں کو بھی جمع کرلو تا کہ میں تمہیں جناب نبی کریم ﷺ کی نماز کی تعلیم دوں جو آنحضرت ﷺ ہمیں مدینہ منورہ میں پڑھایا کرتے تھے (الیٰ) پس مردوں نے صف باندھی نزدیک ترین صف میں اور بچوں نے صف باندھی ان کے پیچھے اور عورتوں نے صف باندھی بچوں کے پیچھے پھر کسی نے نماز کے لئے اقامت کہی پس آپ نماز پڑھانے کے لئے آگے ہو گئے پھر رفع یدین کیا اور تکبیر کہی پھر فاتحۃ الکتاب اور اس کے بعد سورت دونوں کو خاموشی سے پڑھا پھر تکبیر کہی اور رکوع کیا اور سبحان اللہ و بحمدہٖ تین بار کہا پھر سمع اللہ لمن حمدہ کہہ کر سیدھے کھڑے ہو گئے پھر تکبیر کہہ کر سجدہ میں گئے پھر تکبیر کہہ کر سجدہ سے سر اٹھایا پھر تکبیر کہہ کر پھر سجدہ کیا۔ پھر تکبیر کہہ کر کھڑے ہو گئے پس آپ کی تکبیریں پہلی رکعت میں چھ ہو گئیں جب دوسری رکعت کے لئے کھڑے ہوئے تو تکبیر کہی پس جس وقت نماز پڑھالی تو قوم کی طرف رخ کر کے فرمایا کہ میری تکبیروں کو یاد کرلو اور میرے رکوع و سجود کو سیکھ لو کیونکہ یہ جناب رسول اللہ ﷺ کی وہ نماز ہے جو ہمیں دن کے اس حصہ میں پڑھایا کرتے تھے۔

قارئین کرام اس حدیث میں تکبیر تو ہر اونچ اور نیچ میں تھی مگر ساری نماز میں رفع الیدین صرف پہلی تکبیر کے ساتھ تھا اور حضرت ابو مالک اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ جناب رسول اللہ ﷺ کی مدینہ والی نماز یہی ہے اب

غیر مقلدین حضرات کی مرضی کہ وہ مدینہ منورہ والی نماز کے مطابق عمل کریں یا مخالف؟

دلیل نمبر ۳:

صحیح مسلم ج ۱ ص ۱۸۱ و سنن نسائی ج ۱ ص ۱۷۶ و سنن ابو داود ج ۱ ص ۱۴۳، ۱۴۱ ونصب الرایہ ج ۱ ص ۲۹۳ میں روایت ہے واللفظ لمسلم۔

(حدیث نمبر ۱۱۸) عَنْ تَمِيْمِ بْنِ طُرُفَةَ عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَالِيْ اَرَاكُمْ رَافِعِيْ اَيْدِيْكُمْ كَاَنَّهَا اَذْ نَابُ خَيْلٍ شُمُسٍ اُسْكُنُوْا فِي الصَّلٰوةِ.

(ترجمہ) تمیم بن طرفہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گھر سے نکل کر ہمارے پاس تشریف لے آئے اور فرمایا کہ مجھے کیا ہو رہا ہے کہ میں تمہیں رفع یدین کرتے دیکھ رہا ہوں جیسے مست گھوڑوں کی دُمیں اٹھی ہوئی ہوتی ہیں نماز میں سکون کرو۔

حضرت ملا علی القاری (جن کو نواب صدیق حسن خان غیر مقلد ''الشیخ'' اور ''العلامۃ'' کے الفاظ سے یاد کرتے ہیں: نزل الابرار ص ۱۴۵) لکھتے ہیں۔

رواہ مسلم ویفید النسخ. (شرح نقایہ ج ۱ ص ۷۸)

کہ اس روایت کو امام مسلم نے روایت کیا ہے اور یہ رفع الیدین کے منسوخ ہونے کو بتا رہی ہے۔

قارئین کرام اس روایت میں صراحت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رفع الیدین کرنے والوں پر ناراض ہوئے اور انہیں سکون اختیار کرنے کا حکم دیا معلوم ہوا کہ رفع الیدین سکون کے خلاف ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تفسیر کے مطابق رفع الیدین خشوع نماز کے مخالف ہے جیسا کہ آپ کی قَدْاَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِیْنَ هُمْ فِیْ صَلَاتِهِمْ خَاشِعُوْنَ کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ اس سے وہ لوگ مراد ہیں جو نماز میں رفع یدین نہیں کرتے۔

اعتراض

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اور حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث اشارہ عند السلام کے متعلق ہے نہ کہ رفع الیدین کے متعلق اگر کوئی آدمی اس حدیث سے رفع الیدین کی ممانعت سمجھے تو اس کا علم میں کوئی حصہ نہیں اور حافظ عبداللہ روپڑی غیر مقلد فرماتے ہیں کہ احناف حضرات قنوت اور عیدین میں بھی رفع یدین چھوڑ دیں تا کہ اسکنوا فی الصلوۃ پر عمل ہو سکے۔

جواب:

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کئی روایات مروی ہیں الگ الگ مسائل کے متعلق اور ان سے روایت کرنے والے راوی بھی مختلف ہیں۔

سلام کے وقت ہاتھ اٹھانے اور اشارہ سے منع کرنے والی روایت کے راوی اس طرح ہیں۔ مسعر عن عبید الله بن القبطیة عن جابر بن سمرة ۔ لیکن دوسری روایات کے یہ راوی نہیں بلکہ وہ اور ہیں مثلاً دیکھئے۔

(۱)

مسیب بن رافع عن تمیم بن طرفة عن جابر بن سمره عَنِ النَّبِیِّ ﷺ اَنَّهٗ خَرَجَ عَلٰی اَصْحَابِهٖ فَقَالَ مَالِیْ اَرَاکُمْ عِزِیْنَ وَهُمْ قُعُوْدٌ۔ (مسند احمد ج۵ ص ۹۳)

اور ایک روایت میں ہے و نَحْنُ حِلَقٌ متفرقون۔

(مسند احمد ج۵ ص۱۰۷)

اور ایک روایت میں ہے وھم حلق فقال مالی اراکم عزین (مسند احمد ج ۵ ص ۱۰۱) یعنی اس وقت حضرات صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم گروہ درگروہ بن کر بیٹھے تھے اور نماز میں مشغول نہ تھے۔

(۲)

(حدیث نمبر ۱۱۹) مُسَيَّبُ بْنُ رَافِعٍ عَنْ تَمِيمِ بْنِ طُرْفَةَ عَنْ جَابِرِ بْنِ سُمَرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَايَنْتَهِيَ اَقْوَامٌ يَرْفَعُوْنَ اَبْصَارَهُمْ اِلَى السَّمَاءِ فِي الصَّلٰوةِ اَوَلَا تَرْجِعُ اِلَيْهِمْ
(مسند احمد ج۵ ص ۹۰ و ج۵ ص ۱۰۱ و ج۵ ص ۱۰۸)

حضرت مسیب بن رافع، تمیم بن طرفہ سے وہ حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ وہ لوگ باز نہیں آتے جو نماز میں اپنی نگاہیں آسمان کی طرف اُٹھاتے ہیں یا ان کی آنکھیں واپس نہ آئیں۔

(فائدہ) اس لئے حضرت جابرؓ کی پہلی روایت نماز میں سکون یعنی رفع یدین نہ کرنے کے متعلق ہے اور دوسری روایت دوسرے مواقع کیلئے ان سب کو ایک واقعہ کیلئے قرار دینا درست نہیں ہے۔

دلیل نمبر ۴:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

(حدیث نمبر ۱۲۰) لَاتُرْفَعُ الْاَيْدِي اِلَّا فِيْ سَبْعِ مَوَاطِنَ حِيْنَ تُفْتَحُ الصَّلٰوةُ وَحِيْنَ يَدْخُلُ مَسْجِدَ الْحَرَامَ فَيَنْظُرُ اِلَى الْبَيْتِ وَحِيْنَ يَقُوْمُ عَلَى الصَّفَا وَحِيْنَ يَقُوْمُ عَلَى الْمَرْوَةِ وَحِيْنَ يَقِفُ مَعَ النَّاسِ عَشِيَّةَ عَرَفَةَ وَبِجَمْعٍ وَالْمَقَامَيْنِ حِيْنَ يَرْمِي الْجَمْرَةَ.

(نصب الرایہ ج ۱ ص ۳۹۰،نزل الابرار ص ۴۴ مصنفه نواب صديق حسن بحواله معجم طبرانی)

(ترجمہ) رفع یدین نہ کیا جائے مگر سات مقامات میں۔ ۱۔ جب نماز شروع کی جائے اور ۲۔ جب مسجد حرام میں داخل ہوتے ہوئے بیت اللہ پر نظر پڑھے اور ۳۔ جب صفا پر کھڑا ہو اور ۴۔ مروہ پہاڑی پر کھڑا ہو اور ۵۔ عرفہ میں بعداز زوال جب وہ لوگوں کے ساتھ وقوف کرے اور ۶۔ مزدلفہ میں وقوف کے وقت اور ۷۔ جمرکی کی رمی کرتے وقت۔

غیر مقلدین حضرات کے رئیس المحققین نواب صدیق حسن خان نزل الابرار ص ۴۴ لکھتے ہیں: من حديث ابن عباس بسندٍ جيد ۔ یہ حدیث حضرت ابن عباسؓ سے بسند جید مروی ہے۔

اور علامہ عزیزی السراج المنیر ص ۲۵۸ ج ۲ شرح جامع الصغیر میں فرماتے ہیں حدیثٌ صحیحٌ (بحواله نيل الفرقدين ص ۱۱۸)

دلیل نمبر ۵:

(حدیث نمبر ۱۲۱) حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ عَاصِمِ بْنِ كُلَيْبٍ عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ الْاَسْوَدِ عَنْ عَلْقَمَةَ قَالَ قَالَ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ مَسْعُوْدٍ اَلَا اُصَلِّیْ بِكُمْ صَلٰوةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَصَلّٰى فَلَمْ يَرْفَعْ يَدَيْهِ اِلَّافِيْ اَوَّلِ مَرَّةٍ قَالَ وَ فِى الْبَابِ عَنِ الْبَرَّاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى حَدِيْثُ اِبْنِ مَسْعُوْدٍ حَدِيْثٌ حَسَنٌ وَبِهٖ يَقُوْلُ غَيْرُ وَاحِدٍ مِنْ اَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ وَالتَّابِعِيْنَ وَهُوَ قَوْلُ سُفْيَانَ وَاَهْلِ الْكُوْفَةِ.

(سنن ترمذی ج ۱ ص ۳۵ واللفظ له،و سنن نسائی ج ۱ ص ۱۶۱، وسنن ابی داود ج ۱ ص ۱۰۹،ومشکوۃ ج ۱ ص ۷۷،ومسند احمد ج ۱ ص ۳۸۸،و ج ۱ ص ۴۴۲، ومصنف ابن ابی شیبة ج ۱ ص ۱۵۹، وسنن الکبری بیهقی ج ۲ ص ۷۸، ومحلی ابن حزم ج ۳ ص ۲۳۵، و ج ۴ ص

۸۷، و نصب الراية ج ا ص ۳۹۴، وتيسير الوصول ج ا ص ۳۲۶، و جمع الفوائد ج ا ص ۷۳.)

(ترجمہ) امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہم سے حضرت ہناد نے بیان کیا وہ فرماتے ہیں کہ ہم سے امام وکیع نے بیان کیا وہ سفیان ثوری سے وہ عاصم بن کلیب سے وہ عبدالرحمٰن بن اسود سے وہ علقمہ سے روایت کرتے ہیں۔ حضرت علقمہ نے فرمایا کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کیا میں تمہیں جناب رسول اللہ ﷺ کی نماز نہ پڑھاؤں پھر حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نماز پڑھی اور رفع الیدین نہ کیا نماز میں مگر ابتداء میں ایک ہی مرتبہ۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ترک رفع الیدین کے باب میں حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی روایت ہے اور حدیث ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث حسن ہے اور اس ترک رفع الیدین کے ایک آدھ کو چھوڑ کر حضور ؐ کے صحابہ اور تابعین قائل ہیں اور حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ اور تمام اہل کوفہ کا بھی یہی قول ہے۔

علامہ سیوطی شافعیؒ کا فیصلہ

مختلف آئمہ حضرات سے اس حدیث کی تحسین وتصحیح نقل کرتے ہیں۔
(ملاحظہ ہو اللآلی المصنوعہ ص۱۹ ج۲)

امام ابن قطان فاسیؒ اور امام دارقطنیؒ اس حدیث کو صحیح کرتے ہیں۔
(بحوالہ نصب الرایہ ج۱ ص۳۹۵ اور دالدرایہ ص۸۳)

امام ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ نے الکامل میں اسے صحیح قرار دیا ہے۔
(بحوالہ الکوکب الدری ص ۱۳۲)

دلیل نمبر۶:

(حدیث نمبر۱۲۲) عَنِ الْبَرَّاءِ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ (بْنُ عَازِبٍ) اَنَّ

رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ کَانَ اِذَا افْتَتَحَ الصَّلٰوۃَ رَفَعَ یَدَیْہِ اِلٰی قَرِیْبٍ مِنْ اُذُنَیْہِ ثُمَّ لَایَعُوْدُ.

ابوداود ج۱ص ۱۰۹، طحاوی ج۱ص ۱۱۰، مصنف ابن ابی شیبہ ج۱ص ۱۵۹، مسند حمیدی ج۲ص ۳۱۶، مصنف عبدالرزاق ج۲ص ۷۱، سنن الکبری بیہقی ج۲ص ۷۷، سنن دار قطنی ج۱ص ۱۱۰، نصب الرایہ ج۱ص ۴۰۲، تیسر الوصول ج۱ص ۲۳۶۔

حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ جب نماز شروع کرتے تو کانوں کے قریب تک رفع یدین کرتے اس کے بعد نماز میں یہ عمل نہیں دہراتے تھے۔

قارئین کرام یہ حدیث بھی دوسری حدیثوں کی طرح ترک رفع الیدین میں نص صریح ہے۔

اعتراض

اس حدیث کی سند میں ایک راوی یزید بن ابی زیاد کوفی واقع ہے جو کہ ضعیف ہے اور آخر عمر میں اس کا حافظہ خراب ہو گیا تھا۔

جواب:

یزید بن ابی زیاد کوفی پر اگر چہ بعض محدثین نے کلام کیا ہے مگر وہ ثقہ ہے۔

امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ وہ سچا ہے اور اس سے روایت بھی کی جا سکتی ہے مقدمہ صحیح مسلم ص ۴ ملخصاً۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ اس کی حدیث کو حسن صحیح کہتے ہیں دیکھئے سنن ترمذی ج۱ص ۱۶ ج۱ص ۹۶ ج۲ص ۲۱۸ نیز امام ترمذی سنن ترمذی ج۲ص ۷۱ میں لکھتے ہیں۔

رَوَی عَنْہُ سُفْیَانُ وَ شُعْبَۃُ وَ ابْنُ عُیَیْنَۃَ وَغَیْرُ وَاحِدٍ مِنَ الْاَئِمَّۃِ آھ علامہ زیلعیؒ نصب الرایہ ج۱ ص ۴۰۲ میں لکھتے ہیں قال الشیخ ویزید بن ابی زیاد معدود فی اھل الصدق کوفی یکنی ابا

عبداللّٰہ وذکر ابو الحارث القروی قال ابو الحسن یزید بن ابی زیاد جید الحدیث آھ.

امام ابن دقیق العید رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ یزید بن ابی زیاد ابو عبداللہ کوفی کو سچے راویوں میں شمار کیا جاتا ہے اور امام ابوالحارث قروی نے ذکر کیا ہے کہ امام ابوالحسن نے کہا ہے کہ یزید بن ابی زیاد جید الحدیث ہے۔

علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ شافعی المذہب فص الوعاء فی احادیث رفع الیدین فی الدعاء ملحق بہ سبل السلام ص۴ میں حدیث کی ایک سند کے بارے میں علامہ ہیثمی رحمۃ اللہ علیہ سے یوں نقل کرتے ہیں قال الھیثمی رجالہ ثقات کہ علامہ ہیثمی نے اس نے راویوں ثقہ کہا ہے) جبکہ اس میں یزید بن ابی زیاد موجود ہے اور حافظ ابن حجر تہذیب التہذیب ج۸ ص۴۶۶ و ج۱۱ ص۳۳۰ میں لکھتے ہیں کہ محدث جریر نے فرمایا کہ عطاء بن السائب سے یزید بن ابی زیاد زیادہ مضبوط اور حافظہ والا ہے (حالانکہ عطاء صحیح بخاری کا راوی ہے) حافظ ابن حجر تہذیب ج۱۱ ص۳۳۰) میں لکھتے ہیں ____ کہ امام عجلی نے کہا ہے کہ یزید جائز الحدیث ہے اور آخری عمر میں تلقین کو قبول کر لیتے تھے اور ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ سچا ہے لیکن جب بوڑھا ہو گیا تو حافظہ خراب ہو گیا اور تلقین قبول کرنے لگا تو اس کی حدیث میں منکر چیزیں آ گئیں لیکن تغیر حافظہ سے پہلے کا سماع صحیح اور معتبر ہے اور امام یعقوب بن سفیان رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ اگرچہ بعض لوگ تغیر حافظہ کی وجہ سے اس پر کلام کرتے ہیں تاہم یہ عدالت اور ثقاہت پر ہے اگرچہ محدث حکمؒ اور منصورؒ کی طرح نہیں اور محدث احمد بن صالح المصریؒ فرماتے ہیں کہ یزید ثقہ ہے اور اس پر جرح کرنے والوں کا قول مجھے تعجب میں نہیں ڈالتا۔ الخ

آثار صحابہ کرامؓ

اثر نمبر ا:

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ افتتاح صلوٰۃ کے بعد رفع الیدین نہ کرتے تھے۔

(حدیث نمبر۱۲۳)**عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ قَالَ صَلَّیْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ وَاَبِیْ بَکْرٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ وَ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فَلَمْ یَرْفَعُوْا اَیْدِیَھُمْ اِلَّا عِنْدَ الْاِفْتِتَاحِ.**

دار قطنی ج اص ۱۱۱، بیہقی ج ۲ ص ۷۹، مجمع الزوائد ج ۲ ص ۱۰۱، نصب الرایہ ج اص ۳۹۶

(ترجمہ) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے جناب رسول اللہ ﷺ کے پیچھے نماز پڑھی اور حضرت ابو بکر صدیقؓ اور حضرت عمرؓ کے پیچھے نماز پڑھی تو انہوں نے رفع الیدین نہ کیا مگر شروع نماز کے وقت۔

قارئین کرام! غیر مقلدین حضرات کا تو خیال ہے کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ رفع یدین بھول گئے ہیں مگر حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاں رفع یدین نہ کرنا اتنا مضبوط ہے کہ کبھی تو نماز کا نقشہ کھینچ کر اس میں ترک رفع الیدین کر کے جناب رسول اللہ ﷺ کی نماز بتاتے ہیں اور کبھی نقشہ کھینچے بغیر اسے سنت رسول اللہ ﷺ قرار دیتے ہیں اور کبھی اس سے بھی ترقی کر کے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ وعمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سنت بھی قرار دیتے ہیں۔

اثر نمبر ۲:

حَدَّثَنَا یَحْیَ بْنُ آدَمَ عَنْ حَسَنِ بْنِ عَیَّاشٍ عَنْ عَبْدِالْمَلِکِ بْنِ

اَلْجَبْرِ عَنِ الزُّبَیْرِ بْنِ عَدِیٍّ عَنْ اِبْرَاهِیْمَ عَنِ الْاَسْوَدِ قَالَ صَلَّیْتُ مَعَ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ فَلَمْ یَرْفَعْ یَدَیْهِ فِیْ شَیْءٍ مِنْ صَلٰوتِهٖ اِلَّا حِیْنَ افْتَتَحَ الصَّلٰوةَ قَالَ عَبْدُالْمَلِکِ وَ رَأَیْتُ الشَّعْبِیَّ وَاِبْرَاهِیْمَ وَ اَبَا اِسْحٰقَ لَایَرْفَعُوْنَ اَیْدِیَهُمْ اِلَّاحِیْنَ یَفْتَتِحُوْنَ الصَّلٰوةَ.

(مصنف ابن ابی شیبہ ج اص ۱۶۰، واللفظ لہ طحاوی ج اص ۱۱۱، نصب الرایہ ج اص ۴۰۵، درایہ ص ۸۵)

(ترجمہ) حضرت اسودؒ تابعی فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ نماز پڑھی پس آپ نے نماز کے کسی حصے میں رفع الیدین نہ کیا مگر شروع نماز کے وقت۔ عبدالملک بن الجبرؒ فرماتے ہیں کہ میں نے امام شعبیؒ اور امام وابراہیم نخعیؒ اور امام وابواسحٰقؒ کو دیکھا وہ بھی نماز کی ابتداء کے سواء رفع الیدین نہ کرتے تھے۔

علامہ ماردینی رحمۃ اللہ علیہ الجوہر النقی ج اص ۱۳۶ میں لکھتے ہیں وَھٰذَا السَّنَدُ اَیْضًا صَحِیْحٌ عَلٰی شَرْطِ مُسْلِمٍ

حافظ ابن الہمام رحمۃ اللہ علیہ فتح القدیر ج اص ۲۱۹ میں لکھتے ہیں بسند صحیح علامہ نیموی رحمۃ اللہ علیہ آثار السنن ج اص ۱۰۶ میں لکھتے ہیں وھو اثر صحیح،

علامہ سید محمد انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ نیل الفرقدین ص ۷۳ میں لکھتے ہیں فَاَثَرُ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ صَحِیْحٌ بِلَارَیْبٍ

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ بھی اس روایت کی صحت کا اقرار کرتے ہوئے فرماتے ہیں وھذا رجاله ثقات درایہ ص ۸۵ کہ حضرت عمر کے عمل کے سب راوی معتبر وثقہ ہیں۔

الحاصل اس سند کے تمام راوی ثقہ ہیں۔

پہلا راوی حضرت ابوبکر بن ابی شیبہ رحمۃ اللہ علیہ جو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ وامام مسلم رحمۃ اللہ علیہ کا استاد ہے اور صحیحین کا مرکزی راوی ہے۔

دوسرا یحییٰ بن آدم رحمۃ اللہ علیہ بھی صحیحین کا راوی ہے۔

تیسرا حسن بن عیاش رحمۃ اللہ علیہ جو ابوبکر بن عیاش کا بھائی ہے (کمافی الترمذی) اور صحیح مسلم کا راوی ہے، مثلاً دیکھو صحیح مسلم ج ا ص ۲۸۳ وغیرہ۔

چوتھا عبدالملک بن الجبر رحمۃ اللہ علیہ تابعی ہیں (نووی شرح مسلم ص ۱۰۶) یہ بھی صحیح مسلم کے رجال میں سے ہیں دیکھئے صحیح مسلم ج ا ص ۱۰۶ ج ا ص ۲۸۶ ج ا ص ۱۱۴ وغیرہ۔

پانچویں زبیر بن عدی رحمۃ اللہ علیہ صحیحین کے راوی ہیں۔ مثلاً دیکھئے صحیح بخاری ج ۲ ص ۱۰۴۷۔

حضرت ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت اسود رحمۃ اللہ علیہ جلیل القدر تابعی ہیں اور حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلیفہ راشد ہیں۔ جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ رفع الیدین نہیں کرتے تو ان کے مقتدی صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کس طرح رفع الیدین کرتے ہوں گے معلوم ہوا کہ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا ترک رفع الیدین کا ہی عمل تھا۔

چنانچہ امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

قَالَ اَبُوْ جَعْفَرٍ فَهٰذَا عُمَرُ لَمْ يَكُنْ يَرْفَعُ يَدَ يْهِ اَيْضًا اِلَّافِى التَّكْبِيْرَةِ الْاُوْلٰى فِىْ هٰذَا الْحَدِيْثِ وَ هُوَ حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ لِاَنَّ الْحَسَنَ بْنَ عَيَّاشٍ وَاِنْ كَانَ هٰذَا الْحَدِيْثُ اِنَّمَا دَارَ عَلَيْهِ فَاِنَّهٗ ثِقَةٌ حُجَّةٌ قَدْ ذَكَرَ ذٰلِكَ يَحْيَ بْنُ مَعِيْنٍ وَغَيْرُهٗ اَفْتَرٰى عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ خَفِىَ عَلَيْهِ اَنَّ النَّبِىَّ ﷺ كَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ فِى الرُّكُوْعِ

وَالسُّجُوْدِ وَ عَلِمَ ذٰلِکَ مَنْ دُوْنَهٗ وَمَنْ هُوَ مَعَهٗ يَرَاهُ يَفْعَلُ غَيْرَ مَارَأَى رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَفْعَلُ ثُمَّ لَايُنْكِرُ ذٰلِکَ عَلَيْهِ هٰذَا عِنْدَنَا مَحَالٌ فَعَلَ عُمَرٌ هٰذَا وَ تَرْکُ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اِيَّاهُ عَلٰى ذٰلِکَ دَلِيْلٌ صَحِيْحٌ عَلٰى اَنَّ ذٰلِکَ هُوَالْحَقُّ الَّذِىْ لَايَنْبَغِىْ لِاَحَدٍ خِلَافَهٗ (آهـ بلفظه)

(ترجمہ) امام طحاوی فرماتے ہیں کہ یہ عمرؓ ہیں جو اس حدیث میں سوائے پہلی تکبیر کے رفع یدین نہیں کرتے اور یہ حدیث صحیح ہے کیونکہ حسن بن عیاش اگرچہ اس حدیث کا مدار یہی ہے یہ ثقہ اور حجت ہے یہ بات امام یحییٰ بن معین وغیرہ نے کہی ہے، تمہارا کیا خیال ہے کہ حضرت عمر پر یہ مخفی رہا کہ حضورؐ رکوع اور سجدہ میں رفع یدین کرتے تھے اس کا آپؓ سے کم درجہ کے حضرات کو اور جوان کے ساتھ تھے انہوں نے اس کے برعکس دیکھا جس کو حضرت عمر نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے دیکھا تھا پھر حضرت عمر پر کسی نے انکار بھی نہ کیا یہ ہمارے نزدیک محال ہے، حضرت عمر نے یہ کیا اور حضورؐ کے صحابہ کا آپ کو اس حالت میں رہنے دینا اور اعتراض نہ کرنا اس کی صحیح دلیل ہے کہ یہی حق ہے (کہ رفع یدین پہلی تکبیر کے وقت ہے) اس کے خلاف کرنا کسی کو جائز نہیں ہے۔

اثر نمبر۳:

قَالَ مُحَمَّدٌ اَخْبَرَنَا اَبُوْ بَكْرِبْنُ عَبْدِاللّٰهِ النَّهْشَلِىُّ عَنْ عَاصِمِ بْنِ كُلَيْبِ الْجَرْمِىِّ ، عَنْ اَبِيْهِ وَكَانَ مِنْ اَصْحَابِ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ اَنَّ عَلِيَّ بْنَ اَبِىْ طَالِبٍ كَرَّمَ اللّٰهُ وَجْهَهٗ كَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ فِى التَّكْبِيْرَةِ الْاُوْلٰى الَّتِىْ يَفْتَتِحُ بِهَا الصَّلٰوةَ ثُمَّ لَايَرْفَعُهُمَا فِىْ شَىْءٍ مِنَ الصَّلٰوةِ .

(شرح معانی الآثار ج ۱ ص ۱۱۰، موطا محمد ص ۹۴، مصنف ابن ابی شیبہ ج ۱ ص ۱۵۹

،سنن الکبریٰ بیہقی ج ۲ص ۸۰،نصب الرایہ ج ۱ص ۴۰۶،درایہ ص ۸۵)

امام محمد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہمیں ابوبکر بن عبداللہ نہشلیؒ نے خبر دی، عاصم بن کلیبؒ سے،انہوں نے اپنے باپ کلیبؒ سے،کلیبؒ کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے شاگردوں و مصاحبین میں سے تھے کہ حضرت علیؓ پہلی تکبیر میں جس سے نماز شروع کی جاتی ہے رفع الیدین کرتے تھے پھر نماز میں کہیں بھی رفع الیدین نہ کرتے تھے۔

قارئین کرام یہ حدیث بھی صحیح ہے اور حضرات خلفاء راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا اس پر اجماع واتفاق ہے۔

اور امیر یمانی غیر مقلد سبل الاسلام ج ۱ص ۱۳۸ باب صلوۃ التطوع حدیث نمبر ۱۶ میں حدیث **علیکم بسنتی و سنته الخلفاء الراشدین** کا جواب دیتے ہوئے لکھتے ہیں۔

اِذَا اتَّفَقَ الْخُلَفَاءُ الْاَرْبَعَةُ عَلٰی قَوْلٍ کَانَ حُجَّةً لَا اِذَا انْفَرَدَ وَاحِدٌ مِنْهُمْ.

کہ جب خلفاء اربعہ (ابوبکرؓ وعمرؓ وعثمانؓ وعلیؓ) کا کسی مسئلہ پر اتفاق ہو تو وہ عمل حجت ہوگا نہ کہ ان میں سے کوئی تنہا ہو۔

اعتراض

مولوی محمد صاحب غیر مقلد دلائل محمدی حصہ دوم ص ۴۱ میں لکھتے ہیں میں کہتا ہوں کہ یہ بھی غلط ہے اس اثر کی صحت کوئی شخص پیش نہیں کر سکتا۔

مسک الختام میں ہے بصحت نرسیدہ آھ۔

جواب: یہ حدیث صحیح ہے علامہ زیلعی رحمۃ اللہ علیہ نصب الرایہ ج ۱ ص ۴۰۶ میں لکھتے ہیں۔ **وھو اثر صحیح** نیز فرماتے ہیں۔

فجعله الدار قطنی موقوفاً صواباً.

کہ دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اس کے موقوف ہونے کو درست قرار دیا ہے۔

اثر نمبر۴: طحاوی ج۱ص۱۱۰ مصنف ابن ابی شیبہ ج۱ص۱۶۰ نصب الرایہ ج۱ص۳۹۲ میں روایت ہے۔

واللفظ لابن ابی شیبة .حدثنا ابو بکر بن عیاش عن حصین عن مجاهد قال مارأیت ابن عمر یرفع یدیه الافی اول مایفتتح آھـ.

(امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے اُستاد) حافظ ابوبکر بن ابی شیبہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہم سے ابوبکر بن عیاش رحمۃ اللہ علیہ نے حدیث بیان کی کہ وہ حصین سے وہ امام المفسرین حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں کہ میں نے کبھی بھی حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو افتتاح صلوٰۃ کے بعد رفع الیدین کرتے ہوئے نہیں دیکھا۔

علامہ ماردینی الجوہر النقی ج۱ص۱۳۶ میں فرماتے ہیں **وھذا سند صحیح .**

علامہ عینی رحمۃ اللہ علیہ شرح بخاری ج۳ص۸ میں فرماتے ہیں: باسناد صحیح۔

اور شرح ہدایہ ج۱ص ۶۶۶ میں فرماتے ہیں **واسناد مار واہ الطحاوی صحیحٌ۔**

علامہ نیموی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں **وسندہٗ صحیح** آثار السنن ج۱ ص۱۰۸۔

رفع یدین میں بحث ماضی استمراری کے متعلق تحقیق اور سوالات

(فائدہ) غیر مقلدین اپنی دلیل **کان یرفع یدیه** سے رفع یدین کا حضورؐ

سے ہمیشہ کرنے کا استدلال کرتے اس کے جواب آگے چند سوال ذکر کئے جا رہے ہیں:

(۱۱۵) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ظہر میں واللیلِ اذا یغشیٰ پڑھا کرتے تھے۔ کان یقرأ ماضی استمراری۔ (مسلم شریف)

(۱۱۶) آنحضرتؐ فجر میں ق والقرآن المجید پڑھا کرتے تھے۔
کان یقرأ ماضی استمراری (مسلم)

حضورؐ فجر کی سنتوں میں سورۃ الکافرون والاخلاص پڑھتے تھے، کان یقرأ ماضی استمراری (مسلم)

حضورؐ فجر کی سنتوں میں قولوا آمنا باللہ پڑھا کرتے تھے، کان یقرأ ماضی استمراری ہے (مسلم)

کیا یہ ہی سورتیں ان نمازوں میں مقرر ہیں یا اور بھی پڑھ سکتا ہے۔ کیا ماضی استمراری دوام کے لئے آیا کرتی ہے؟

(۱۱۷) حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے حضورؐ کو بے شمار دفعہ مغرب کی سنتوں میں سورۃ الکافرون اور سورۃ الاخلاص پڑھتے سنا (ترمذی)

کیا ان رکعتوں میں جہراً پڑھنا سنت مؤکدہ ہے۔ آپ جو مغرب کی سنتوں میں آہستہ قراءت کرتے ہیں، اس کی صریح حدیث پیش فرمائیں۔

(۱۱۸) آنحضرت کھڑے ہو کر پیشاب کرتے۔ (بخاری صفحہ ۳۵ ج ۱)

حائضہ بیوی کی گود میں سہارا لگا کر قرآن پڑھا کرتے (ماضی استمراری)
(بخاری صفحہ ۴۴ ج ۱)

حائضہ بیوی سے مباشرت کیا کرتے، ماضی استمراری (بخاری صفحہ ۴۴ ج ۱)

(کان یصلی) بچی کو اٹھا کر نماز پڑھا کرتے (ماضی استمراری)
(بخاری صفحہ ۴ ج ۱)

آپؐ روزہ میں بیوی سے بوس وکنار کیا کرتے تھے، کان یقبل.
(بخاری صفحہ ۲۵۸ ج ۱)
آپؐ نماز سے پہلے بیوی کا بوسہ لیا کرتے تھے (مشکوٰۃ، کان یقبل)، کان یرقد وھو جنب. (بخاری شریف صفحہ ۲۴ ج ۱) یہ افعال رسولؐ ماضی استمراری سے ثابت ہیں ان کے منع یا منسوخ ہونیکی کوئی حدیث پیش کریں، ورنہ ان پر سنت مؤکدہ کی طرح عمل کریں، اوران کے تارکین کو سنت کے تارک کہہ کر چیلنج بازیاں شروع کریں۔

(۱۱۹) ماضی استمراری کی اصل وضع ایک دفعہ کے فعل کیلئے ہے۔
(نووی صفحہ ۲۵۴ ج ۱، مجمع البحار صفحہ ۲۳۵ ج ۳، مسک الختام صفحہ ۵۶۷ ج ۱)
اس سے مواظبت بطور نص ثابت نہیں ہوتی، ہاں قرائن اجتہادیہ سے کہیں مجتہد دوام مراد لیتا ہے؟ کہیں دوام مراد نہیں لیتا۔ احناف کے ہاں سب قرائن سے بڑا قرینہ تعامل خلفاء راشدین، یا تعامل خیر القرون بلانکیر ہے۔ اگرچہ فعل رسولؐ ماضی استمراری سے بھی ثابت ہو ان کے بعد اگر تعامل جاری ہوا تو وہ قرینہ عمل پر مواظبت (دوام) کا ہوگا، اور اگر تعامل جاری نہ رہا تو وہ قرینہ ترک مواظبت پر ہوگا جیسا کہ مندرجہ بالا افعال نمبر ۱۱۲ میں گزرا۔

(۱۲۰) رکوع کی تکبیر کو منفرد اور مقتدی آہستہ کہیں، اور امام بلند آواز سے کہے اس کی صریح حدیث پیش کریں۔

(۱۲۱) پہلی تکبیر کے ساتھ رفع یدین کرنے کا حکم موجود ہے (دیکھئے طبرانی عن ابن عباسؓ) منع کہیں نہیں۔ فعلی احادیث تواتر قدر مشترک کے درجہ میں موجود ہیں جن کے معارض کوئی ضعیف حدیث بھی نہیں، اور امت کا اجماع تعامل بلانکیر موجود ہے ان تین باتوں کو مدِ نظر رکھ کر ساری امت اسے سنت کہتی ہے۔ انہی وجوہات پر اہلِ سنت احناف کا مذہب بھی یہی ہے۔

احادیث رفع یدین کے متعلق غیر مقلدین سے سوالات

(۱۲۲) چار رکعت نماز میں بائیس تکبیریں ہوتی ہیں۔ (بخاری صفحہ ۱۱۰ ج ۱)
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہر تکبیر کے ساتھ رفع یدین کیا کرتے تھے۔
روایت عمیر بن حبیب، حدیث ابن عباسؓ، (ابن ماجہ صفحہ ۶۲)
حدیث جابر بن عبداللہ، مسند احمد، حدیث ابن عمرؓ مشکل الآثار طحاوی۔
حدیث ابو ہریرہؓ، کتاب العلل، دارقطنی۔ ان پانچوں احادیث میں ماضی استمراری ہے، مگر شیعہ ان پر عامل ہیں، اور غیر مقلد باغی ہیں۔ مزید تفصیل ذیل میں ملاحظہ فرمائیں۔

(۱۲۳) سجدوں کے وقت رفع یدین کرنا آنحضرتؐ سے حضرت مالک بن الحویرث سے مروی ہے (نسائی)
اور حضرت وائل بن حجرؓ سے بھی مروی ہے۔ (ابوداود، دارقطنی، موطا امام محمد)
اور حضرت انسؓ بھی ابویعلی بسند صحیح۔
اور ابن عمرؓ طبرانی بسند صحیح
اور ابو ہریرہؓ سے بھی (ابن ماجہ) ابن عباسؓ سے بھی
ابوداود میں یہ چھ اور پچھلی پانچ، گیارہ احادیث سے سجدہ کے وقت رفع یدین ثابت ہے۔ اس کے منسوخ ہونے کی کوئی دلیل غیر مقلدین کے پاس نہیں ہے۔ ترک کی حدیث ایک ابن عمرؓ کی ہے۔ جو خود متعارض ہے، غیر مقلدین ایک متعارض حدیث کی بنا پر گیارہ احادیث پر عمل نہیں کرتے۔

غیر مقلدین کے جھوٹ

(۱۲۴) غیر مقلد کہتے ہیں کہ تمام صحابہؓ بلا استثناء ساری عمر رفع یدین کرتے رہے، جو محض غلط بیانی ہے۔

(۱۲۵) کبھی کہتے ہیں کہ ہر رفع یدین پر دس نیکیاں ملتی ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے وعدہ دیا ہے یہ بھی جھوٹ ہے۔

(۱۲۶) حضرت علی کرم اللہ وجھہ، جو دارالعلم کوفہ میں آباد ہوئے ان کی رفع یدین کی ضعیف حدیث تو سناتے ہیں۔ مگر ان کا اپنا عمل بالکل نہیں بتاتے کہ حضرت علیؓ خود رفع یدین نہیں کیا کرتے تھے۔
(طحاوی، موطا محمد، ابن ابی شیبۃ، بیہقی)

اور نہ ہی یہ بتاتے ہیں کہ اصحاب علیؓ (جن کی تعداد ہزاروں سے متجاوز تھی) ان میں سے ایک بھی رفع یدین نہ کرتا تھا (ابن ابی شیبۃ)

اور یہ بھی نہیں بتاتے کہ اہل کوفہ کا عمل قدیماو حدیثا ترک رفع یدین پر ہی رہا ہے۔ (التعلیق الممجد صفحہ۹۱ ج۳)

اور امام مروزیؒ فرماتے ہیں۔ **لا نعلم مصرا من الامصارِ ترکوا باجماعهم رفع اليدين عند الخفض والرفع الا اهل الكوفة**
(التعلیق الممجد صفحہ۹۱)

یعنی اہل کوفہ میں تو ہمیشہ عمل ترک رفع یدین پر رہا ایک مثال بھی رفع یدین کی نہیں ملتی۔ نہ اہل کوفہ صحابہ سے نہ تابعین سے نہ تبع تابعین سے ہاں دوسرے شہروں میں ترک رفع یدین پر اجماع نہ تھا، کبھی کبھار کوئی کر ہی بیٹھتا تھا۔ اگرچہ اس پر فوراً اعتراض ہو جاتا۔

خیانتیں

سنن ابی داود کے حوالہ سے حضرت ابو ہریرہؓ کی ایک حدیث اثبات رفع یدین کی نقل کی جاتی ہے۔ حالانکہ ان کی صحیح حدیث بخاری صفحہ ۱۰۱ ج ۱۔ صحیح مسلم صفحہ ۱۶۸ ج ۱۔ جامع ترمذی صفحہ ۶۴ پر موجود ہے، جس میں رفع یدین کا قطعا کوئی ذکر نہیں ہے۔ یہاں رفع یدین کا ذکر کرنے والا راوی یحییٰ بن ایوب ہے جو ضعیف ہے۔ (میزان)

اس لئے حفاظ کے خلاف اس کی یہ حدیث منکر ہے۔ اس منکر حدیث کو تو ذکر کیا گیا مگر اس میں بھی ساری عمر رفع یدین کا ذکر نہیں۔ ہاں اس کے بعد ابو داوٗد میں ہی حضرت عبداللہ بن مسعودؓ، حضرت براء بن عازبؓ اور حضرت جابر بن سمرۃ کی ترک رفع یدین کی احادیث تھیں جن کو نقل ہی نہیں کیا۔ اور پھر سنن نسائی سے حضرت وائلؓ کی ضعیف حدیث رفع یدین کی نقل کرتے ہیں جس میں رفع یدین کے باقی رہنے کا کوئی ذکر نہیں۔ ہاں اس کے بعد حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی رفع یدین نہ کرنے کی حدیث کو چھوڑ دیا۔ یہ ایسا ہی دھوکا ہے جیسے کوئی عیسائی بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز ادا کرنے والی حدیث نقل کر دے اور بیت اللہ والی حدیث کا نام نہ لے۔

اور ایک جھوٹ غیر مقلدین یہ بھی بولتے ہیں کہ! ایک لاکھ چوالیس ہزار صحابہ رفع یدین کرتے تھے۔ یہ بالکل جھوٹ ہے نہ جز رفع یدین میں یہ تعداد مذکور ہے نہ ہی وہ رسالہ قابلِ اعتماد ہے۔ یہ بات حضرت وائلؓ کی دوسری تشریف آوری کے ضمن میں ہے جبکہ ابو داود میں دوسری آمد کے وقت صرف تکبیر تحریمہ کی رفع یدین کا ہی ذکر ہے۔

رفع یدین کے نسخ کی بحث اور غیر مقلدین کے جھوٹ

غیر مقلدین نے بعض علماء کے نامکمل حوالے نقل کر کے آخر میں ملا علی قاری حنفی کا نعرہ حق کا عنوان لکھ کر موضوعات کبیر کے حوالہ سے کہ رفع یدین نہ کرنے کی سب باطل حدیثیں پیش کر کے اپنے خیال میں میدان فتح کر لیا ہے۔ لیکن یہ اتنا بڑا فریب ہے کہ الامان والحفیظ۔ ملا علی قاری نے اس قول کی پرزور تردید فرمائی ہے اور پوری چوبیس سطروں میں ترک رفع یدین کی احادیث ذکر کی ہیں، بلکہ رفع یدین کو منسوخ ثابت کیا ہے۔

مگر جھوٹی روایات پڑھ سن کر ان غیر مقلدین کی طبیعت ہی ایسی ہوگئی ہے

کہ اب وہ خانہ خدا میں بیٹھ کر رفع یدین نہ کرنے کی احادیث (اور دیگر) تمام صحیح احادیث کا پوری جرأت سے انکار کرتے ہیں۔ اور منکرین حدیث سے بڑھ کر ان صحیح احادیث کا مذاق اڑاتے ہیں۔

(۱۲۷) مولوی محمد یوسف جے پوری حقیقت الفقہ صفحہ ۱۹۴ پر رکوع میں جاتے اور سر اٹھاتے وقت رفع یدین کی تصدیق کا الزام لگاتے ہوئے ہدایہ اور شرح وقایہ کا غلط حوالہ دیتے ہوئے لکھتے ہیں۔ ''تصدیق احادیث رفع الیدین قبل رکوع و بعد رکوع'' (ہدایہ صفحہ ۳۸۴ ج ۱۔ شرح وقایہ صفحہ ۱۰۲)

حالانکہ یہ دونوں حوالے محض جھوٹ ہیں ان میں کہیں بھی ان احادیث کی تصدیق نہیں ہے۔

(۱۲۸) حدیث فما زالت صحیح الاسناد ہے ہدایہ صفحہ ۳۸۶ ج ۱۔ صاف جھوٹ! اصل عربی عبارت پیش کریں۔

(۱۲۹) رفع یدین کرنے کی حدیثیں بہ نسبت ترک رفع کے قوی ہیں۔ (ہدایہ صفحہ ۳۸۹ ج ۱) بالکل صاف جھوٹ ہے۔

(۱۳۰) رفع الیدین نہ کرنیکی حدیث ضعیف ہے (شرح وقایہ صفحہ ۱۰۲) بالکل جھوٹ ہے۔

(۱۳۱) حق یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے رفع یدین صحیح ثابت ہے (ہدایہ صفحہ ۳۸۶ ج ۱) بالکل جھوٹ ہے۔

(۱۳۲) جو رفع یدین کرے اس سے مناقشہ حلال نہیں (ہدایہ صفحہ ۳۸۹ ج ۱) بالکل جھوٹ ہے۔

مندرجہ بالا سوالات میں سے سوال نمبر ۱۲۱ تا ۱۲۶ میں جو حوالے دیئے گئے ہیں وہ ہدایہ اور شرح وقایہ کے ہیں، یہ دونوں کتابیں عربی میں ہیں ان کے متن کی اصل عربی پیش کریں جس کا یہ ترجمہ کیا گیا ہے؟ تو ہم فی عبارت ایک سو

روپیہ انعام دیں گے۔

افسوس: افسوس ہے کہ یہ سب کچھ قرآن وحدیث کے نام پر ہورہا ہے۔ ہمارے جو دوست ان کے جھوٹے پروپیگنڈے سے متاثر ہیں، اور سمجھتے ہیں کہ یہ فرقہ قرآن وحدیث کا خادم ہے وہ ان کے جھوٹ اور فریب پر غور وفکر کریں، جو قرآن وحدیث کے نام پر ہورہا ہے۔۱۲ محمد امین عفی عنہ۔

(۱۳۳) رکوع سے پہلے ایک تکبیر ہے یاد و اگر غیر مقلد دو تکبیریں کہیں، ایک رفع یدین کے ساتھ، دوسری رکوع کے ساتھ، تو یہ حدیث کے بالکل خلاف ہے۔ کیونکہ حدیث بخاری میں چار رکعت کی بائیس تکبیریں مذکور ہیں۔

رکوع کے متعلق سوالات

(۱۳۴) اگر ایک تکبیر ہے تو وہ صرف رکوع کی ہے **یکبر عند کل خفض ورفع** اسی لئے اس کو تکبیر انتقال کہتے ہیں تو رفع یدین بغیر تکبیر کے رہ گئی۔ بغیر ذکر کے ہاتھ اٹھانا کوئی عبادت نہیں۔

(۱۳۵) رکوع کا ذکر ایک مرتبہ کہنا جائز ہے یا نہیں؟ کیونکہ بخاری ومسلم میں تعداد کا کوئی ذکر نہیں۔

(۱۳۶) کم از کم تین مرتبہ کہنے کی حدیث ضعیف ہے اس میں عون کا ابن مسعودؓ سے سماع نہیں اور اسحاق ابن یزید مجہول ہے۔

(۱۳۷) دس مرتبہ پڑھنے کی روایت نسائی میں ہے وہ بھی ضعیف ہے کیونکہ اس میں وہیب بن مانوس مستور ہے۔

(۱۳۸) آپ ؐ نے حکم صرف **سبحان ربی العظیم** کا دیا ہے۔

(ابوداود۔ ابن ماجہ)

(۱۳۹) اگر کوئی آدمی رکوع میں کوئی ذکر بھی نہ کرے تو نماز جائز ہے۔

(نسائی مترجم صفحہ ۳۵۰ ج ۱)

(۱۴۰) اگر کوئی بھول کر رکوع میں سجدہ کی تسبیح پڑھ لے تو سجدہ سہو لازم ہوگا یا نماز باطل ہوگی؟

(۱۴۱) نسائی مترجم صفحہ ۳۴۹ ج ۱۔ ابو داود مترجم صفحہ ۳۴۰ ج ۱، پر رکوع کا ذکر بلند آواز سے پڑھنا آیا ہے۔اس پر آپ کا عمل کیوں نہیں؟

(۱۴۲) آپ جو ہمیشہ رکوع کے اذکار آہستہ پڑھتے ہیں اس کی صریح حدیث کہاں ہے؟

(۱۴۳) رکوع میں قرآن پڑھنا منع ہے کسی نے بھی بھول کر کوئی آیت پڑھ لی تو سجدہ سہو لازم ہوگا یا نماز باطل ہوگی؟

(۱۴۴) نسائی شریف میں رکوع کے چھ قسم کے اذکار ہیں۔کیا آپؐ نے سب پر مواظبت (ہیشگی) فرمائی یا کسی ایک پر بھی مواظبت نہیں فرمائی۔ ہمیں کیا حکم دیا؟

(۱۴۵) حکیم محمد صادق سیالکوٹی نے رکوع کی چوتھی دعاء بحوالہ بخاری و مسلم ذکر کی ہے حالانکہ وہ نہ بخاری میں ہے نہ ہی مسلم میں اگر ہے تو پیش کریں؟

(۱۴۶) رکوع سے اٹھتے وقت امام ذکر بلند آواز سے کہے اور مقتدی و منفرد آہستہ کہیں، اس فرق کی کیا دلیل ہے۔پیش کریں۔

اعتراض

حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ابو بکر بن عیاش رحمۃ اللہ علیہ کا آخری عمر میں حافظہ متغیر ہو گیا تھا تو یہ روایت صحیح کیسے ہو سکتی ہے۔

الجواب الاول: امام ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

لم اجدلهٔ حديثا منكرا من رواية الثقات عنه.

بحواله مقدمة فتح البارى وفتح الملهم ج۲ ص ۱۶ .

کہ میں نے ابو بکر بن عیاش رحمۃ اللہ علیہ کی کوئی روایت بھی منکر نہیں پائی

جو ثقہ راویوں نے ان سے روایت کی ہو۔

اور یہاں ان سے ثقہ راوی حافظ ابوبکر بن ابی شیبہ رحمۃ اللہ علیہ ہیں جن سے حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ صحیح بخاری میں روایت کرتے ہیں۔

الجواب الثانی: امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے خود ابوبکر بن عیاش رحمۃ اللہ علیہ سے صحیح بخاری میں کافی روایات ذکر کی ہیں مثلاً دیکھیں صحیح بخاری ج ا ص ۱۸۶، وج ا ص ۲۳۲ ج ا ص ۲۶۰ وج ا ص ۲۶۳ وج ا ص ۲۷۴ وج ا ص ۴۹۶ وج ۲ ص ۶۵۵ وج ۲ ص ۷۲۵ وج ۲ ص ۷۴۸ وج ۲ ص ۸۸۹ وج ۲ ص ۹۰۳ و ج ۲ ص ۹۵۲ ج ۲ ص ۹۵۴ وج ۲ ص ۹۶۳ وج ۲ ص ۹۸۶ وج ۲ ص ۱۰۵۲ وج ۲ ص ۱۱۱۸ وج ا ص ۴۰۴ وغیرہ۔ حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ خود تو ابوبکر بن عیاش سے احتجاج کرتے ہیں لیکن فریق مخالف پر اعتراض کرتے ہیں اگر ہم ابو بکر بن عیاش رحمۃ اللہ علیہ کی روایت احتجاج کرنے کے باعث گنہگار ہیں تو حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ خود بھی تو اس کے مرتکب ہیں۔

قومہ کے متعلق سوالات

(۱۴۷) بعض غیر مقلد قومہ میں ہاتھ باندھتے ہیں، اور بعض چھوڑ دیتے ہیں، دونوں کس حدیث پر عامل ہیں؟

(۱۴۸) مقتدی کا قومہ کی دعا بلند آواز سے پڑھنا، نسائی شریف میں موجود ہے، غیر مقلدین کا عمل اس کے خلاف کیوں ہے؟

(۱۴۹) قومہ کے اذکار فرض ہیں یا واجب یا سنت صریح حکم حدیث میں دکھائیں؟

(۱۵۰) وتر کے قومہ میں دعا کی طرح ہاتھ اٹھا کر قنوت پڑھنا، اور منہ پر ہاتھ پھیر کر سجدہ کرنا کس حدیث میں ہے؟

مسئلہ نمبر ۴۱

جس نے رکوع پالیا، رکعت پالی

حضرت معاذ بن جبل رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

(حدیث نمبر ۱۲۴) اِذَا اَتٰی اَحَدُکُمُ الصَّلٰوۃَ وَ الْاِمَامُ عَلٰی حَالٍ فَلْیَصْنَعْ کَمَا یَصْنَعُ الْاِمَامُ. (ترمذی ج ۱ ص ۷۶)

(ترجمہ) جب تم میں سے کوئی نماز کے لئے آئے اور امام کسی حالت میں ہو تو وہی کرے جو امام کر رہا ہے۔

اس حدیث کو نقل کرنے کے بعد امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

وَالْعَمَلُ عَلٰی هٰذَا عِنْدَ اَهْلِ الْعِلْمِ قَالُوا اِذَا جَاءَ الرَّجُلُ وَالْاِمَامُ سَاجِداً فَلْیَسْجُدْ وَلَا تُجْزِئُهٗ تِلْکَ الرَّکْعَةُ اِذَا فَاتَهُ الرَّکُوْعُ مَعَ الْاِمَامِ.

اہل علم کے نزدیک عمل اسی حدیث پر ہے، وہ کہتے ہیں کہ جو شخص امام کو سجدہ میں پائے اُسے چاہئے کہ وہ بھی سجدہ میں چلا جائے، لیکن اگر امام کے ساتھ رکوع نہ پاسکا تو وہ رکعت اس کے لئے درست نہ ہوگی۔

ابوداود شریف میں ہے۔

(حدیث نمبر ۱۲۵) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا جِئْتُمْ اِلَی الصَّلٰوةِ وَنَحْنُ سُجُوْدٌ فَاسْجُدُوْا وَلَاتعدوها شَیْئاً وَمَنْ اَدْرَکَ الرَّکْعَةَ فَقَدْ اَدْرَکَ الصَّلٰوةَ. (ج ۱ ص ۱۲۵)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جب تم نماز کے لئے آؤ اور ہمیں سجدہ میں پاؤ تو تم بھی سجدہ میں چلے جاؤ لیکن اسے کچھ شمار نہ کرنا۔ اور جس نے رکوع پا لیا اس نے نماز پالی۔

علامہ ابن رشد مالکی لکھتے ہیں۔

اَلَّذِیْ عَلَیْہِ الْجَمْھُوْرُ اَنَّہٗ اِذَا اَدْرَکَ الْاِمَامَ قَبْلَ اَنْ یَرْفَعَ رَاْسَہٗ مِنَ الرُّکُوْعِ وَرَکَعَ مَعَہٗ فَھُوَ مُدْرِکٌ لِلرَّکْعَۃِ وَلَیْسَ عَلَیْہِ قَضَاءُ ھَا.

جمہور کا قول یہ ہے کہ اگر امام کے سر اٹھانے سے پہلے کوئی شخص امام کو رکوع میں پالے تو اس نے رکعت پالی اور اس پر اس رکعت کی قضا نہیں ہے۔

(بدایۃ المجتہد ج ۱ ص ۱۵۸)

مزید احادیث و آثار کے لئے دیکھئے مصنف ابن ابی شیبہ، ج ۱ ص ۲۴۳، کتاب الآثار لامام محمد ج ۱ ص ۳۴۷۔

دارقطنی میں ہے۔

(حدیث نمبر ۱۲۶) **مَنْ اَدْرَکَ رَکْعَۃً مِنَ الصَّلٰوۃِ فَقَدْ اَدْرَکَھَا قَبْلَ اَنْ یُقِیْمَ صُلْبَہٗ.** (ج ۱ ص ۱۳۲)

جس نے نماز کا رکوع پالیا، امام کے اپنی پیٹھ سیدھی کرنے سے پہلے، پس اس نے وہ رکعت پالی۔

مسئلہ نمبر۴۲

قومہ وجلسہ کی دعائیں صرف نوافل کیلئے ہیں

بعض احادیث کریمہ میں افتتاح نماز، قومہ، جلسہ اور رکوع وسجود کے لئے مخصوص دعائیں منقول ہیں، وہ دعائیں نوافل میں پڑھی جائیں گی۔ جیسا کہ بعض احادیث میں اس کی صراحت بھی ہے۔

(حدیث نمبر۱۲۷) **عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ مَسْلَمَةَ قَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اِذَا قَامَ يُصَلِّىْ تَطَوُّعاً قَالَ اَللّٰهُ اَكْبَرُ وَجَّهْتُ وَجْهِىَ لِلَّذِىْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِيْفاً وَّمَا اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ .**

(نسائی ج ۱ ص ۱۴۳)

(ترجمہ) محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب نفل کے لئے کھڑے ہوتے تو **اللّٰهُ اَكْبَرُ** کہہ کر یہ دعاء پڑھتے **وَجَّهْتُ وَجْهِىَ لِلَّذِىْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ حَنِيْفاً وَّ مَا اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ .**

(فائدہ) کیونکہ نوافل، آدمی تنہا پڑھتا ہے لہذا جتنا چاہے طول دے۔ لیکن فرائض جماعت کے ساتھ پڑھنا ہیں لہذا ان میں مقتدیوں کے حال کی رعایت ضروری ہے۔ ایسا نہ ہو کہ ان دعاؤں کے پڑھنے سے نماز لمبی ہو جائے، مقتدیوں کو اکتاہٹ یا گھبراہٹ ہو، بوڑھوں اور مریضوں کو پریشانی لاحق ہونے لگے کوئی آدمی اپنا کوئی خاص کام ادھورا چھوڑ کر آیا ہو، نماز لمبی ہونے کی وجہ سے اسے الجھن پیدا ہونے لگے، ان سب باتوں کی رعایت امام کے لئے نہایت ضروری ہے۔ ہاں! تنہا فرض پڑھنا ہوں یا نفل تو جتنا چاہے طول دے سکتا ہے۔

(۱)

(حدیث نمبر۱۲۸)عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنْ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ اِذَا صَلّٰی اَحَدُکُمْ لِلنَّاسِ فَلْیُخَفِّفْ فَاِنَّ فِیْهِمُ الضَّعِیْفَ وَ السَّقِیْمَ وَ الْکَبِیْرَ وَاِذَا صَلّٰی اَحَدُکُمْ لِنَفْسِهٖ فَلْیُطَوِّلْ مَاشَاءَ.

(بخاری ج ۱ ص ۹۷ مسلم ج ۱ ص ۱۸۸)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جب تم میں سے کوئی، لوگوں کو نماز پڑھائے تو ہلکی نماز پڑھائے کیونکہ مقتدیوں میں کمزور بھی ہوتے ہیں ۔ بیمار بھی اور بوڑھے بھی ۔ البتہ اگر تنہا پڑھے تو جتنا چاہے طول دے ۔

(۲)

(حدیث نمبر۱۲۹)عَنْ اَبِیْ مَسْعُوْدٍ اَنَّ رَجُلًا قَالَ وَ اللّٰهِ یَارَسُوْلُ اِنِّیْ لَاَتَاَخَّرُ عَنْ صَلٰوةِ الْغَدَاةِ مِنْ اَجْلِ فُلَانٍ مِمَّا یُطِیْلُ بِنَا فَمَا رَاَیْتُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِیْ مَوْعِظَةٍ اَشَدُّ غَضَباً مِّنْهُ یَوْمَئِذٍ ثُمَّ قَالَ اِنَّ مِنْکُمْ مُنَفِّرِیْنَ فَاَیُّکُمْ مَا صَلّٰی بِالنَّاسِ فَلْیُخَفِّفْ فَاِنَّ فِیْهِمُ الضَّعِیْفَ وَالْکَبِیْرَ وَ ذَاالْحَاجَةِ. (حواله مذکوره)

ابو مسعود انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ ایک شخص نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ! میں صبح کی نماز میں فلاں کی وجہ سے پیچھے رہ جاتا ہوں، وہ نماز لمبی پڑھاتا ہے ۔ ابو مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ اس شخص کی یہ بات سن کر حضور ﷺ اتنے غصہ ہوئے کہ وعظ و نصیحت کے موقع پر میں نے کبھی آپ کو اتنا غضب ناک نہیں دیکھا، پھر آپ ﷺ نے فرمایا تم میں کچھ لوگ ایسے ہیں جو دوسرے لوگوں کو نماز سے متنفر کرتے ہیں، سن لو! جو دوسروں کو نماز پڑھائے وہ ہلکی نماز پڑھائے، کیونکہ مقتدیوں میں کمزور، بوڑھے ضرورت

والے (سبھی طرح کے لوگ) ہوتے ہیں۔

(۳)

(حدیث نمبر۱۳۰) عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ مَاصَلَّيْتُ وَرَاءَ الْاِمَامِ قَطُّ اَخَفَّ وَلَا اَتَمَّ مِنَ النَّبِيِّ ﷺ. (حوالہ مذکورہ)

انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے آنحضرت ﷺ سے زیادہ ہلکی مگر مکمل نماز کسی امام کے پیچھے کبھی نہیں پڑھی۔

(۴)

(حدیث نمبر۱۳۱) عثمان ابی العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے عہد لیا تھا کہ

اِذَا اَمَمْتَ قَوْماً فَاَخِفَّ بِهِمُ الصَّلٰوةَ. (مسلم ج ۱ ص ۱۸۸)

جب تم لوگوں کی امامت کرو تو انہیں ہلکی نماز پڑھاؤ گے۔

(۵)

عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ تخفیف کا حکم دیتے تھے۔ (نسائی ج ۱ ص ۱۳۲)

جو چیزیں نماز کی تمامیت کے قبیل سے ہیں ظاہر ہے کہ انہیں امام ادا کرے گا ہی، اس میں تخفیف کی کہاں گنجائش، ہاں! جو چیزیں اس قبیل سے نہیں اس میں تخفیف کی گنجائش ہے۔ قومہ، جلسہ وغیرہ کی مخصوص دعاؤں کا یہی حال ہے کہ ان پر نماز کی تمامیت اور اکملیت منحصر نہیں، بلکہ اس سے نماز لمبی ہو جاتی ہے جس سے مقتدیوں کو دشواریاں ہوتی ہیں، لہذا تنہا پڑھنے والا اگر چاہے تو ان دعاؤں کو پڑھے خواہ فرض پڑھتا ہو یا نفل، لیکن امام ہو کر نہ پڑھے۔

البتہ اگر کوئی امام اپنے مقتدیوں کا حال جانتا ہو کہ وہ لمبی نماز کو ہی پسند کرتے ہیں اور انہیں کوئی اکتاہٹ یا گھبراہٹ نہیں ہوتی۔ اور مقتدیوں میں کوئی

بیمار، کمزور یا باہر کا آدمی بھی شریک نہیں۔ اس صورت میں امام ان دعاؤں کو پڑھ سکتا ہے۔ اور ان میں سے کوئی بھی شخص ہو تو مقتدیوں کے حالات کی رعایت بہر حال امام پر لازم ہے۔ وہ فرائض وواجبات اور سنن ومستحبات کا خیال کر کے نماز ضرور پڑھائے مگر مستحبات کی رعایت اس قدر نہ کرنے لگے کہ لوگوں کو نماز باجماعت سے ہی متنفر کر دے۔

(الکوکب الدری ج ۱ ص ۱۳۳ ، فتح الملهم ج ۲ ص ۳۸)

مسئلہ نمبر ۴۳

سجدہ میں جاتے وقت پہلے گھٹنے پھر ہاتھ رکھے

(حدیث نمبر۱۳۲)عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ رَأَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ اِذَا سَجَدَ وَضَعَ رُکْبَتَیْہِ قَبْلَ یَدَیْہِ وَاِذَا نَھَضَ رَفَعَ یَدَیْہِ قَبْلَ رُکْبَتَیْہِ.

حضرت وائل بن حُجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا، جب آپ سجدہ کرتے تو اپنے گھٹنے اپنے ہاتھوں سے پہلے (زمین پر) رکھتے اور جب سجدہ سے اُٹھتے تو اپنے ہاتھ اپنے گھٹنوں سے پہلے اُٹھاتے۔

(ابو داود ج ۱ ص ۱۲۹ ، و ترمذی ص ۳۶ جلد اول ، نسائی ، ابن ماجۃ ، مشکوٰۃ ص ۸۴ و قال الترمذی ھذا الحدیث حسنٌ وقال الحاکم صحیحٌ علیٰ شرط مسلمٍ و صححہ ابن حبان (مرقاۃ شرح مشکوٰۃ ص ۳۲۴ جلد دوم طبع ملتان باب السجود ، فضلہ والسعایۃ ص ۱۹۳ جلد دوم)

سجدہ کے متعلق سوالات

(۱۵۱)سجدوں کی تسبیحات کتنی مرتبہ پڑھنی چاہئیں ، اس کی کوئی صحیح حدیث بتائیں؟

(۱۵۲)نسائی مترجم صفحہ ۳۷۷ ج ا پر ہے کہ سجدہ میں کوئی ذکر بھی نہ کرے تو جائز ہے اس پر غیر مقلدین کا عمل کیوں نہیں؟

(۱۵۳)حکیم صادق صاحب نے سجدوں سے درجات کی بلندی کے عنوان کے تحت ایک حدیث لکھی ہے علیک بکثرۃِ السجودِ حالانکہ یہ الفاظ

حدیث رسول میں نہیں ہیں بلکہ صادق صاحب نے اپنی طرف سے ملا دیئے ہیں۔

(۱۵۴) دو سجدوں کے درمیان کس طرح بیٹھے۔ ترمذی مترجم صفحہ ۱۴۳ و ۱۴۴ پر غیر مقلد مترجم نے اقعاء کو مکروہ بھی لکھا ہے اور سنت بھی، سبحان اللہ۔

(۱۵۵) سجدوں کے درمیان ہاتھ باندھے یا کھلے رکھے اگر کھلے رکھے تو کہاں رکھے؟ صاف صریح حدیث پیش کریں۔

(۱۵۶) مسند احمد صفحہ ۳۱۷ ج ۴ پر گھٹنوں پر ہاتھ رکھنے کا ذکر ہے مگر ساتھ ہی اشارہ سبابہ بین السجدتین ہے جس پر آپ کا عمل نہیں؟

(۱۵۷) بین السجدتین جو ذکر آپ آہستہ آواز سے پڑھتے ہیں، اس کے آہستہ پڑھنے کی کونسی حدیث ہے۔

(۱۵۸) یہ ذکر بین السجدتین فرض ہے یا واجب ہے یا سنت۔ اگر کوئی نہ پڑھے تو اس کی نماز ناقص ہوگی، یا باطل ہوگی؟

(۱۵۹) سنن بیہقی صفحہ ۲۲۲ ج ۲، اور فتاوی علماء حدیث صفحہ ۱۴۸ ج ۳ پر احادیث اور آئمہ اربعہ سے ثابت کیا گیا ہے کہ عورت اور مرد کی نماز میں فرق ہے۔ غیر مقلدین ان احادیث اور اجماع کے خلاف کرتے ہیں اور محض قیاس سے کہتے ہیں کہ مرد و عورت کی نماز میں کوئی فرق نہیں۔

(۱۶۰) رکوع و سجدہ کے اذکار عربی میں کہنا ضروری ہیں اگر کوئی دوسری زبان میں کہے تو اس کی نماز ناقص ہوگی یا باطل؟

(۱۶۱) ایک شخص ایک سجدہ کرنے کے بعد بھول کر کھڑا ہو گیا اور دوسرا سجدہ نہ کیا اسے دوسری رکعت کے رکوع میں یاد آیا کہ میرا دوسرا سجدہ رہ گیا ہے۔ اب وہ نماز کس طرح پوری کرے؟

یہ جتنے سوالات ہم نے غیر مقلدین سے کئے ہیں ان کے جوابات

صراحت کے ساتھ احادیث صحیحہ سے مطلوب ہیں۔ لیکن ان غیر مقلدین کے پاس احادیث کے جوابات نہیں ہیں۔ یہ لوگ ان مسائل کی احادیث میں صراحت نہ ہونے کے باوجود ان مسائل پر عمل کرتے ہیں یا پھر فقہ حنفی پر عمل کرتے ہیں مگر ساتھ ہی فقہ کی پیروی کی تردید بھی بڑے شدومد کے ساتھ کرتے ہیں۔

فتاویٰ علما حدیث صفحہ ۳۰۶ ج ۴ پر لکھا ہے کہ ''سجدوں کے وقت رفع یدین کرنے کی حدیث بلاشک صحیح ہے، یہ حضورؐ کی آخری عمر کا فعل ہے۔ بلاشبہ اس کا عامل مردہ سنت کو زندہ کرنے والا، اور مستحق اجر سو شہید کا ہے''

لیکن غیر مقلدین اس سنت کے تارک ہیں۔

مسئلہ نمبر ۴۴

جلسۂ استراحت نہیں ہے

دونوں سجدوں سے فارغ ہو کر دوسری رکعت کے لئے سیدھا کھڑا ہو جائے چونکہ یہ آنحضور ﷺ کی سنت ہے اور اسلافِ اُمت کا اجماع اس پر ہے اس لئے یہاں جلسہ استراحت نہ کرے۔

(حدیث نمبر ۱۳۳) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ کَانَ النَّبِیُّ ﷺ یَنْهَضُ فِی الصَّلٰوةِ عَلٰی صُدُوْرِ قَدَمَیْهِ . (ترمذی ج ۱ ص ۳۸)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نماز میں اپنے قدموں کے کناروں پر کھڑے ہو جاتے تھے۔

اس حدیث کو نقل کرنے کے بعد امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

(حدیث نمبر ۱۳۴) حَدِیْث اَبِیْ هُرَیْرَةَ عَلَیْهِ الْعَمَلُ عِنْدَ اَهْلِ الْعِلْمِ یَخْتَارُوْنَ اَنْ یَنْهَضَ الرَّجُلُ فِی الصَّلٰوةِ عَلٰی صُدُوْرِ قَدَمَیْه. (حوالہ مذکورہ)

اہل علم کے نزدیک حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر ہی عمل ہے، وہ یہی پسند کرتے ہیں کہ نماز پڑھنے والا اپنے پیروں کے اگلے حصوں کے بل کھڑا ہو جائے۔

حضرت ابو حُمید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مَرفُوع حدیث ہے۔

فَسَجَدَ ثُمَّ کَبَّرَ فَقَامَ وَلَمْ یَتَوَرَّکْ

(ابو داود ج ۱ ص ۱۵۴ ، طحاوی ج ۱ ص ۱۲۷ وصححہ النیموی)

پس آنحضرت ﷺ نے سجدہ کیا، پھر تکبیر کہی، پس کھڑے ہوئے اور تورک نہیں کیا۔ یعنی دوسرے سجدہ کے بعد نہ بیٹھے۔

عمل صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم

(حدیث نمبر ۱۳۵) ابو مالک اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک مرتبہ اپنے قبیلہ کے لوگوں کو حضور ﷺ کی نماز پڑھ کر دکھائی اس میں بھی جلسۂ استراحت نہ کیا حدیث کے الفاظ ملاحظہ کیجئے۔

ثُمَّ كَبَّرَ فَسَجَدَ ثُمَّ كَبَّرَ فَانْتَهَضَ قَائِماً.

(مسند احمد ج ۵ ص ۳۴۳ واسناده حسن، مجمع الزوائد ج ۱ ص ۱۹۴)

پھر اللہ اکبر کہا پھر سجدہ کیا پھر اللہ اکبر کہا اور کھڑے ہو گئے۔

اسی طرح تمام اکابر صحابہ جو سفر و حضر میں زیادہ تر حضور ﷺ کے ساتھ رہا کرتے، جلسہ استراحت کی نفی کرتے ہیں۔ ان کا طریقہ یہ تھا کہ پہلی اور تیسری رکعت میں دوسرے سجدہ سے فارغ ہوتے ہی بغیر بیٹھے سیدھے کھڑے ہو جاتے تھے

عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ اَنَّهٗ كَانَ يَنْهَضُ فِي الصَّلٰوةِ عَلٰى صُدُوْرِ قَدَمَيْهِ وَلَمْ يَجْلِسْ. (مصنف ابن ابی شیبۃ ج ۱ ص ۳۹۴)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نماز میں اپنے قدموں کے کناروں پر کھڑے ہو جاتے تھے، اور بیٹھتے نہیں تھے۔

مصنف ابن ابی شیبہ کے اسی صفحہ پر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما، عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ابن ابی لیلی سے بھی اسی قسم کی احادیث وآثار موجود ہیں۔

امام شعبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

كَانَ عُمَرُ وَعَلِيٌّ وَ اَصْحَابُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ يَنْهَضُوْنَ فِيْ صَلٰوتِهِمْ عَلٰى صُدُوْرِ اَقْدَامِهِمْ. (مصنف ابن ابی شیبۃ ج ۱ ص ۳۹۴)

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور دیگر اصحاب رسول اللہ ﷺ اپنی نمازوں میں اپنے قدموں کے کناروں سے کھڑے ہو جاتے تھے۔

نعمان بن ابی عیاش رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے۔

قَالَ اَدْرَکْتُ غَیْرَ وَاحِدٍ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِیِّ ﷺ فَکَانَ اِذَا رَفَعَ اَحَدُھُمْ مِنَ السَّجْدَۃِ الثَّانِیَۃِ فِی الرَّکْعَۃِ الْاُوْلٰی وَ الثَّالِثَۃِ نَھَضَ کَمَا ھُوَ وَلَمْ یَجْلِسْ.

(مصنف ابن ابی شیبۃ ج ۱ ص ۳۹۵ باسناد حسن، الدرایۃ ج ۱ ص ۱۴۷)

میں نے بہت سے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے ملاقات کی ہے ان کا طریقہ یہ تھا کہ جب وہ پہلی رکعت کے دوسرے سجدہ اور تیسری رکعت کے دوسرے سجدہ سے سر اٹھاتے تو سیدھے کھڑے ہو جاتے اور بیٹھتے نہ تھے۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما، حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی احادیث و آثار مصنف ابن ابی شیبہ ص ۳۹۴ جلد اول، نصب الرایہ ص ۳۸۹ جلد اول، فتح القدیر ص ۳۰۸ جلد اول میں ملاحظہ ہوں۔

حضرت مولانا عبدالحی لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ نے السعایہ ص ۲۱۱ جلد ۲ پر علامہ ابن تیمیہ حنبلی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ قول نقل کیا ہے۔

اِنَّ الصَّحَابَۃَ اَجْمَعُوْا عَلٰی تَرْکِ جَلْسَۃِ الْاِسْتِرَاحَۃِ.

یعنی صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم جلسۂ استراحت کے ترک پر متفق ہیں۔

اجماعِ اُمّت

اسلاف اُمت کا اجماع واتفاق اس بات پر ہے کہ پہلی اور تیسری رکعت کے بعد بیٹھے بغیر سیدھا کھڑا ہو جانا چاہیئے۔

اجمعوا علی أنهٗ إذا رفع رأسه من آخر سجدة من الركعة الأولیٰ والثالثة نهض ولم يجلس اِلا الشافعي

(جوهر النقي ج۲ ص ۱۲۶)

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے سوا تمام اسلاف کا اجماع ہے کہ پہلی اور تیسری رکعت میں دوسرے سجدے کے بعد سیدھا کھڑا ہو جائے۔[۱]

---

[۱] جلسۂ استراحت کوئی مسنون عمل نہیں۔ ذخیرۂ احادیث میں جن صحابہؓ نے آنحضور ﷺ کی نماز کی کیفیت بیان کی۔ ان میں جلسۂ استراحت کا ذکر نہیں ملتا۔

البتہ حضرت مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ جلسۂ استراحت فرماتے تھے، جب کہ دوسری روایت میں ہے کہ جلسۂ استراحت نہیں فرماتے تھے۔

امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ اس مضمون کی تمام احادیث کو پیش نظر رکھتے ہوئے فرماتے ہیں کہ

فلما تخالف الحديثان احتمل أن يكون مافعلهٗ فی حديث مالك بن الحويرث لعلة كانت به فقعد من اجلهالا لأنهٗ ذلك من سنة الصلوٰة "وقال" ولو كانت هذه الجلسة مقصودة لشرع لهاذكر مخصوص.

(یعنی) دونوں حدیثوں میں بظاہر اختلاف معلوم ہوتا ہے تو اس کا حل یہی ہے کہ آپ نے کسی اپنی تکلیف کی وجہ سے یہ جلسۂ استراحت فرمایا ہوگا نہ اس لئے کہ یہ نماز کی سنت ہے اور اگر یہ جلسہ نماز میں مطلوب ہوتا تو خاص طور پر اس کا علیحدہ ذکر مخصوص ہوتا۔''

امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ کے اس قول کی تائید اس حدیث سے بھی ہوتی ہے جس میں آپ نے خود یہ فرمایا ہے کہ بڑھاپے کے سبب ''اب میں جسیم ہو گیا ہوں'' لہٰذا اسی دور میں اس خاص کیفیت کے پیش نظر بیٹھ کر کھڑے ہوتے تھے۔ چنانچہ اس کی حدیث ملاحظہ ہو۔

عن معاوية بن أبی سفيانؓ قال قال رسول الله ﷺ لاتبادروني بالركوع ولا بالسجود فمهما اسبقكم به إذا ركعت تدر كوني به إذا رفعت ومهما اسبقكم إذا سجدت تدر كوني به إذا رفعت إني قدبدنت.

(ابن ماجة، النهي أن يسبق الامام بالركوع)

عن عباس اوعیاش بن سهل الساعدی انه کان فی مجلس فیه ابوه وکان من اصحاب النبی ﷺ و فی المجلس ابو هریرة وابو حمید الساعدی وابو اسید فذکر الحدیث و فیه ثم کبر فسجد ثم کبر فقام ولم یتورک (ابو داود ج ۱ ص ۱۰۷)

عباس یا عیاش بن سہل ساعدی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ وہ ایک ایسی مجلس میں تھے جس میں ان کے والد بھی تھے جو نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابہ میں سے تھے اور اسی مجلس میں حضرت ابو ہریرہ، حضرت ابوحمید ساعدی اور حضرت ابواسید رضی اللہ تعالیٰ عنہم بھی تھے انہوں نے حدیث ذکر کی جس میں یہ بیان کیا کہ پھر آپ ﷺ نے تکبیر کہی پھر سجدہ کیا پھر تکبیر کہی تو آپ سیدھے کھڑے ہو گئے (جلسۂ استراحت کے لئے) بیٹھے نہیں۔

عن عبدالرحمٰن بن غنم ان ابامالک الاشعری جمع قومه فقال یا معشر الاشعریین اجتمعوا واجمعوا نساء کم وابناء کم اعلمکم صلاة النبی ﷺ صلی لنا بالمدینة (فذکر الحدیث بطوله و فیه)ثم قال سمع اللّٰه لمن حمده واستوی قائما ثم کبروخر ساجداثم کبر فرفع رأسه ثم کبر فسجد ثم کبر فانتهض قائما، الحدیث . (مسند احمد ج۵ص ۳۴۳)

حضرت عبدالرحمٰن بن غنم رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ حضرت ابو مالک اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی قوم کو جمع کر کے فرمایا اے اشعریین کی جماعت خود بھی جمع ہو جاؤ اور اپنی عورتوں اور بچوں کو بھی جمع کرلو تا کہ میں تمہیں نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نماز سکھلا دوں جو آپ ہمیں مدینہ منورہ میں پڑھایا کرتے تھے (پھر راوی نے) پوری حدیث ذکر کی جس میں یہ بھی ہے کہ پھر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سمع اللہ لمن حمدہ کہہ کر سیدھے کھڑے ہو گئے پھر تکبیر کہہ کر

سجدے میں چلے گئے پھر تکبیر کہہ کر سجدے سے سر اٹھایا پھر تکبیر کہہ کر سجدہ کیا پھر تکبیر کہہ کر سیدھے کھڑے ہو گئے۔ (اور جلسہ استراحت کے لئے نہیں بیٹھے)

جلسہ استراحت کے متعلق غیر مقلدین سے سوالات

(۱۶۲) کیا کسی صحیح صریح حدیث میں ہے کہ جلسہ استراحت سنت مؤکدہ ہے؟

(۱۶۳) کیا جلسہ استراحت میں کوئی ذکر بھی مسنون ہے؟ اور اس جلسہ استراحت میں کسی قسم کا کوئی ذکر کرنا؟ اقم الصلوٰۃ لذکری کے خلاف ہے یا نہیں؟

(۱۶۴) کیا جلسہ استراحت کے بعد تکبیر کہہ کر اٹھنا بھی کسی حدیث سے ثابت ہے۔ اگر جواب نفی میں ہے تو یہ سنت یا مستحب نہ ہوا، کیونکہ ہر اٹھنے بیٹھنے کے وقت تکبیر کا حکم ہے جیسا کہ بخاری شریف میں موجود ہے اور جب جلسہ استراحت کے بعد تکبیر ثابت نہیں تو اس حدیث سے معلوم ہوا کہ غیر مقلد جو جلسہ استراحت کرتے ہیں یہ بھی نہیں ہے اور تکبیرات کی تعداد بائیس ہے۔ اگر جلسہ استراحت مانا جائے تو ہر اٹھتے بیٹھتے وقت تکبیر کا حکم ہے اور تکبیرات کی تعداد چھبیس بن جاتی ہے جو بخاری شریف کی حدیث کے خلاف ہے۔

(۱۶۵) حضورؐ نے سجدہ کے بعد سیدھا کھڑا ہونے کا حکم دیا، (بخاری صفحہ ۹۸۶ ج ۱) آپؐ جلسہ استراحت نہیں کرتے تھے۔ (ابوداود صفحہ ۱۰۷ ج ۱)

حضرت ابو مالک اشعریؓ نے اپنی ساری قوم کو جب حضورؐ کی نماز کا طریقہ سکھایا تو انہوں نے نہ پہلی تکبیر کے بعد رفع یدین سکھائی اور نہ ہی جلسہ استراحت سکھایا۔ (مسند احمد صفحہ ۳۴۳ ج ۵) امام شعبیؒ فرماتے ہیں کہ حضرت عمرؓ، حضرت علیؓ اور حضورؐ کے صحابہؓ جلسہ استراحت نہیں کرتے تھے۔ امام زہری بھی فرماتے ہیں ہمارے اساتذہ جلسہ استراحت نہیں کرتے تھے۔

حضرت نعمان بن ابی عیاش فرماتے ہیں، میں نے بہت سے صحابہؓ کی
زیارت کی، ان میں سے کوئی بھی جلسہ استراحت نہیں کرتا تھا۔ عبداللہ بن عمرؓ،
عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰؒ، ابن عمیرؒ، ابراہیم نخعی بھی جلسہ استراحت نہ کرتے تھے۔
(مصنف ابن ابی شیبہ صفحہ ۳۹۴ ج ۱)

ایوب سختیانی فرماتے ہیں کہ میں نے ایک بوڑھے عمرو بن سلمہ کے بغیر کسی
جلسہ استراحت کرتے نہیں دیکھا۔ (بخاری صفحہ ۱۱۳ ج ۱)

امام اعظمؒ فرماتے ہیں کہ سنت یہی ہے کہ جلسہ استراحت نہ کرے سیدھا
کھڑا ہو، ہاں بوڑھاپے وغیرہ کے عذر سے کوئی سیدھا نہ اٹھ سکے تو وہ عذر کی وجہ
سے جلسہ استراحت کر کے اٹھے۔ (کتاب الحجہ صفحہ ۳۱۵ ج ۱)

ناصر البانی غیر مقلد جس کا ذکر فتاویٰ علمائے حدیث صفحہ ۱۷۶ ج ۳ پر ہے،
بھی فرماتے ہیں کہ جلسہ استراحت مشروع نہیں، صرف حاجت کیلئے ہے۔
(ارواء الغلیل صفحہ ۸۳ ج ۲)

(۱۶) مولوی یوسف نے حقیقۃ الفقہ صفحہ ۱۹۵ پر جو لکھا ہے کہ جلسہ استراحت نہ
کرنے کی حدیث ضعیف ہے (شرح وقایہ صفحہ ۱۰۱) یہ بالکل جھوٹ ہے
شرح وقایہ کے متن کی اصلی عبارت پیش کرو اور یک صد روپیہ انعام لو۔

مسئلہ نمبر ۴۵

نماز میں سجدے سے اُٹھتے وقت دونوں ہاتھ زمین پر ٹیک کر نہیں اُٹھنا چاہئے

عن نافع عن ابن عمر قال نهى رسول الله ﷺ ان يعتم
الرجل علىٰ يديه اذا نهض فى الصلوٰة. (ابو داود ج ا ص ۱۴۲)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے نماز میں (دوسری رکعت کے لئے اُٹھتے وقت) دونوں ہاتھوں کو زمین پر ٹیک کر اٹھنے سے منع فرمایا ہے۔

عن وائل بن حجر قال رأيت النبى ﷺ اذا سجد وضع ركبتيه قبل يديه واذانهض رفع يديه قبل اركبتيه،
(ابو داود ج ا ص ۱۲۲)

حضرت وائل بن حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دیکھا کہ جب آپ سجدے میں جاتے تو زمین پر پہلے گھٹنے رکھتے پھر ہاتھ اور جب سجدے سے کھڑے ہوتے تو پہلے ہاتھ اٹھاتے پھر گھٹنے۔

مسئلہ نمبر ۴۶

ترک تورک

قعدہ کی شکل

قعدہ کی شکل وصورت یہ ہے کہ دایاں پاؤں کھڑا رکھے اور بایاں پاؤں بچھا
اس پر بیٹھ جائے۔
عورتوں کی طرح دونوں قدم سرینوں سے باہر دائیں طرف نکال کر نہ
جیسا کہ غیر مقلد کرتے ہیں۔
حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی مرفوع حدیث ہے۔
(حدیث نمبر ۱۳۶) وَكَانَ يَقُولُ فِي كُلِّ رَكْعَتَيْنِ التَّحِيَّةَ وَكَانَ
رِشُ رِجْلَهُ الْيُسْرٰى وَيَنْصِبُ رِجْلَهُ الْيُمْنٰى .
(مسلم ص ۱۹۴ ج ۱ مشکوۃ ص ۷۵)
(ترجمہ) رسول اللہ ﷺ ہر دو رکعت پر التحیات پڑھتے تھے اور اپنا بایاں
ں بچھاتے اور دایاں پاؤں کھڑا رکھتے تھے۔
اس حدیث کا اطلاق وعموم دونوں قعدوں کو شامل ہے کہ مطلقاً ہر قعدہ میں
ں پاؤں کھڑا رکھا جائے اور بایاں پاؤں بچھایا جائے۔
حضرت وائل بن حُجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔
(حدیث نمبر ۱۳۷) فَلَمَّا جَلَسَ يَعْنِي لِلتَّشَهُّدِ افْتَرَشَ رِجْلَهُ
سْرٰى وَنَصَبَ رِجْلَهُ الْيُمْنٰى .
(ابو داود، نسائی، ابن ماجۃ، ترمذی ص ۳۸ جلد اول)
(ترجمہ) پس جب آنحضرت ﷺ تشہد کے لئے بیٹھے تو اپنا بایاں پاؤں

بچھا دیا اور اپنا دایاں پاؤں کھڑا کیا۔

یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ (ترمذی ص ۳۸ جلد اول)

حضرت رفاعہ بن رافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ایک اعرابی کو نماز کی تعلیم دیتے ہوئے ارشاد فرمایا:

(حدیث نمبر ۱۳۸) فَإِذَا رَفَعْتَ فَاقْعُدْ عَلٰى فَخِذِكَ الْيُسْرٰى .

(ابو داود ص ۱۳۲ جلد اول، مسند امام احمد ص ۳۴۰ جلد ۴)

(ترجمہ) جب تو سجدہ سے سر اٹھائے تو اپنی بائیں ران پر بیٹھ۔

قاضی شوکانی رحمۃ اللہ علیہ نیل الاوطار میں فرماتے ہیں:

لَا مَطْعَنَ فِيْ إِسْنَادِهٖ.

اس حدیث کی سند پر کوئی اعتراض نہیں ہے۔

(حدیث نمبر ۱۳۹) عن عبیداللّٰہ بن عبداللّٰہ انه اخبره انه كان يرى عبداللّٰہ بن عمر يتربع فى الصلٰوة اذا جلس ففعلته وانا يومئذ حديث السن فنهانى عبداللّٰہ بن عمر وقال انما سنة الصلٰوة ان تنصب رجلک اليمنٰى وتثنى اليسرى فقلت انک تفعل ذلک فقال ان رجلاى لاتحملانى. (بخاری ج ۱ ص ۱۱۴)

حضرت عبیداللہ بن عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ وہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھتے تھے کہ جب آپ (قعدہ میں) بیٹھتے تو چوکڑی مار کر بیٹھتے (فرماتے ہیں کہ) میں ابھی بالکل نوعمر تھا میں نے بھی ایسا کیا تو حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مجھے اس سے روکا اور فرمایا کہ نماز میں سنت یہ ہے کہ (بیٹھنے میں) دایاں پاؤں کھڑا رکھو اور بایاں پاؤں پھیلا دو میں نے کہا کہ آپ تو اس طرح کرتے ہیں (چوکڑی مارتے ہیں) آپ نے فرمایا میرے پاؤں میرا بھار نہیں اٹھا سکتے۔

مسئلہ نمبر ۴۷

قعدہ (بیٹھنا)

دوسری رکعت میں دونوں سجدوں کے بعد تشہد کے لئے بیٹھ جائے۔

بیٹھنے کی مسنون ترکیب ملاحظہ ہو:

عن عائشه رضی اللّٰه تعالیٰ عنها و فیه و کان یقول فی کل رکعتین التحیة وکان یفرش رجله الیسریٰ و ینصب رجله الیمنیٰ...... الحدیث . (مسلم : صفة الصلوٰة)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا وعن ابیہا کی روایت میں ہے کہ آپ ﷺ فرماتے تھے کہ ہر دو رکعتوں کے بعد التحیات کے لئے بیٹھنا ہے اور آپ ﷺ اپنا بایاں پاؤں بچھاتے تھے اور دائیں پاؤں کو کھڑا رکھتے تھے۔

مسئلہ نمبر ۴۸

تشہد کے الفاظ

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

(حدیث نمبر ۱۴۰) **فَاِذَا صَلّٰی اَحَدُکُمْ فَلْیَقُلِ التَّحِیَّاتُ لِلّٰہِ...... الخ.**

(ترجمہ) جب تم میں سے کوئی نماز پڑھے تو کہے التحیات للہ......۔

اس کے بعد حضور ﷺ نے پورا تشہد اس طرح سکھایا۔

اَلتَّحِیَّاتُ لِلّٰہِ وَ الصَّلَوَاتُ وَالطَّیِّبَاتُ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ وَرَحْمَةُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰہِ الصَّالِحِیْنَ اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَ اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّداً عَبْدُہٗ وَ رَسُوْلُہٗ. (بخاری ج ۱ ص ۱۱۵، مسلم ج ۱ ص ۱۷۳)

ساری زبانی عبادتیں اور تمام بدنی عبادتیں اور تمام مالی عبادتیں اور اللہ کے لئے ہیں۔ اے نبی ﷺ! آپ ﷺ پر سلام ہو اور اللہ کی رحمت اور برکتیں۔ سلامتی ہو ہم پر اور اللہ کے نیک بندوں پر۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور گواہی دیتا ہوں کہ محمد ﷺ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث میں ہے کہ آنحضرت ﷺ جس اہتمام سے قرآن مجید کی سورت کی تعلیم دیتے تھے، اسی اہتمام سے مجھے تشہد کی تعلیم دی اور فرمایا:

(حدیث نمبر ۱۴۱) وَاِذَا قَعَدَ اَحَدُکُمْ فِی الصَّلٰوۃِ فَلْیَقُلْ اَلتَّحِیَّاتُ لِلّٰہِ وَالصَّلَوٰتُ وَالطَّیِّبَاتُ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰہِ الصّٰلِحِیْنَ اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ .

(ترجمہ) کہ جب تم میں سے کوئی نماز میں قعدہ کرے، تو کہے اَلتَّحِیَّاتُ لِلّٰہِ آخر التحیات تک.

(بخاری ص ۱۱۵ ج ۱، مسلم ص ۱۷۳ ج ۱ باب التشھد فی الصّلوٰۃ)

(فائدہ) بعض صحیح احادیث میں تشہد کے دوسرے الفاظ بھی مروی ہیں اور وہ بھی جائز ہیں لیکن مذکورہ بالا الفاظ راجح ہیں کیونکہ باتفاقِ محدثین تشہد کے بارے میں سب سے زیادہ صحیح حدیث حضرت ابنِ مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یہی مذکورہ حدیث ہے۔ اکثر صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم وتابعین کا اسی حدیث پر عمل ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ باب ماجاء فی التشھد ص ۳۸ جلد اول پر حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مذکورہ حدیث نقل کر کے لکھتے ہیں۔

وَھُوَ اَصَحُّ حَدِیْثٍ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ فِی التَّشَھُّدِ وَالْعَمَلُ عَلَیْہِ عِنْدَ اَکْثَرِ اَھْلِ الْعِلْمِ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِیِّ ﷺ وَمَنْ بَعْدَھُمْ مِنَ التَّابِعِیْنَ .

(ترجمہ) تشہد کے بارے میں یہ سب سے زیادہ صحیح مرفوع حدیث ہے، صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم وتابعین رحمۃ اللہ علیہم میں سے اکثر اہلِ علم کا اسی پر عمل ہے۔

علامہ نووی شافعیؒ شرح مسلم ص ۱۷۳ جلد اول پر لکھتے ہیں:

وَقَالَ اَبُوْ حَنِیْفَۃَ وَاَحْمَدُ وَ جَمْھُوْرُ الْفُقَھَاءِ وَاَھْلُ الْحَدِیْثِ

تَشَهُّدُ ابْنِ مَسْعُوْدٍؓ اَفْضَلُ لِاَنَّهٗ عِنْدَ الْمُحَدِّثِیْنَ اَشَدُّ صِحَّةً .

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ، امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ اور جمہور فقہاء و محدثین کے ہاں حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت والا تشہد افضل ہے اس لئے کہ یہ محدثین کے ہاں سب سے زیادہ صحیح ہے۔

حضرت مولانا عبدالحی لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ نے السعایۃ ص ۲۲۵ جلد دوم، ص ۲۲۶ جلد ۲ پر مذکورہ بالا تشہد کی ترجیح کی پندرہ وجہیں لکھی ہیں۔

مسئلہ نمبر ۴۹

اشارہ سبابہ فقط تشہد میں

(حدیث نمبر ۱۴۲) عَنْ وَّائِلِ بْنِ حُجْرٍ قَالَ رَاَیْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَدْ حَلَّقَ الْاِبْھَامَ وَ الْوُسْطٰی وَ رَفَعَ الَّتِیْ تَلِیْھَا یَدْعُوْ بِھَا فِی التَّشَھُّدِ . (ابن ماجة ص٦٦)

وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ نے انگوٹھے اور بیچ کی انگلی سے حلقہ بنایا اور اس انگلی کو اٹھایا جو ان دونوں سے ملی ہوئی تھی (یعنی انگشت شہادت) اس سے تشہد میں اشارہ کرتے تھے۔

مسئلہ نمبر ۵۰

پہلے قعدے میں تشہد سے آگے کچھ نہیں پڑھنا چاہیے

(حدیث نمبر ۱۴۳)عن عبداللّٰہ بن مسعود قال کان النبی ﷺ فی الرکعتین کانہ علی الرضف قلت حتی یقوم قال ذلک یرید.

(نسائی ج ۱ ص ۱۳۲)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام (تین یا چار رکعت والی نماز میں) دو رکعت پڑھ کر ایسا بیٹھتے گویا گرم توے پر بیٹھے ہیں یعنی بہت جلد اُٹھ جاتے تھے۔ ابو عبیدہ رحمۃ اللہ علیہ حدیث کے راوی کہتے ہیں میں نے حضرت ابن مسعودؓ سے کہا (تیسری رکعت کے لئے) کھڑے ہونے کی وجہ سے، تو آپ نے فرمایا ہاں یہی مراد ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ پھر اگر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام درمیانی قعدہ میں ہوتے تو تشہد سے فارغ ہو کر کھڑے ہو جاتے اور اگر آخری قعدہ میں ہوتے تو تشہد کے بعد اللہ کو جو منظور ہوتا وہ دعا مانگتے پھر سلام پھیرتے۔

مسئلہ نمبر ۱۵

اشارہ کے سوا انگلی کو کوئی اور حرکت نہ دے

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

(حدیث نمبر ۱۴۴) **كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُشِيْرُ بِاِصْبَعِهٖ اِذَا دَعَا وَلَا يُحَرِّكُهَا.**

(ابو داود ص ۱۴۹ ج ۱، باب الاشارۃ فی الصلوٰۃ، نسائی)

(ترجمہ) نبی اکرم ﷺ جب تشہد پڑھتے اپنی انگلی سے اشارہ کرتے تھے اور اسے حرکت نہیں دیتے تھے۔

محدث نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

رواہ ابو داود باسناد صحیح (شرح المہذب ج ۳ ص ۴۵۴)

ابوداود نے اسے صحیح سند سے روایت کیا ہے۔

حضرت وائل بن حُجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث میں ہے

(حدیث نمبر ۱۴۵) **ثُمَّ رَفَعَ اِصْبَعَهٗ فَرَأَيْتُهٗ يُحَرِّكُهَا .**

(نسائی ص ۱۸۷ ج ۱، دارمی، مشکوٰۃ ص ۸۵)

(ترجمہ) پھر آنحضرت ﷺ نے اپنی انگلی اُٹھائی تو میں نے آپ کو دیکھا کہ آپ انگلی کو حرکت دے رہے تھے۔

ان دونوں روایتوں میں تطبیق یہ ہے کہ تحریک سے اشارہ کی حرکت مراد ہے، کوئی دوسری حرکت مراد نہیں تو حرکت والی حدیث حرکتِ اشارہ پر محمول ہے اور نفی حرکت والی حدیث دوسری حرکت کی نفی پر محمول ہے۔ امام بیہقی نے یہی توجیہ کی ہے۔ (بذل المجہود ص ۱۲۷ جلد ۲)

مسئلہ نمبر ۵۲

مقدار تشہد کے بعد حدث

نماز میں خروج بصنعہ فرض ہے۔ یعنی ''قعدہ'' ''اخیرہ'' میں تشہد کی مقدار بیٹھنے کے بعد کسی اپنے فعل کے ذریعے نماز سے نکلنا فرض ہے۔ اور سلام کے ذریعہ نکلنا واجب ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ متعدد احادیث مبارکہ میں مقدار تشہد کے بعد بغیر سلام کسی اور طریقے سے بھی نماز سے نکلنے پر نماز کی تمامیت کا حکم لگایا گیا ہے۔

مثلاً ابوداود شریف میں ہے۔

(حدیث نمبر ۱۴۶) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍوؓ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا قَضَى الْاِمَامُ الصَّلٰوةَ وَقَعَدَ فَاَحْدَثَ قَبْلَ اَنْ يَّتَكَلَّمَ فَقَدْ تَمَّتْ صَلٰوتُهٗ وَ مَنْ كَانَ خَلْفَهٗ مِمَّنْ اَتَمَّ الصَّلٰوةَ ۔

(ابو داود ج ۱ ص ۱۰۷)

(ترجمہ) عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جب امام، نماز پوری کر لے اور قعدہ میں بیٹھ جائے پھر حدث کر دے قبل اس کے کہ کلام کرے تو اس کی نماز مکمل ہوگئی اور اس شخص کی بھی نماز مکمل ہوگئی جس نے اس کے پیچھے پوری نماز پڑھی۔

اس حدیث میں امام کے حدث کر دینے (بالقصد وضو توڑ دینے پر) امام اور مقتدیوں کی نماز کے تمام ہونے کا حکم بیان کیا گیا ہے، حالانکہ امام لفظ ''سلام'' سے سلام پھیر کر نماز سے نہیں نکلا۔ معلوم ہوا کہ لفظ سلام فرض نہیں، جبکہ خروج بصنعہ فرض ہے۔

اس قسم کی احادیث ابوداود شریف کے علاوہ ترمذی، بیہقی، دار قطنی اور طحاوی وغیرہ میں بھی موجود ہیں۔ اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی مروی ہیں اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی۔

ایک روایت میں قبل ان یسلم (سلام پھیرنے سے پہلے) کے الفاظ ہیں۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں ہے۔

اِذَا قَعَدَ قَدْرَ التَّشَهُّدِ ثُمَّ اَحْدَثَ فَقَدْ تَمَّتْ صَلَاتُهُ .

(دارقطنی ص ۱۴۵ وغیرہ)

جب تشہد کی مقدار بیٹھ جائے پھر حدث کردے تو اس کی نماز مکمل ہوگئی۔

لیکن یہ شخص بالقصد ایسا کرنے پر گنہگار ہوگا کیونکہ اس نے نماز جیسی شان والی عبادت کو اس کے مخصوص طریقہ کے خلاف ختم کیا، اور سلام جو واجب تھا اس کا بھی بالقصد ترک کیا۔ لہٰذا یہ نماز مکروہ تحریمی اور واجب الاعادہ ہوگی۔ حدیث میں جس تمامیت کا ذکر ہے وہ فرضیت کی تمامیت ہے۔ لیکن ترک واجب کی وجہ سے وجوب کی تمامیت باقی رہ جائے گی۔ جس کی تکمیل بلا اعادۂ نماز ممکن نہ ہوگی۔ اور گناہ جو ہوگا وہ الگ ہے۔

تشہد اور قعدہ کے متعلق غیر مقلدین سے سوالات

(۱۶۷) دو رکعت کے بعد قعدہ فرض ہے یا واجب ہے یا سنت؟ اگر بھول کر آدمی کھڑا ہو جائے تو سجدہ سہو کرنا ہوگا یا کیا کرے؟ جواب حدیث سے مطلوب ہے۔

(۱۶۸) وتر کی نماز میں جو غیر مقلدین یہ تشہد نہیں بیٹھتے، وہ فرض کے تارک ہیں یا سنت کے یا واجب کے؟

(۱۶۹) حکیم صادق نے جو حدیث وتر کے بارہ میں لا یقعد والی لکھی ہے، اس میں شیبان ضعیف ہے، ابان منفرد ہے، قتادہ مدلس ہے، اور مستدرک کے

اکثر نسخوں میں یہ روایت سرے سے موجود ہی نہیں، اس لئے مولوی عبدالرؤف غیر مقلد کو بھی تسلیم کرنا پڑا کہ'' اس روایت کا ان الفاظ سے مروی ہونا محل نظر ہے۔ (حاشیہ صلوٰۃ الرسول صفحہ ۳۹۱) امام بیہقی نے بھی اس کو خطاء قرار دیا ہے۔ صفحہ ۲۸ ج ۳۔ البانی بھی شاذ کہتے ہیں۔ (ارواء الغلیل)

(۱۷۰) ایک شخص نے بھول کر درمیانی قعدہ میں تشہد کی بجائے الحمد شریف پڑھ لی اور تیسری رکعت میں کھڑے ہو کر یاد آیا اب موافق حدیث وہ کس طرح نماز پوری کرے۔

(۱۷۱) درمیانی قعدے میں تشہد فرض ہے یا سنت؟ اور کہاں تک پڑھے؟ شیخ البانی کہتے ہیں کہ درود بھی پڑھے اور عبداللہ روپڑی کہتے ہیں کہ درود نہ پڑھے، کس کا مسئلہ حدیث کے موافق ہے؟ کس پر عمل کیا جائے''

(۱۷۲) آخری قعدہ فرض ہے؟ یا واجب؟ یا سنت؟ اگر کوئی آخری قعدہ چھوڑ کر پانچویں رکعت میں کھڑا ہو جائے تو اب وہ کیا کرے؟

(۱۷۳) آخری قعدہ کر کے تشہد پڑھ کر بھولے سے پانچویں رکعت کیلئے کھڑا ہوگیا۔ اب وہ نماز کس طرح پوری کرے؟

(۱۷۴) آخری قعدہ میں تشہد پڑھنا فرض ہے، یا واجب یا سنت؟

(۱۷۵) نسائی شریف مترجم صفحہ ۴۲۴ ج ۱، پر تیری حدیث میں تشہد بلند آواز سے پڑھنا ثابت ہے، غیر مقلدین کا اس پر عمل نہیں۔

(۱۷۶) اگر آخری قعدہ میں بھول کر تشہد کی جگہ فاتحہ پڑھ کر سلام پھیر دیا تو کیا کرے؟

(۱۷۷) آخری قعدہ میں درود شریف پڑھنا فرض ہے، یا واجب، یا سنت؟

(۱۷۸) کیا صحاح ستہ کی کسی صحیح حدیث میں صراحت ہے کہ نماز میں درود

ابراہیمی ہی خاص ہے۔نسائی مترجم صفحہ ۴۲۴ ج ا کی تقریری حدیث سے درود کا جہراً پڑھنا ثابت ہے۔آپ کا اس پر عمل کیوں نہیں؟

(۱۷۹) آپ کا امام، مقتدی منفرد، سب نماز میں درود آہستہ پڑھتے ہیں۔اس کی صریح حدیث پیش فرمائیں؟

(۱۸۰) اگر کوئی شخص درود پڑھے بغیر سلام پھیر دے، تو اب نماز دوبارہ پڑھے، یا کیا کرے۔

(۱۸۱) کوئی شخص درود ابراہیمی کی بجائے کوئی اور ماثور درود پڑھ لے، تو نماز پر کیا اثر پڑے گا؟

(۱۸۲) درود کے بعد دعا مانگنا فرض ہے یا واجب یا سنت۔صریح حکم حدیث سے دکھائیں؟

(۱۸۳) یہ دعا عربی زبان میں ضروری ہے، یا اپنی زبان میں بھی مانگ سکتا ہے۔جواب بحوالہ حدیث دیں؟

(۱۸۴) اس دعا کا ماثور ہونا ضروری ہے، یا غیر ماثور دعا بھی مانگ سکتا ہے۔حدیث سے جواب دیں؟

(۱۸۵) نسائی مترجم صفحہ ۴۲۴ ج ا، کی تقریری حدیث سے اس دعا کا بلند آواز سے مانگنا ثابت ہے۔جس کو آپ نے چھوڑ رکھا ہے۔

(۱۸۶) اگر کوئی شخص یہ دعا ہاتھ اٹھا کر مانگے تو کس حدیث سے اس کو منع کیا جائے یا کس سے ثابت کیا جائے؟

مسئلہ نمبر ۵۴

سجدہ سہو کا طریقہ

قعدۂ اخیرہ میں تشہد کے بعد ایک طرف سلام پھیر کر دو سجدے کرے، پھر تشہد، درود شریف و دعا پڑھ کر سلام پھیر دے۔

(حدیث نمبر ۱۴۷) **عَنْ عَبْدِاللّٰهِ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ . قَالَ اَلسَّهْوُ اَنْ یَقُوْمَ فِیْ قُعُوْدٍ، اَوْیَقْعُدَ فِیْ قِیَامٍ اَوْیُسَلِّمَ فِی الرَّکْعَتَیْنِ، فَاِنَّهُ یُسَلِّمُ ثُمَّ یَسْجُدُ سَجْدَتَیِ السَّهْوِ، وَیَتَشَهَّدُ وَ یُسَلِّمُ.**

(طحاوی . باب سجود السهو فی الصلوٰة)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ بھول یہ ہے کہ نمازی بیٹھنے کی بجائے کھڑا ہو جائے یا کھڑا ہونے کے بجائے بیٹھ جائے یا (تین چار رکعت والی نماز میں) دو رکعتوں کے بعد سلام پھیر دے۔ تو ایسا شخص سلام پھیرنے کے بعد دو سجدے کرے پھر تشہد پڑھ کر سلام پھیرے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے علاوہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت سعد بن أبی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ وغیرہم حضرات سے بھی سلام کے بعد سجدہ سہو منقول ہے۔

(طحاوی باب سجود السهو فی الصلاة)

(حدیث نمبر ۱۴۸) **عَنْ عِمْرَانَ بْنِ الْحُصَیْنِ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ صَلّٰی بِهِمْ فَنَسِیَ فِیْهَافَسَجَدَ سَجْدَتَیْنِ ثُمَّ تَشَهَّدَ ثُمَّ سَلَّمَ**

(صححه الحاکم .ابو داود. سجدتی السهو فیهما تشهدوتسلیم)

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے سب کے ساتھ نماز پڑھی اور اس میں کچھ بھول گئے، تو آپ نے سہو کے دو سجدے کر کے تشہد پڑھی پھر سلام پھیرا۔

ان روایات سے معلوم ہو گیا کہ سجدہ سہو سلام کے بعد ہے اور سجدہ سہو کے بعد پھر تشہد پڑھ کر سلام پھیرا جاتا ہے۔

(حدیث نمبر۱۴۹) عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ مَرْفُوْعًا وَاِذَا شَکَّ اَحَدُکُمْ فِیْ صَلٰوتِہٖ فَلْیَتَحَرَّ الصَّوَابَ فَلْیُتِمَّ عَلَیْہِ ثُمَّ لِیُسَلِّمْ ثُمَّ یَسْجُدُ سَجْدَتَیْنِ، **(بخاری ج ۱ ص ۵۸)**

(ترجمہ) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا تم میں سے کسی کو جب اپنی نماز میں شک ہو جائے تو اُسے چاہئے کہ صحیح کے لئے سوچ و بچار کرے اور اس پر اپنی نماز پوری کرے پھر سلام پھیر کر دو سجدے کرے۔

(حدیث نمبر۱۵۰) عن عبداللہ بن جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان رسول اللہ ﷺ قال مَنْ شَکَّ فِیْ صَلٰوتِہٖ فَلْیَسْجُدْ سَجْدَتَیْنِ بَعْدَ مَایُسَلِّمْ.

(مسند احمد ج ۱ ص ۲۰۵ ،نسائی ج ۱ ص ۱۴۰ ،ابو داود ج ۱ ص ۱۴۸)

(ترجمہ) حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا جسے اپنی نماز میں شک ہو جائے تو اسے چاہئے کہ سلام پھیرنے کے بعد دو سجدے کرے۔

سجدہ سہو کے متعلق غیر مقلدین سے سوالات

(۱۸۷) اگر امام بھول کر فجر، مغرب، عشاء کی رکعتوں میں آہستہ قراءۃ کرے تو سجدہ سہو لازم ہوگا یا نہیں؟

(۱۸۸) اگر امام بھول کر سری نمازوں میں بلند آواز سے قراءت کرے تو سجدہ سہو لازم ہوگا یا نہیں؟

(۱۸۹) اگر سورۃ فاتحہ پڑھ کر سورت پڑھنا بھول گیا اور کوع کر لیا، تو سجدہ سہو لازم ہوگا یا نہیں؟

(۱۹۰) ایک شخص نے بھول کر پہلے قل ھو اللہ آخر تک پڑھ لی، اس پر سجدہ سہو لازم ہے یا نہیں؟

(۱۹۱) جہر اور سر کی جامع مانع تعریف کیا ہے۔ سب کا جواب حدیث صحیح صریح غیر معارض سے دیں۔

غیر مقلد کا جھوٹ

(۱۹۲) مولوی محمد یوسف جے پوری حقیقۃ الفقہ میں لکھتا ہے سجدہ سہو، دونوں طرف سلام پھیرنے کے بعد کرے (ہدایہ صفحہ ۵۸۴ ج ۱، شرح وقایہ صفحہ ۱۳۹)

(۱۹۳) سجدہ سہو میں ایک سلام پھیرنے والا بدعتی ہے۔ (ہدایہ صفحہ ۵۸۵ ج ۱)

یہ سب جھوٹ ہیں۔ آپ خود یہ کتابیں اٹھا کر دیکھیں تو آپ کو حیرت ہوگی کہ ان کتابوں میں ان کے برعکس لکھا ہے۔ غلط باتوں کو ان مستند کتابوں کی طرف منسوب کر کے عوام کو بدھو بناتے ہیں۔

نیز لکھتے ہیں کہ "تراویح بیس رکعت کی حدیث ضعیف ہے۔
(ہدایہ صفحہ ۵۶۳ ج ۱۔ شرح وقایہ صفحہ ۱۳۳)

سلام کے متعلق غیر مقلدین سے سوالات

(۱۹۴) نماز کے آخر میں دونوں طرف سلام پھیرنا فرض ہے یا واجب ہے یا سنت؟

(۱۹۵) امام، مقتدی اور منفرد سلام کے وقت دل میں کیا نیت کریں؟

(۱۹۶) امام بلند آواز سے اور مقتدی و منفرد آہستہ آواز سے سلام پھیریں۔ یہ

صراحت کس حدیث میں ہے؟

(۱۹۷) فتاویٰ علما حدیث صفحہ ۲۱۴ ج ۳، پر ہے۔ نماز فرض وسنت کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعاء کر سکتے ہیں۔ اس پر قولی، فعلی اور اثری بہت سی دلیلیں ہیں۔ اور عدم جواز پر کوئی دلیل نہیں۔ آج کل غیر مقلدین ان قولی، فعلی دلیلوں سے باغی ہو کر دعا کا صاف انکار کر گئے ہیں۔

نماز کے متعلق غیر مقلدین سے سوالات

(۱۹۸) کسی غیر عورت سے بوس وکنار کر کے نماز پڑھ لے تو سب کچھ معاف ہو جاتا ہے۔ (بخاری شریف صفحہ ۷۵ ج ۱) کیا آپ اس پر عمل کرتے ہیں؟

(۱۹۹) حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے، عورت سامنے سے گزرے تو نماز ٹوٹ جاتی ہے۔ (مسلم صفحہ ۱۹۷، ج ۱)

مگر حضرت عائشہؓ آپؐ کے سامنے لیٹی رہتی تھیں آپ سجدہ میں جاتے وقت ان کے پاؤں دبا دیتے۔ (مسلم صفحہ ۱۹۸ ج ۱)

(۲۰۰) آپؐ نے فرمایا حائضہ عورت سامنے ہو تو نماز ٹوٹ جاتی ہے۔
(ابوداود مترجم صفحہ ۲۸۳ ج ۱)

حضرت عائشہؓ حالت حیض میں سامنے لیٹی رہتی تھیں۔
(ابوداود، صفحہ ۲۸۴، ج ۱)

حضرت میمونہؓ حیض کی حالت میں حضورؐ کے پہلو میں۔
(بخاری صفحہ ۷۴ ج ۱، مسلم صفحہ ۱۹۸ ج ۱)

(۲۰۱) عورتیں نماز میں امام کی شرمگاہ کو دیکھتی رہیں، تو ان کی نماز نہیں ٹوٹی (بخاری ۲۹۰ ج ۲) اگر مرد، عورت کی شرمگاہ دیکھ لے تو اس کی نماز ٹوٹ جائے گی یا نہیں؟

(۲۰۲) حضورؐ نماز میں بیوی کے پاؤں کو ہاتھ لگا لیتے، آپؐ نماز پڑھتے تو بیوی

آپ کی پنڈلیوں کو ہاتھ لگا لیتی، اور نماز نہ ٹوٹتی۔ اگر نماز آدمی عورت کے کسی حصے کو ہاتھ لگا لے تو نماز ٹوٹ جائے گی یا نہیں؟

(۲۰۳) آپ نماز سے پہلے بیوی کا بوسہ لیتے، اس سے وضو نہ ٹوٹتا، اگر مرد نماز پڑھنے والی عورت کا بوسہ لے لے تو عورت کی نماز ٹوٹ جائے گی یا نہیں؟ جواب حدیث صریح سے دیں۔

(۲۰۴) اگر اس کے برعکس مرد نماز پڑھ رہا تھا، عورت نے بوسہ لے لیا۔ تو مرد کی نماز ٹوٹ جائے گی یا نہیں؟

(۲۰۵) نمازی کی نظر اپنی شرمگاہ پر پڑ گئی، تو نماز ٹوٹ جائے گی یا نہیں؟

(۲۰۶) ماں نماز پڑھ رہی تھی، بچے نے گود میں پیشاب کر دیا، نماز ٹوٹ جائے گی یا نہیں؟

(۲۰۷) ماں نماز پڑھ رہی تھی، بچے نے دودھ چوسنا شروع کر دیا نماز ٹوٹ جائے گی یا نہیں؟

(۲۰۸) آنحضرتؐ نے فرمایا کہ گدھا سامنے سے گزرے تو نماز ٹوٹ جاتی ہے۔ (مسلم صفحہ ۱۹۷ ج ۱)

لیکن آپؐ نے خود نماز پڑھائی تو سب کے سامنے گدھی چر رہی تھی۔ (مسلم، صفحہ ۱۹۶ ج ۱، ابوداود، نسائی)

بلکہ آپؐ نے گدھے پر نماز ادا فرمائی۔

یہ قول و فعل کا تضاد کیوں ہے؟

(۲۰۹) آپؐ نے فرمایا کہ کتا سامنے سے گزر جائے تو نماز ٹوٹ جاتی ہے۔ (مسلم صفحہ ۱۹۷ ج ۱)

لیکن آپؐ نماز پڑھاتے رہے اور کتیا سامنے کھیلتی رہی، اور ساتھ گدھی بھی تھی۔

(۲۱۰) آنحضرت ﷺ پر حالت نماز میں اونٹنی کا بچہ دان ڈال دیا گیا۔

امام بخاریؒ اس پر باب یوں باندھتے ہیں۔

"جب نمازی کی پیٹھ پر پلیدی یا مردار (نماز کی حالت میں) ڈال دیا جائے تو نماز نہیں بگڑے گی۔ اور عبداللہ بن عمرؓ جب نماز کے اندر اپنے کپڑے پر خون دیکھتے تو اس کپڑے کو اتار کر ڈال دیتے، اور نماز پڑھتے جاتے اور سعید بن المسیبؒ اور عامر شعبیؒ نے کہا کہ اگر کوئی شخص نماز پڑھ لے، اور اس کے کپڑے میں خون لگا ہو، یا منی لگی ہو تب بھی نماز نہ لوٹائے"

(بخاری مترجم صفحہ ۱۹۶ ج ۱، باب صفحہ ۱۶۷)

(۲۱۱) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی نواسی حضرت امامہؓ کو اٹھا کر نماز پڑھی۔ (بخاری ومسلم)

اس حدیث کی شرح میں علامہ وحید الزمان غیر مقلد لکھتے ہیں۔

"امام شافعیؒ کا مذہب یہ ہے کہ لڑکے یا لڑکی اور کسی پاک جانور کا فرض یا نفل نماز میں اٹھانا درست ہے۔ اور امام، ومقتدی اور منفرد سب کیلئے جائز ہے اور مالکیہ نے اس کا جواز نفل نماز سے خاص کیا ہے۔ لیکن یہ لغو ہے، کیونکہ خود حدیث سے ثابت ہے کہ آپؐ امام تھے اور امامہؓ کو اٹھائے ہوئے تھے۔ بعض مالکیہ نے کہا ہے کہ یہ حدیث منسوخ ہے۔ بعضوں نے کہا کہ ضرورت کی وجہ سے ایسا کیا۔ مگر یہ سب باتیں باطل اور مردود ہیں اور حدیث سے اس امر کا جواز ثابت ہے۔ کہ قواعد شرعیہ کے یہ امر خلاف نہیں۔ کیونکہ آدمی پاک ہے اور بچے کے بدن اور کپڑے کو پاک سمجھنا چاہئے جب تک نجاست پر کوئی دلیل نہ ہو۔"

(حاشیہ صحیح مسلم صفحہ ۱۱۷ وصفحہ ۱۱۸ ج ۲)

(۲۱۲) غیر مقلد کے مذہب میں کتا اور خنزیر پاک ہیں۔ (عرف الجادی صفحہ ۱۰)

پھر ان کو اٹھا کر نماز پڑھنا کس حدیث کے خلاف ہے؟

(۲۱۳) غیر مقلد کے مذہب میں تو نمازی جس چیز کو اٹھائے اس کا پاک ہونا بھی ضروری نہیں (بدور الاہلہ) غیر مقلد کے نزدیک تو کتا اور خنزیر پیشاب پاخانے میں لت پت ہو جب بھی نماز ہو جائے گی۔

(۲۱۴) ماں نماز پڑھ رہی تھی بچے نے اوڑھنی کھینچ لی، تو نماز ٹوٹ جائے گی یا نہیں؟

(۲۱۵) حدیث کی کتاب مصنف ابن ابی شیبۃ میں ہے کہ حضرت معاذ، اور حضرت عمرؓ نماز میں جوئیں مارا کرتے تھے۔ (صفحہ ۳۶۷، صفحہ ۳۶۸، ج ۲)

(۲۱۶) حدیث کی کتاب میں ہے کہ ابراہیم، قتادہ، حکم، عطاء نے فرمایا کہ کوئی سرے سے تکبیر تحریمہ ہی نہ کہے تو نماز جائز ہے۔
(عبدالرزاق صفحہ ۷۲، صفحہ ۷۳ ج ۲)

(۲۱۷) حدیث کی کتاب میں ہے کہ عطاء نے کہا۔ **اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم** نہ پڑھے تو بھی نماز جائز ہے۔ (عبدالرزاق صفحہ ۸۷، ج)

امام حسن بصری فرماتے ہیں کہ اکیلا آدمی بھی سورۃ الفاتحہ نہ پڑھے تو نماز نہ دہرائے۔ صفحہ ۹۵ ج ۲۔

(۲۱۸) حضرت عمرؓ نے مغرب کی پہلی رکعت میں فاتحہ نہ پڑھی، اور سجدہ سہو کر لیا۔ صفحہ ۱۲۳ ج ۲

حضرت معمر، قتادہ، اور حضرت حماد فرماتے ہیں کوئی تشہد نہ پڑھے تو نماز درست ہے۔ (صفحہ ۲۰۵ ج ۲)

حضرت ابو برزہ اسلمی خچر کو ہاتھ میں پکڑ کر نماز پڑھا کرتے تھے۔
(صفحہ ۲۶۲ ج ۲)

(۲۱۹) نمازی لاٹھی سے جانور کو بھگا دے تو کوئی مضائقہ نہیں۔ (صفحہ ۲۶۲ ج ۲)

(۲۲۰) نمازی نماز میں کنکریاں جمع کر کے یا لکیریں لگا کر گنتی کرتا رہا تو کوئی مضائقہ نہیں۔ (صفحہ ۳۲۹ ج ۲)

حضرت سعید بن جبیرؒ نفل نماز میں پانی وغیرہ پی لیا کرتے تھے۔ حضرت طاؤس بھی جائز کہتے تھے۔ (صفحہ ۳۳۳ ج ۲)

(۲۲۱) حرام زادہ نماز میں امام بن سکتا ہے۔ (صفحہ ۳۹۶ و صفحہ ۳۹۷، ج ۲)

(۲۲۲) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں مسجد نبوی کچی تھی یا پکی؟

(۲۲۳) آپؐ نے مسجد نبوی کا نام مسجد قدس رکھا تھا، یا مسجد مبارک، یا مسجد اہلِ حدیث؟

(۲۲۴) علامہ وحید الزمان غیر مقلد لکھتے ہیں۔ ''حضرت علیؓ مسجد میں محراب دیکھتے تو اس کو توڑ ڈالتے، مسجد میں محراب بنانا خلاف سنت ہے۔ اب اکثر لوگوں نے اس کو اختیار کر لیا ہے الا ماشاء اللہ ایک جماعت اہل حدیث نے چند مسجدیں مطابق سنت کے بنائی ہیں جن میں نہ محراب ہے نہ منبر'' (لغات الحدیث صفحہ ۴۴ کتاب الحاء)

لیکن آج کے اہل حدیث حضرات کی اکثر مساجد میں محراب موجود ہیں کیا یہ سب خلاف سنت ہیں؟

(۲۲۵) احادیث سے پتہ چلتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں مسجد کا فرش کچا تھا۔ پیشانی پر مٹی لگ جاتی تھی۔ کیا مسجد کا پکا فرش بنانا حدیث میں صراحۃً آیا ہے؟

(۲۲۶) کیا آنحضرتؐ نے مسجد میں کائی کی صفیں اور ان پر قالین بچھوائے تھے؟

(۲۲۷) آنحضرتؐ نے مسجد کے کتنے مینار بنوائے تھے، ان کی بلندی کتنی تھی؟

(۲۲۸) آنحضرتؐ نے مسجد کے ساتھ کتنے استنجاء خانے، اور کتنے غسل خانے بنوائے تھے؟

(۲۲۹) آنحضرتؐ نے وضو کی جگہ مسجد میں کس طرف بنوائی تھی؟

(۲۳۰) آپؐ نے مسجد میں کس قسم کا پنکھا لگوایا تھا؟

(۲۳۱) آپؐ نے فرمایا ہر گھنٹی کے ساتھ شیطان ہے، مسجد میں گھنٹی والے کلاک لگانے کا حدیث میں کیا حکم ہے؟

(۲۳۲) آنحضرتؐ ایک مدّ پانی سے وضو کیا کرتے تھے، اس سے زیادہ پانی خرچ کرنا اسراف ہے یا نہیں؟ ذرا سوچ سمجھ کر بتلائیں۔

(۲۳۳) آپؐ ایک صاع پانی سے غسل کرتے تھے۔ غسل میں اس سے زیادہ پانی خرچ کرنا اسراف ہے، یا نہیں؟

(۲۳۴) مدّ اور صاع کی مقدار ہمارے وزن کے موافق حدیث سے کتنی ثابت ہے؟

(۲۳۵) قرآن و حدیث سے عام مکان اور مسجد میں مابہ الامتیاز کیا کیا چیزیں ثابت ہیں؟

(۲۳۶) آپؐ کے زمانے میں کتنی روشنی ہوتی تھی، اس سے زائد روشنی اسراف ہے یا نہیں؟

(۲۳۷) آپؐ کے زمانہ میں حبشیوں نے جنگلی کھیل کھیلا تھا۔ اب غیر مقلدین کی مسجد میں یہ سنت زندہ ہے یا مردہ۔

(۲۳۸) آپؐ جوتے سے نماز پڑھا کرتے تھے۔ غیر مقلدین کی مساجد میں یہ سنت مردہ ہے یا زندہ؟

(۲۳۹) آپؐ نے جوتا دونوں پاؤں کے درمیان رکھنے کا حکم دیا تھا۔ جو لوگ مسجد سے باہر جوتے اتارتے ہیں، یا آگے رکھتے ہیں، وہ اس حدیث کے مخالف ہیں یا نہیں؟

سنت اور حدیث میں فرق کے متعلق سوالات

(۲۴۰) کیا جس طرح حدیث میں، من رغب عن سنتي فليس مني آیا ہے، اسی طرح کسی حدیث میں، من رغب عن حديثي فليس مني

بھی آیا ہے؟

(۲۴۱) جس طرح حدیث میں علیکم من احب سنتی فقد احبنی آیا ہے۔ کیا کسی حدیث میں من احب حدیثی فقد احبنی بھی آیا ہے؟

(۲۴۲) کیا جس طرح حدیث میں علیکم بسنتی آیا ہے، کسی حدیث میں علیکم بحدیثی بھی آیا ہے۔

(۲۴۳) جس طرح سنت پر عمل کرنے کا ثواب سو شہید کے برابر حدیث میں آیا ہے، کیا کسی حدیث میں، حدیث پر عمل کرنے کا ثواب بھی آیا ہے؟

(۲۴۴) جس طرح حدیث میں سنت اور حدیث کا الگ الگ ہونا آیا ہے، کیا کسی حدیث میں حدیث اور سنت کا ایک ہونا بھی آیا ہے؟

(۲۴۵) جس طرح صحیح مسلم صفحہ ۱۰ ج ۱، پر حدیث کا نام لیکر گمراہ کرنے والوں، فتنہ ڈالنے والوں کو کذاب و دجال کہا ہے، کیا کسی حدیث میں سنت کے عاملین کو بھی ایسا کہا گیا ہے؟

(۲۴۶) غنیۃ الطالبین میں، ایک حدیث میں شیطان کے بچے کا نام حدیث آیا ہے۔

(۲۴۷) حدیث میں اجماع کے منکر کو گمراہ دوزخی کہا گیا ہے۔ کیا کسی حدیث میں اجماع کے ماننے والے کو بھی دوزخی اور گمراہ کہا گیا ہے؟

(۲۴۸) جس طرح قرآن و حدیث میں فقہ کی تعریف آئی ہے، کیا کسی آیت یا حدیث میں فقہ کی مذمت بھی ہے؟

احادیث میں اختلافات کے متعلق سوالات

(۲۴۹) منکرین حدیث بہت سے سوالات کرتے ہیں کہ معاذ اللہ احادیث سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ آپؐ کے قول و فعل میں تضاد تھا غیر مقلد۔ اس تضاد کو اپنے قیاس سے نہیں احادیث سے رفع فرمائیں، تا کہ لوگ ان

کے دعویٰ عمل بالحدیث کے لحاظ سے حدیث سے بدظن نہ ہوں۔ آپ کا حکم تھا کہ رفع حاجت کے وقت نہ قبلہ کی طرف پشت کرو نہ منہ مگر آپ خود قبلہ رو ہو کر قضائے حاجت فرماتے تھے۔

(۲۵۰) آپ کا حکم تھا کہ تین سے کم پتھروں سے استنجاء نہ کرو، مگر خود دو پتھروں سے کیا۔

(۲۵۱) آپ لوگوں کو بیوی کے غسل کے بچے ہوئے پانی سے غسل کرنے سے منع فرمایا کرتے تھے، مگر خود اپنی بیوی کے بچے ہوئے پانی سے غسل فرما لیتے تھے۔

(۲۵۲) آپ بار بار فرماتے تھے کہ آگ پر پکی ہوئی چیز کھانے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ مگر خود گوشت کھا کر وضو نہیں کرتے تھے۔

(۲۵۳) آپ کا حکم تو یہ تھا کہ جنبی شخص وضو کر کے سوئے، مگر خود پانی کو چھوئے بغیر سو جاتے تھے۔

(۲۵۴) آپ صبح کی نماز روشنی میں پڑھنے کا حکم دیتے تھے، مگر خود اندھیرے میں پڑھتے تھے۔

(۲۵۵) آپ عصر کی نماز کے بعد نماز پڑھنے سے منع فرماتے تھے، مگر خو نماز پڑھتے تھے۔

(۲۵۶) آپ لوگوں کو نماز میں ادھر ادھر توجہ کرنے سے منع فرمایا کرتے تھے، اور خود گوشہ چشم سے دائیں بائیں دیکھ لیا کرتے تھے۔

(۲۵۷) آپ جنازہ کے ساتھ سوار ہو کر جانے سے منع فرمایا کرتے تھے، مگر خود گھوڑے پر سوار ہو کر جاتے تھے۔

(۲۵۸) آپ فرمایا کرتے تھے، جو روزہ کی حالت میں سینگی لگوائے اس کا روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔ مگر آپ نے خود روزہ میں سینگی لگوائی۔ یہ سوالات ترمذی

شریف میں موجود ہیں، ان کے جوابات غیر مقلدین صحیح صریح احادیث کے حوالہ سے پیش کریں۔

(۲۵۹) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جس طرح اپنے صحابہ کو اہلِ قرآن فرمایا تھا۔ (ترمذی، ابن ماجہ)

کیا کسی صحیح حدیث میں صحابہؓ کو اہل حدیث بھی فرمایا تھا۔

(۲۶۰) مولوی ثناء اللہ صاحب، اور مولوی عنایت اللہ اثری مرزائیوں کے پیچھے نماز پڑھنے کو جائز بھی کہتے تھے، اور پڑھ بھی لیتے تھے۔ (فیصلہ مکہ، الجسر البلیغ)

یہ کس حدیث پر عمل تھا۔

(۲۶۱) آنحضرتؐ نے بنو قریظہ کے راستے میں عصر پڑھنے والوں میں دونوں میں سے کسی کے اجتہاد کو غلط نہ فرمایا نہ کسی پر اعتراض کیا، غیر مقلدین کس حدیث کی بنا پر مجتہدین کو شیطان کہتے ہیں۔

(۲۶۲) آنحضرتؐ کی حدیث کے مطابق مجتہد کو ہر حال میں اجر ملتا ہے، صواب پر دو، خطاء پر ایک، پھر مجتہدین کو گالیاں دینا کس حدیث پر عمل ہے۔

مسئلہ نمبر ۵۴

دعاء میں ہاتھ اٹھانا

دعاء مانگنے کا طریقہ یہ ہے کہ اپنے دونوں ہاتھوں کو اٹھائے، پھر دعاء کے بعد دونوں کو چہرے پر پھیر لے۔

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

(حدیث نمبر ۱۵۱) اِنَّ رَبَّكُمْ حَيٌّ كَرِيْمٌ يَسْتَحْيِيْ مِنْ عَبْدِهٖ اِذَا رَفَعَ يَدَيْهِ اَنْ يَّرُدَّهُمَا صِفْرًا. (ابو داود ج ۱ ص ۲۲۵)

(ترجمہ) تمہارا پروردگار حیادار ہے کریم ہے، اسے شرم آتی ہے کہ اس کا بندہ جب اس کی جانب اپنے دونوں ہاتھوں کو اٹھائے تو وہ انہیں خالی لوٹا دے۔

امیر المومنین حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں ہے

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا رَفَعَ يَدَيْهِ فِي الدُّعَاءِ لَمْ يَحُطَّهُمَا حَتّٰى يَمْسَحَ بِهِمَا وَجْهَهٗ.

رسول اللہ ﷺ جب دعاء میں اپنے ہاتھوں کو اٹھاتے تو انہیں گرانے سے پہلے اپنے چہرے پر پھیر لیتے۔ (ترمذی ج ۲ ص ۱۷۴)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں ہے:

(حدیث نمبر ۱۵۲) كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ فِي الدُّعَاءِ حَتّٰى يُرٰى بَيَاضُ اِبْطَيْهِ. (بیهقی مشکوٰۃ ج ۱ ص ۱۹۶)

رسول اللہ ﷺ دعاء میں اپنے ہاتھوں کو اٹھاتے تھے یہاں تک کہ آپ ﷺ کے بغلوں کی سفیدی نظر آنے لگتی تھی۔

حضرت سائب بن یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں ہے۔

(حدیث نمبر۱۵۳)اِنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ اِذَا دَعَا فَرَفَعَ یَدَیْہِ مَسَحَ وَجْھَہٗ بِیَدَیْہِ. (بیھقی مشکوۃ)

رسول اللہ ﷺ جب دعاء فرماتے تو اپنے دونوں ہاتھوں کو اٹھاتے اور انہیں چہرے پر پھیر لیتے تھے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کہتے ہیں کہ

اَلْمَسْئَلَۃُ اَنْ تَرْفَعَ یَدَیْکَ حَذْوَمَنْکِبَیْہِ اَوْنَحْوِھِمَا .

(ابو داود ج ۱ ص ۲۲۵)

دعاء مانگنے کا طریقہ یہ ہے کہ تم اپنے دونوں ہاتھوں کو کندھوں کے بالمقابل یا اس کے آس پاس تک اٹھاؤ۔

مسئلہ نمبر ۵۵

نماز کے بعد ہاتھ اُٹھا کر دعاء مانگنے کی احادیث

اب چند حدیثیں خاص فرض نمازوں کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعاء مانگنے کے متعلق بھی ملاحظہ کیجئے۔

(حدیث نمبر۱۵۴)عَنِ الْفَضْلِ بْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الصَّلٰوةُ مَثْنٰى مَثْنٰى تَشَهُّدٌ فِيْ كُلِّ رَكْعَتَيْنِ وَتَخَشُّعٌ وَتَضَرُّعٌ وَتَمَسْكُنٌ وَ تَقْنَعُ يَدَيْكَ يَقُوْلُ تَرْفَعُهُمَا اِلٰى رَبِّكَ مُسْتَقْبِلاً بِبُطُوْنِهِمَا وَجُهَكَ وَ تَقُوْلُ يَا رَبِّ يَا رَبِّ وَ مَنْ لَّمْ يَفْعَلْ ذٰلِكَ فَهُوَ كَذَاوَ كَذَا قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى وَ قَالَ غَيْرُ ابْنِ الْمُبَارَكِ فِيْ هٰذَا الْحَدِيْثِ مَنْ لَّمْ يَفْعَلْ ذٰلِكَ فَهُوَ خِدَاجٌ.

(ترمذی ج ۱ ص ۵۰، صحیح ابن خزیمة ج ۲ ص ۲۲۰، ابن ماجة ص ۹۵)

(ترجمہ) حضرت فضل بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا نماز، دو، دو رکعت ہے ہر دو رکعت میں تشہد پڑھنا ہے اور عاجزی وانکساری کرنا ہے اور مسکینی ظاہر کرنا ہے اور اپنے دونوں ہاتھوں کو اپنے پروردگار کی جانب اس طرح اٹھاؤ کہ ہتھیلیاں تمہارے چہرے کی طرف ہوں (اور دعاء مانگو) اور کہو اے رب! اے رب! اور جس نے ایسا نہیں کیا اس کی نماز ایسی ہے اور ایسی ہے۔ امام ترمذی فرماتے ہیں کہ ابن مبارک کے علاوہ دوسرے راوی اس حدیث میں یہ بھی کہتے ہیں کہ جس نے ایسا نہیں کیا اس کی نماز ناقص و نامکمل ہے۔

اسود بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں ہے۔

(حدیث نمبر ۱۵۵) صَلَّیْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الْفَجْرَ فَلَمَّا سَلَّمَ انْحَرَفَ وَرَفَعَ یَدَیْہِ وَ دَعَا .

(اعلاء السنن ج ۳ ص ۲۰۷، المعجم الکبیر للطبرانی ج ۲ ص ۲۰۲)

میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ فجر کی نماز پڑھی جب آپ ﷺ نے سلام پھیرا تو رخ موڑا اور اپنے دونوں ہاتھوں کو اٹھایا اور دعاء کی۔

(حدیث نمبر ۱۵۶) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ:

اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ رَفَعَ یَدَیْہِ بَعْدَ مَا سَلَّمَ وَ ھُوَ مُسْتَقْبِلُ الْقِبْلَۃِ فَقَالَ اَللّٰھُمَّ خَلِّصِ الْوَلِیْدَ بْنَ الْوَلِیْدِ.

اخرجه ابن ابی حاتم.

رسول اللہ ﷺ نے سلام پھیرنے کے بعد اپنے ہاتھ اُٹھائے اس حال میں کہ رخ قبلہ کی طرف تھا، پس فرمایا اے اللہ! ولید بن ولید کو نجات دے۔

(معارف السنن ج ۳ ص ۱۲۲)

اس کے علاوہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت عمل الیوم و اللیلہ میں اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی روایت المعجم الکبیر للطبرانی میں اور حضرت حبیب بن سلمہ الفضمر ی کی روایت کنز العمال ج ۱ ص ۱۷۷ میں۔ ان سب احادیث سے فرض نمازوں کے بعد اجتماعی وانفرادی ہر طرح ہاتھ اٹھا کر دعاء مانگنے کا ثبوت ملتا ہے۔

(تفصیل کے لئے دیکھئے اعلاء السنن ج ۳ ص ۲۱۱ و معارف السنن ج ۳ ص ۱۲۲)

(حدیث نمبر ۱۵۷) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اَبِیْ یَحْیٰی الْاَسْلَمِیِّ قَالَ رَاَیْتُ عَبْدَاللّٰہِ بْنِ الزُّبَیْرُ وَرَاٰی رَجُلًا رَافِعًا یَدَیْہِ یَدْعُوْ قَبْلَ اَنْ یَفْرُغَ مِنْ صَلٰوتِہٖ فَلَمَّا فَرَغَ مِنْھَا قَالَ لَہٗ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ لَمْ یَکُنْ یَرْفَعُ یَدَیْہِ حَتّٰی یَفْرُغَ مِنْ صَلٰوتِہٖ.

(سنیة رفع الیدین فی الدعاء بعد الصلوٰة المکتوبة لمحمد بن

عبدالرحمن الزبیدی ص ۲۲ بحواله ابن ابی شیبة،ومجمع الزوائد وقال رواته ثقات بحواله وجامع المسانید والسنن لا بن کثیر ص بحواله الطبرانی)

محمد بن ابی یحییٰ اسلمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا اس حال میں کہ انہوں نے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ اپنی نماز سے فارغ ہونے سے پہلے ہی دونوں ہاتھ اٹھائے دُعا مانگ رہا ہے جب وہ نماز سے فارغ ہوا تو آپ نے اس سے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ دعا کے لئے ہاتھ نہیں اٹھاتے تھے جب تک کہ نماز سے فارغ نہ ہو لیتے تھے۔

فرض نماز کے بعد ہاتھ اٹھا کر اجتماعی طور پر دعا مانگنا صحیح ہے

(حدیث نمبر ۱۵۸)عن ابی امامة قال قِیْلَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَیُّ الدُّعَاءِ اَسْمَعُ قَالَ جَوْفُ اللَّیْلِ الآخِرِ وَ دُبُرُ الصَّلوٰاتِ الْمَکْتُوْبَاتِ. (ترمذی ج ۲ ص ۱۸۷)

حضرت ابو امامۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے سوال ہوا کہ کون سی دعا زیادہ قبول ہوتی ہے آپ نے فرمایا جو رات کے آخری حصہ میں اور فرض نمازوں کے بعد مانگی جائے۔

(فائدہ) اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ فرض نماز سے فراغت پر جو دعا مانگی جائے وہ زیادہ قبول ہوتی ہے اس سے فرائض کے بعد دعا مانگنا ثابت ہوا اور دعا کے آداب میں سے ہے کہ ہاتھ اٹھا کر دعا مانگی جائے جیسا کہ اس مسئلہ میں بیان کئے گئے دلائل میں سے پہلی دلیل سے ثابت ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ حیا کرتے ہیں کہ کوئی شخص اللہ سے ہاتھ اٹھا کر دعا مانگے اور اللہ تعالیٰ ان ہاتھوں کو خالی لوٹا دے۔ اسی بنا پر حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دعا کا طریقہ ہی یہی بتایا کہ کاندھوں تک ہاتھ اٹھا کر دعا کی جائے۔ جبکہ خاص فرائض کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنے کی دلیل اعلاء السنن اور طبرانی کبیر کے حوالہ سے ابھی

آپ پڑھ چکے ہیں۔ اور حضرت عبداللہ بن زبیر کی حدیث سے پتہ چلتا ہے کہ فرائض کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا کرنا آنحضرت ﷺ کی سنت ہے۔

مسئلہ نمبر ۵۶

نماز میں سلام کا جواب دینا

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں ہے:

(حدیث نمبر ۱۵۹) كُنَّا نُسَلِّمُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وهُوَ فِي الصَّلٰوةِ فَيَرُدُّ عَلَيْنَا فَلَمَّا رَجَعْنَا مِنْ عِنْدِ النَّجَاشِيِّ سَلَّمْنَا عَلَيْهِ فَلَمْ يَرُدَّ عَلَيْنَا فَقُلْنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ كُنَّا نُسَلِّمُ عَلَيْكَ فِي الصَّلٰوةِ فَتَرُدُّ عَلَيْنَا فَقَالَ اِنَّ فِي الصَّلٰوةِ لَشُغُلاً.

(بخاری ج ۱ ص ۱۶۰، مسلم ج ۱ ص ۲۰۴)

کہ ہم حضور ﷺ کو آپ کی نماز کے دوران ہی سلام کیا کرتے تھے اور حضور ﷺ بھی جواب دیتے تھے، جب ہم نجاشی کے یہاں سے آئے (یعنی حبشہ کی ہجرت سے واپس آئے) تو ہم نے حضور ﷺ کو سلام کیا، حضور ﷺ نے سلام کا جواب نہ دیا ہم نے کہا اے اللہ کے رسول ﷺ! پہلے تو ہم نماز میں آپ کو سلام کرتے تھے اور آپ جواب دیتے تھے (اب جواب کیوں نہیں دیا؟) آپ ﷺ نے فرمایا نماز بھی ایک مستقل کام ہے (اس میں مصروف ہونے کے وقت سلام اور دیگر ایسے کام جو نماز سے خارج میں ہونے کی علامت ہوں درست نہیں ہیں اور ان کے عمل کثیر سے آدمی کی نماز بھی فاسد ہو جاتی ہے)

مسئلہ نمبر ۵۷

نماز میں قہقہہ لگانے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے

(حدیث نمبر ۱۶۰) عَنْ اَبِی مُوْسٰی قال بَیْنَمَا النَّبِیُّ ﷺ یُصَلِّیْ اِذْدَخَلَ رَجُلٌ فَتَرَدّٰی فِیْ حُفْرَۃٍ کَانَتْ فِی الْمَسْجِدِ وَ کَانَ فِیْ بَصَرِہٖ ضَرَرٌ فَضَحِکَ کَثِیْرٌ مِنَ الْقَوْمِ وَھُمْ فِی الصَّلٰوۃِ فَاَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اَنْ یُعِیْدَ الْوُضُوْءَ وَیُعِیْدَ الصَّلٰوۃَ.

(رواہ الطبرانی فی الکبیر، مجمع الزوائد ج ۱ ص ۲۴۶)

حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نماز پڑھا رہے تھے کہ ایک صاحب آئے اور مسجد کے ایک گڑھے میں گر گئے ان کی نگاہ کمزور تھی۔ بہت سارے لوگ دورانِ نماز ہی ہنس پڑے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے ان لوگوں کو وضو اور نماز دونوں کے لوٹانے کا حکم دیا۔

(حدیث نمبر ۱۶۱) عَنْ اَبِی الْعَالِیَۃِ (الرِّیَاحِیِّ) اَنَّ رجُلا اعمٰی تَرَدَّدَ فِیْ بِئْرٍ وَالنَّبِیُّ ﷺ یُصَلِّیْ وَاَصْحَابُہٗ فَضَحِکَ بَعْضُ من کَانَ یُصَلِّیْ مَعَ النَّبِیِّ ﷺ فَاَمَرَ النَّبِیُّ ﷺ مَنْ ضَحِکَ مِنْھُمْ اَنْ یُعِیْدَ الْوُضُوْءَ وَالصَّلٰوۃَ.

(مصنف عبدالرزاق ج ۱ ص ۳۷۶)

حضرت ابوالعالیہ الریاحی رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ ایک نابینا آدمی ایک گڑھے میں گر پڑا جبکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو نماز پڑھا رہے تھے۔ کچھ لوگ جو آپ کے ساتھ نماز پڑھ رہے تھے ہنس پڑے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہنسنے والوں کو حکم دیا کہ وہ وضو اور نماز دونوں لوٹائیں۔

(نوٹ) ان دونوں احادیث سے معلوم ہوا کہ نماز میں قہقہہ لگانے سے نماز اور وضو دونوں ٹوٹ جاتے ہیں۔ (اور اگر بغیر قہقہہ کے ہنسے تو وضو نہیں ٹوٹے گا مگر نماز پھر پڑھے۔ اور اگر تبسم کیا تو نہ نماز ٹوٹے گی نہ وضو مگر اس سے بھی احتیاط کی جائے)

مسئلہ نمبر ۵۸

محلّہ کی مسجد میں دوسری جماعت کرانا مکروہ ہے

(حدیث نمبر۱۶۲)عَنْ اَبِیْ بَکْرَۃَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ اَقْبَلَ مِنْ نَوَاحِی الْمَدِیْنَۃِ یُرِیْدُ الصَّلٰوۃَ فَوَجَدَ النَّاسَ قَدْ صَلُّوْا فَمَالَ اِلٰی مَنْزِلِہٖ فَجَمَعَ اَھْلَہٗ فَصَلّٰی بِھِمْ.

(معجم طبرانی اوسط ج۵ص ۲۰۴، ج۷ص ۴۲۰ قال الھیثمی رجالہ ثقات' مجمع الزوائد ج۲ص ۴۵ وقال الالبانی فی تمام المنۃ وھو حسن ص ۱۵۵)

حضرت ابوبکرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نواحی مدینہ سے تشریف لائے۔آپ کا ارادہ نماز پڑھنے کا تھا لیکن آپ نے دیکھا کہ لوگ نماز پڑھ چکے ہیں لہٰذا آپ اپنے گھر چلے گئے اور گھر والوں کو اکٹھا کر کے ان کے ساتھ نماز پڑھی (اس طرح سے آپ ﷺ کے فرائض جماعت سے ادا ہوئے اور گھر والوں کی نماز نفل ہوگئی)

مسئلہ نمبر ۵۹

فرض نماز دو مرتبہ پڑھنا درست نہیں

(حدیث نمبر ۱۶۳) عَنْ سُلَيْمَانَ يَعْنِيْ مَوْلٰى مَيْمُوْنَةَ قَالَ اَتَيْتُ ابْنَ عُمَرَ عَلَى الْبَلَاطِ وَهُمْ يُصَلُّوْنَ فَقُلْتُ اَلَا تُصَلِّيْ مَعَهُمْ قَالَ قَدْ صَلَّيْتُ اِنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ لَا تُصَلُّوْا صَلٰوةً فِيْ يَوْمٍ مَرَّتَيْنِ ، (ابو داود ج ا ص ۸۵، نسائی ج ا ص ۹۹)

حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے آزاد کردہ غلام حضرت سلیمان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں مدینہ طیبہ میں موضع بلاط میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آیا میں نے دیکھا کہ لوگ نماز پڑھ رہے ہیں۔ میں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا کہ آپ ان کے ساتھ نماز کیوں نہیں پڑھ رہے آپ نے فرمایا میں نماز پڑھ چکا ہوں اور میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ تم ایک نماز ایک دن میں دو مرتبہ نہ پڑھو۔

(فائدہ) اگر کوئی نماز پڑھ چکے پھر مسجد میں جماعت ہو رہی ہو اور یہ مسجد میں خالی بیٹھنا چاہے تو خالی بیٹھنے کی بجائے اس جماعت میں نفل نماز کی نیت سے شرکت کرنا فارغ بیٹھنے سے اولی ہے۔

مسئلہ نمبر ۶۰

بے وضو سجدہ تلاوت جائز نہیں

(حدیث نمبر۱۶۴)عن ابن عمر عن النبی ﷺ لَاتُقْبَلُ صَلٰوۃٌ بِغَیْرِ طَھُوْرٍ. (ترمذی ج ۱ ص ۱۳)

(ترجمہ) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام سے نقل کرتے ہیں کہ (آپ نے فرمایا) کوئی نماز بغیر طہارت کے قبول نہیں ہوتی۔

عن نافع عن ابن عمر انه قال لَایَسْجُدُ الرَّجُلُ (سَجْدَةَ التِّلَاوَةِ) اِلَّاوَھُوَ طَاھِرٌ. (بیہقی ج ۲ ص ۳۲۵)

حضرت نافع رحمۃ اللہ علیہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ کوئی شخص بھی سجدۂ تلاوت طہارت کے بغیر نہ کرے۔

مسئلہ نمبر ۶۱

فجر کی سنتیں پڑھ کر لیٹنا مسنون نہیں ہے

احادیث سے ثابت ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ رات کے آخری حصہ میں تہجد اور وتر ساتھ ساتھ پڑھتے تھے۔ یہاں تک کہ فجر کا وقت آ جاتا۔ پھر فجر کی دو رکعت سنت ادا کرتے لیکن ابھی چونکہ جماعت میں وقت زیادہ باقی رہتا اور لوگوں کے آنے کا انتظار رہتا اس لئے رات کو جاگنے اور عبادت میں مصروف رہنے کی وجہ سے کبھی کبھی حضور ﷺ آرام کے لئے تھوڑی دیر لیٹ جایا کرتے تھے۔ اور کبھی ایسا بھی ہوا کہ نہیں لیٹے بلکہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے باتیں کرتے رہے۔

(حدیث نمبر ۱۶۵) بخاری شریف میں حضور ﷺ کے یہ دونوں معمول بیان کئے گئے ہیں۔

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا صَلّٰى رَكْعَتِي الْفَجْرِ اِضْطَجَعَ عَلٰى شِقِّهِ الْاَيْمَنِ. (بخاری ج ۱ ص ۱۵۵)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب فجر کی دو رکعتیں پڑھ چکتے تو اپنی دائیں کروٹ پر لیٹ جاتے تھے۔

دوسری روایت میں ہے:

(حدیث نمبر ۱۶۶) عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا صَلّٰى فَاِنْ كُنْتُ مُسْتَيْقِظَةً حَدَّثَنِيْ وَاِلَّا اضْطَجَعَ حَتّٰى يُؤْذَنَ بِالصَّلٰوةِ. (حوالہ مذکورہ)

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب

نماز (فجر کی سنتیں) پڑھ چکتے اور میں جاگتی ہوتی تو مجھ سے گفتگو فرماتے ورنہ لیٹ جاتے یہاں تک کہ آپ کو نماز کی اطلاع دی جاتی۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کا باب یوں قائم کیا ہے۔

بَابُ مَنْ تَحدَّثَ بَعْدَ الرَّكْعَتَيْنِ وَلَمْ يَضْطَجِعْ .

دو رکعت کے بعد گفتگو کرنے اور نہ لیٹنے کا بیان۔

ویسے احادیث اس میں مختلف ہیں کہ حضور ﷺ سنت فجر سے پہلے لیٹتے تھے یا بعد میں دونوں طرح کی روایتیں موجود ہیں (اوجز ج اص ۴۱۴) مگر اس طرح لیٹنے کا کیا مقصد تھا، حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اسے بھی بیان فرماتی ہیں۔

(حدیث نمبر ۱۶۷) اِنَّ عَائِشَةَ كَانَ تَقُوْلُ اِنَّ النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَضْطَجِعْ لِسُنَّةٍ وَ لٰكِنَّهُ كَانَ يَدْاَبُ مِنَ التَّعَبِ لِيَقُوْمَ لِلصُّبْحِ بِنَشَاطٍ.

(مصنف عبدالرزاق ج ۳ص ۴۳، بذل ج ۲ص ۲۶۱ وفتح ج ۲ص ۲۸۹)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کسی سنت کی وجہ سے نہیں لیٹتے تھے بلکہ وہ تکان سے آرام حاصل کرتے تھے تاکہ صبح کی نماز نشاط کے ساتھ ادا کرسکیں۔

(حدیث نمبر ۱۶۸) عن عائشة اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يُصَلِّىْ بِاللَّيْلِ اِحْدٰى عَشْرَةَ رَكْعَةً يُوْتِرُ مِنْهَا بِوَاحِدَةٍ فَاِذَا فَرَغَ مِنْهَا اِضْطَجَعَ عَلٰى شِقِّهِ الْاَيْمَنِ حَتّٰى يَاْتِيَهُ الْمُؤَذِّنُ فَيُصَلِّىْ رَكْعَتَيْنِ خَفِيْفَتَيْنِ . (مسلم ج ۱ ص ۲۵۴)

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ رات کو گیارہ رکعات پڑھتے تھے جن میں سے ایک رکعت کے ساتھ وتر بنا لیتے

تھے جب آپ فارغ ہو جاتے تو دائیں پہلو پر لیٹ جاتے حتیٰ کہ آپ کے پاس مؤذن آتا تو آپ دو رکعتیں ہلکی سی پڑھتے تھے۔

(نوٹ) بخاری شریف کی پہلی حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ ﷺ فجر کی سنتوں کے بعد کچھ دیر کے لئے لیٹتے تھے۔

اور بخاری کی دوسری اور مسلم کی اس آخری حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ فجر کی سنتوں سے پہلے آرام کے لئے لیٹ جاتے تھے۔ اس سے معلوم ہوا کہ فجر کی سنتوں کے بعد آپ کا لیٹنا معمول میں داخل ہو کر سنت کے درجہ میں نہیں تھا بلکہ ان سنتوں سے پہلے اور بعد میں جب بھی آپ کو موقع ملتا آپ آرام کرنے کے لئے لیٹ جاتے تھے۔ اور اس آرام سے مقصود تہجد کی طویل عبادت میں حاصل شدہ تھکاوٹ کو دور کرنا تھا۔ لہٰذا اب بھی کوئی شخص جورات کی عبادت سے تھکا ہوا ہو۔ وہ فجر کی سنتوں سے پہلے یا بعد میں حسب موقع آرام کے لئے لیٹ سکتا ہے اور جو رات کی عبادت میں نہ تھکا ہو یا تہجد ہی نہ پڑھی ہو اس کے لئے تو فجر کی سنتوں سے پہلے یا بعد سونا کوئی معنی نہیں رکھتا بلکہ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایسے شخص کو پتھر مارتے اور بدعت کہتے تھے اگر یہ سونا مسنون ہوتا تو حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کبھی بھی ایسا نہ کرتے چنانچہ اب اگلی احادیث ملاحظہ کیجئے۔

(حدیث نمبر۱۶۹) عن ابن جریج قال اَخْبَرَنِیْ مَنْ اُصَدِّقُ اَنَّ عَائِشَۃَ قَالَتْ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اِذَا طَلَعَ الْفَجْرُ یُصَلِّیْ رَکْعَتَیْنِ خَفِیْفَتَیْنِ ثُمَّ یَضْطَجِعُ عَلٰی شِقِّہٖ الْاَیْمَنِ حَتّٰی یَاْتِیَہُ الْمُؤَذِّنُ فَیُؤْذِنُہٗ بِالصَّلٰوۃِ لَمْ یَضْطَجِعْ لِسُنَّۃٍ وَلٰکِنَّہٗ کَانَ یَدْاَبُ لَیْلَہٗ فَیَسْتَرِیْحُ قَالَ فَکَانَ اِبْنُ عُمَرَ یُحْصِبُھُمْ اِذَارَآھُمْ یَضْطَجِعُوْنَ عَلٰی اَیْمَانِہِمْ.

(مصنف عبدالرزاق ج۳ ص ۴۳)

حضرت ابن جریج رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مجھے خبر دی اس شخص نے جس کو میں سچا جانتا ہوں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا رسول اللہ ﷺ صبح صادق کے بعد ہلکی سی دو رکعتیں پڑھ کر دائیں پہلو پر لیٹ جاتے تھے حتیٰ کہ مؤذن آ کر آپ کو نماز کی اطلاع کرتا آپ اس لئے نہیں لیٹتے تھے کہ یہ سنت ہے بلکہ اس وجہ سے لیٹتے تھے کہ رات کو آپ تھک جاتے تھے۔ تو اب کچھ آرام کر لیتے تھے۔ ابن جریج رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب لوگوں کو اپنے پہلوؤں پر لیٹا ہوا دیکھتے تھے تو انہیں پتھر مارتے تھے۔

عَنْ اَبِی الصِّدِّیْقِ النَّاجِي قَالَ رَأی ابْنُ عُمَرَ قَوْمًا اِضْطَجَعُوْا بَعْدَ رَکْعَتَیِ الْفَجْرِ فَاَرْسَلَ اِلَیْهِمْ فَنَهَا هُمْ فَقَالُوْا نُرِیْدُ بِذٰلِکَ السُّنَّةَ فَقَالَ ابْنُ عُمَرَ اِرْجِعْ اِلَیْهِمْ فَاَخْبِرْ هُمْ اَنَّهَا بِدْعَةٌ.

(مصنف ابن ابی شیبة ج۲ ص ۲۴۹)

ابو صدیق ناجی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کچھ لوگوں کو فجر کی سنتوں کے بعد لیٹے ہوئے دیکھا تو ان کی طرف پیغام بھیجا کہ ایسا نہ کریں ان لوگوں نے کہا کہ ہم تو سنت پر عمل کرنا چاہتے ہیں آپ نے فرمایا ان کے پاس دوبارہ جاؤ اور انہیں بتلاؤ کہ یہ بدعت ہے۔

مسئلہ نمبر۶۲

مغرب سے پہلے نفل

(حدیث نمبر۱۷۰)عَنْ حَمَّادٍ قَالَ سَأَلْتُ اِبْرَاهِيْمَ عَنِ الصَّلٰوة قَبْلَ الْمَغْرِبِ فَنَهَا نِيْ عَنْهَا وَقَالَ اِنَّ النَّبِيَّ ﷺ وَاَبَا بَكْرٍ وَّ عُمَرَ لَمْ يُصَلُّوْهَا. (كتاب الآثار للامام ابی حنيفة برواية الامام محمد ص ۳۲)

حضرت امام حمادؒ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ سے مغرب سے پہلے نماز پڑھنے کے بارے میں سوال کیا تو انہوں نے مجھے اس سے منع کیا اور فرمایا کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام، حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ نہیں پڑھتے تھے۔

(حدیث نمبر۱۷۱)عن جابر قَالَ سَأَلْنَا نِسَاءَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ هَلْ رَأَيْتُنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يُصَلِّي الرَّكْعَتَيْنِ قَبْلَ الْمَغْرِب فَقُلْنَ لَا، غَيْرَ اَنَّ اُمَّ سَلَمَةَ قَالَتْ صَلَّاهُمَا عِنْدِىْ مَرَّةً فَسَأَلْتُهُ مَاهٰذِهِ الصَّلٰوةُ فَقَالَ نَسِيْتُ الرَّكْعَتَيْنِ قَبْلَ الْعَصْرِ فَصَلَّيْتُهُمَا الْاٰنَ.
(رواه الطبرانی فی کتاب مسند الشاميين، بحواله نصب الراية ج ۲ص ۱۴۱)

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کی ازواجِ مطہرات سے پوچھا کہ کیا آپ نے رسول اللہ ﷺ کو مغرب سے پہلے دو رکعت نفل پڑھتے دیکھا ہے تو انہوں نے فرمایا کہ نہیں، سوائے اس کے کہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا ایک مرتبہ آپ نے دو رکعتیں میرے پاس پڑھیں تو میں نے آپ سے سوال کیا کہ یہ کون سی نماز ہے تو آپ نے فرمایا کہ میں عصر سے پہلے دو رکعتیں پڑھنی بھول گیا تھا وہ میں نے اب

پڑھی ہیں۔

(نوٹ) ان احادیث سے معلوم ہوا کہ نماز مغرب سے پہلے کوئی نوافل نہیں ہیں نہ حضور علیہ السلام نے پڑھے اور نہ حضرات شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے ور نہ حضرت ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اس کا انکار نہ کرتیں بلکہ آخری حدیث میں مغرب سے پہلے آپ کی دو رکعت پڑھنے کی اصل وجہ بھی سامنے آ گئی کہ وہ عصر کی رہی ہوئی دو سنتیں تھیں۔ جن لوگوں نے مغرب سے پہلے حضور کے دو نفل نقل کئے ہیں ان کو حضور ﷺ کے ان قضاء کردہ رکعات سے غلط فہمی ہوئی۔

مسئلہ نمبر ۶۳

عورت کی نماز کا فرق

اب بعض وہ احادیث کریمہ بھی ملاحظہ فرمائیں جن میں عورت اور مرد کے طریقہ نماز کے فرق کی طرف اشارہ کیا گیا ہے اور اس کی بنیاد عورت کی نسوانیت اور اس کے پردہ کو قرار دیا گیا ہے۔

(حدیث نمبر ۱۷۲) حضرت یزید بن حبیب رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے۔

اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ عَلٰی امْرَاَ تَيْنِ تُصَلِّيَانِ فَقَالَ اِذَا سَجَدْ تُمَا فَضُمَّا بَعْضَ اللَّحْمِ اِلَی الْاَرْضِ فَاِنَّ الْمَرْاَةَ لَيْسَتْ فِيْ ذٰلِکَ کَالرَّجُلِ . (مراسیل ابو داود ص ۸)

رسول اللہ ﷺ دو عورتوں کے پاس سے گزرے جو نماز پڑھ رہی تھیں آپ ﷺ نے فرمایا جب تم سجدہ کرو تم اپنے جسم کا کچھ حصہ زمین کی طرف سمیٹ لیا کرو کیونکہ عورت کا حکم اس میں مرد کی طرح نہیں ہے۔

(حدیث نمبر ۱۷۳) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور ﷺ کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ

وَاِذَا سَجَدَتْ اَلْصَقَتْ بَطْنَهَا بِفَخِذَيها کَاَسْتَرِ مَا يَکُوْنُ لَهَا .

(کنز العمال ج ۴ ص ۱۱۷، بحوالہ بیہقی و ابن عدی)

عورت جب سجدہ کرے تو اپنے پیٹ کو رانوں سے چپکا لے، اس طرح کہ اس کے لئے زیادہ سے زیادہ پردہ ہو جائے۔

غور کیجئے! اس ارشاد نبوی میں عورت کے پردہ کا تذکرہ کتنے صاف طور پر آ گیا، گویا کہ اصل اور بنیادی چیز یہی ہے۔

المغنی لابن قدامہ میں ہے:

قَالَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اِذَا صَلَّتِ الْمَرْاَةُ فَلْتَحْفِزْ وَ لْتَضُمَّ فَخِذَيْهَا (ج ا ص ۵۶۲)

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا جب عورت نماز پڑھے تو سرین کے بل بیٹھے اور اپنی دونوں رانوں کو ملائے رکھے۔

وَ عَنِ ابْنِ عُمر رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّهُ كَانَ يَاْمُرُ النِّساءَ اَنْ يَتَرَ بَّعْنَ فِي الصَّلٰوةِ. (ج ا ص ۵۶۲)

عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ عورتوں کو حکم دیتے تھے کہ وہ نماز میں چہار زانوں بیٹھا کریں۔

اس طرح بیٹھنے کا حکم دینے کی وجہ بھی یہی تھی کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ چاہتے تھے کہ عورت زیادہ سے زیادہ پردہ کا لحاظ کر کے نماز پڑھے۔

تمام ائمہ کبار نے عورت اور مرد کی نماز میں اس بنیادی فرق (پردہ) کا اعتبار کیا ہے۔

وَ تَسْدُلُ رِجْلَيْهَا فَتَجْعَلُهُمَا فِيْ جَانِبِ يَمِيْنِهَا ...... قَالَ اَحْمَدُ وَ السَّدْلُ اَعْجَبُ اِلَيَّ. (المغنی لابن قدامہ المقدسی ج ا ص ۵۶۲)

(ترجمہ) عورت سدل کرے یعنی دونوں پیروں کو دائیں جانب نکال دے........ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میرے نزدیک عورت کے لئے سدل زیادہ پسندیدہ ہے۔

اب ذیل میں عورتوں کی نماز کے سلسلے میں مصنف ابن ابی شیبہ سے چند آثار نقل کئے جاتے ہیں۔

ا۔ حضرت عطاء (تابعی) رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

اِنَّ لِلْمَرْاَةِ هَيْئَةً لَيْسَتْ لِلرَّجُلِ.

(مصنف ابن ابی شیبۃ ج ا ص ۲۳۹)

عورت (کی نماز) کی ایک خاص صورت ہے جو مرد کی (نماز کی) نہیں ہے۔

۲۔حضرت ام درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہا تکبیر تحریمہ میں ہاتھ یوں اٹھاتیں کہ

تَرْفَعُ كَفَّيْهَا حَذْوَ مَنْكِبَيْهَا حِيْنَ تَفْتَتِحُ الصَّلٰوةَ .(حوالہ مذکورہ)

اپنی دونوں ہتھیلیوں کو کندھوں کے مقابل اٹھاتیں جب نماز شروع کرتیں۔

(۳)عَنْ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ اِذَا سَجَدَتِ الْمَرْاَةُ فَلْتَزِقْ بَطْنَهَا بِفَخِذَيْهَا وَلَا تَرْفَعُ عَجِيْزَتَهَا وَلَا تُجَافِيْ كَمَا يُجَافِي الرَّجُلُ

(حوالہ مذکورہ)

امام ابراہیم نخعی (تابعی) رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ جب عورت سجدہ کرے تو اپنے پیٹ کو اپنی دونوں زانوں سے چپکائے اور اپنی سرین کو بلند نہ کرے اور اعضاء کو اس طرح دور نہ رکھے جیسے مرد دور رکھتا ہے۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے بھی اسی قسم کی روایات موجود ہیں۔

(دیکھئے مصنف ابن ابی شیبہ ج اص ۲۷۰ اوص ۲۷۱)

مسئلہ نمبر ۶۴

مسجد میں عورتوں کا آنا

(حدیث نمبر ۱۷۴) ایک بار ابو حمید ساعدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیوی حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا۔

يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّيْ اُحِبُّ الصَّلٰوةَ معک .

اے اللہ کے رسول ﷺ! میں آپ کے ساتھ (جماعت میں) نماز پڑھنا پسند کرتی ہوں؟

حضور ﷺ نے فرمایا:

قَدْ عَلِمْتُ اَنَّکِ تُحِبِّيْنَ الصَّلٰوةَ مَعِيْ وَ صَلٰوتُکِ فِيْ بَيْتِکِ خَيْرٌ لَّکِ مِنْ صَلٰوتِکِ فِيْ حُجْرَتِکِ وَ صَلٰوتُکِ فِيْ حُجْرَتِکِ خَيْرٌ لَّکِ مِنْ صَلٰوتِکِ فِيْ دَارِکِ وَ صَلٰوتُکِ فِيْ دَارِکِ خَيْرٌ لَّکِ مِنْ صَلٰوتِکِ فِيْ مَسْجِدِ قَوْمِکِ .

میں جانتا ہوں کہ تم میرے ساتھ نماز پڑھنا پسند کرتی ہو لیکن تمہاری نماز جو تمہارے شب گزاری کے کمرے میں ہو وہ تمہارے لئے بہتر ہے تمہاری اس نماز سے جو تمہارے حجرے میں ہو اور تمہارے حجرے کی نماز تمہارے گھر کی نماز سے بہتر ہے اور تمہارے گھر کی نماز تمہارے محلّہ کی مسجد کی نماز سے بہتر ہے۔

حضور ﷺ کے اس ارشاد کی وجہ سے انہوں نے اپنے گھر میں سب سے الگ تھلگ کنارے پر ایک تاریک گوشہ کو نماز کے لئے منتخب کیا اور زندگی بھر اسی جگہ نماز پڑھتی رہیں۔ (مسند احمد ج ۶ ص ۳۷۱)

اس کے علاوہ زمانہ کی فتنہ انگیزی اور حالات کے تغیر کی وجہ سے حضور ﷺ

کی وفات کے بعد ہی جلیل القدر صحابہ کرام اور صحابیات رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین عورتوں کو مسجد میں آنے سے روکنے لگی تھیں اور فرماتی تھیں کہ اگر آن حضور ﷺ دنیا میں تشریف فرما ہوتے تو وہ بھی حالات کے پیش نظر عورتوں کو مسجد میں آنے سے ضرور روکتے۔

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ لَوْ اَدْرَکَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَا اَحْدَثَ النَّاسُ لَمَنَعَهُنَّ الْمَسْجِدَ کَمَا مُنِعَتْ نِسَاءُ بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ .

(بخاری ص ۱۲۰ ج ۱، مسلم ج ۱ ص ۱۸۳، ابو داود ج ۱ ص ۱۰۰)

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ اگر آج حضور ﷺ ان باتوں کو دیکھتے جو لوگوں نے اختیار کر لی ہیں تو عورتوں کو ضرور مسجد جانے سے روک دیتے جیسا کہ بنی اسرائیل کی عورتیں روک دی گئی تھیں۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان عورتوں کو جو مسجد میں آ جاتی تھیں مسجد سے نکلوا دیا کرتے تھے۔

عَنْ اَبِیْ عَمْرٍو الشَّیْبَانِیِّ اَنَّهٗ رَاٰی عَبْدَاللّٰهِ یُخْرِجُ النِّسَاءَ مِنَ الْمَسْجِدِ یَوْمَ الْجُمُعَةِ وَ یَقُوْلُ اُخْرُجْنَ اِلٰی بُیُوْتِکُنَّ خَیْرٌ لَّکُنَّ .

(الکبیر للطبرانی، آثار السنن ج ۱ ص ۶۳)

ابو عمرو شیبانی رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ انہوں نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا کہ وہ جمعہ کے دن عورتوں کو مسجد سے نکال رہے تھے اور فرما رہے تھے اپنے گھروں کو لوٹ جاؤ وہ تمہارے (نماز پڑھنے کے) لئے زیادہ بہتر ہیں۔

مسئلہ نمبر ٦٥

عورت سینے کے برابر ہاتھ اٹھائے

(حدیث نمبر ۱۷۵) حضرت وائل بن حُجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا صَلَّيْتَ فَاجْعَلْ يَدَيْكَ حَذْوَ اُذُنَيْكَ وَالْمَرْاَةُ تَجْعَلُ يَدَيْهَا حِذَاءَ ثَدْيَيْهَا .

(طبرانی، کنز العمال صفحہ ۱۷۵ جلد ۳)

(ترجمہ) جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جب تو نماز پڑھے تو اپنے دونوں ہاتھ اپنے کانوں کے برابر اٹھا اور عورت اپنے ہاتھ اپنی چھاتی کے برابر اٹھائے۔

علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی ''التنویر'' میں طبرانی کے حوالہ سے یہ حدیث بیان کی ہے۔ (اوجز المسالک شرح موطا امام مالک صفحہ ۲۰۲ ج ۱)

حضرت اُمِ درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہا، حضرت عطاء تابعی رحمۃ اللہ علیہ، امام زہری رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت امام حماد رحمۃ اللہ علیہ وغیرہم سے منقول ہے کہ۔

اِنَّ الْمَرْاَةَ تَرْفَعُ يَدَيْهَا اِلٰى ثَدْيَيْهَا .

(مصنف ابن ابی شیبة جلد اول صفحہ ۲۳۹، وبنایة شرح هدایة للمحدث العینیؒ ج ۱ ص ۶۰۲)

(ترجمہ) بیشک عورت اپنے دونوں ہاتھ اپنی چھاتی کے برابر اٹھائے۔

مسئلہ نمبر ٦٦

دائیں ہاتھ سے بائیں ہاتھ کو پکڑنا

اللہ اکبر کہہ کر دونوں ہاتھ اس طور پر باندھے کہ دائیں ہاتھ کی ہتھیلی بائیں ہاتھ کی ہتھیلی کی پشت پر رہے اور انگوٹھے اور چھنگلیا کا حلقہ بنا کر گٹے کو پکڑ لے اور باقی تین انگلیاں بائیں کلائی پر رہیں۔

(حدیث نمبر۱۷٦)عن عاصم بن كُلَيبٍ قال فيه ....ثُمَّ وَضَعَ يَدَهُ اليُمنٰى عَلٰى ظَهرِ كَفِهِ اليُسرٰى وَالرُّسغَ وَالسَّاعِدَ.... الحديث
(ابو داود رفع اليدين فى الصلوٰة)

(ترجمہ) حضرت عاصم بن کلیب فرماتے ہیں کہ پھر نبی اکرم ﷺ نے دائیں ہاتھ کو اس طرح رکھا کہ وہ بائیں ہتھیلی کی پشت اور گٹے اور کلائی پر تھا۔

(حدیث نمبر۱۷۷)عن قبيصة عن أبيه قال كان رسولُ الله ﷺ يَؤُمُّنَا فَيَأخُذُ شِمَالَهُ بِيَمِينِهِ. (حسن)
(ترمذی . ماجاء فی وضع اليمين على الشمال)

(ترجمہ) حضرت قبیصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے والد فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہمیں نماز پڑھاتے وقت اپنے دائیں ہاتھ سے بائیں ہاتھ کو پکڑا کرتے تھے۔

مسئلہ نمبر ۶۷

عورت کے سجدے کی کیفیت

عورت کھل کر سجدہ نہ کرے، بلکہ اپنے پیٹ کو اپنی رانوں سے ملا کر سجدہ کرے۔

(حدیث نمبر ۱۷۸) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عورت کی نماز کے متعلق ارشاد فرمایا:

وَاِذَا سَجَدَتْ اَلْصَقَتْ بَطْنَهَا بِفَخِذَيْهَا كَاَسْتَرِ مَا يَكُوْنُ لَهَا .

(كنز العمال ج۴ ص ۱۱۷ ، بيهقي، كامل ابن عدي)

(ترجمہ) جب عورت سجدہ کرے تو اپنا پیٹ اپنی رانوں سے ایسے طور پر چپکا لے کہ اس کے لئے زیادہ سے زیادہ پردہ کا صورت ہو۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا ارشاد ہے:

اِذَا سَجَدَتِ الْمَرْاَةُ فَلْتَضُمَّ فَخِذَيْهَا . (كنز العمال)

(ترجمہ) عورت جب سجدہ کرے تو اپنی دونوں رانوں کو ملا لیا کرے۔

ان احادیث سے یہ اُصول واضح ہوا کہ عورت کے لئے نماز کی وہ شکل مسنون ہے جو زیادہ سے زیادہ ستر اور پردہ پوشی کو لازم ہو۔ فقہاء اسلام نے اسی اصول کو پیش نظر رکھ کر عورت اور مرد کی نماز کا باہمی فرق بیان کیا ہے۔

چنانچہ فقہ حنفی کی مشہور و معروف کتاب ہدایہ ص ۹۲ جلد اول میں ہے:

وَالْمَرْاَةُ تَنْخَفِضُ فِيْ سُجُوْدِهَا وَ تُلْزِقُ بَطْنَهَا بِفَخِذَيْهَا لِاَنَّ ذٰلِكَ اَسْتَرُ لَهَا .

اور عورت اپنے سجدہ میں سمٹ جائے اور اپنا پیٹ اپنی رانوں سے ملا لے کیونکہ یہ اس کے لئے زیادہ سے زیادہ پردہ کا موجب ہے۔

مسئلہ نمبر ۶۸

عورت تکبیر تحریمہ میں ہاتھ کہاں تک اٹھائے

(حدیث نمبر ۱۷۹)عن وائل بن حجر قال قال لِیْ رَسولُ اللّٰہ ﷺ یَا وَائِلَ ابْنَ حُجْرٍ اِذَاصَلَّیْتَ فَاجْعَلْ یَدَیْکَ حِذَاءَ اُذُنَیْکَ وَالْمَرْأَةُ تَجْعَلُ یَدَیْهَاحِذَاءَ ثَدْیَیْهَا.(معجم طبرانی کبیر ج ۲۲ ص ۱۸)

(ترجمہ)حضرت وائل بن حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے وائل بن حجر جب تم نماز پڑھو تو اپنے دونوں ہاتھ کانوں تک اٹھاؤ اور عورت اپنے دونوں ہاتھ اپنی چھاتی کے برابر تک اٹھائے۔

عن عَبْدِ رَبِّهٖ بْنِ سُلَیْمَانَ بْنِ عُمَیْرٍ قَالَ رَاَیْتُ اُمَّ الدَّرْدَاءِ تَرْفَعُ یَدَیْهَا فِی الصَّلٰوةِ حَذْوَ مَنْكِبَیْهَا

(جزء رفع الیدین للامام البخاری ص ۷)

(ترجمہ)حضرت عبدربہ بن سلیمان بن عمیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت ام درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو دیکھا کہ آپ نماز میں اپنے دونوں ہاتھ کندھوں کے برابر اٹھا رہی تھیں۔

مسئلہ نمبر ۶۹

نماز میں عورت کے بیٹھنے کی مسنون صورت

عورت جب بھی نماز میں بیٹھے تو جمہور علماء (حنیفہ، مالکیہ، حنبلیہ) کے ہاں تورک کرے یعنی بیٹھنے کے وقت اپنے دونوں پاؤں دائیں طرف نکال کر بیٹھے۔

جیسا کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے:

(حدیث نمبر ۱۸۰) اَنَّهٗ سُئِلَ كَيْفَ كَانَ النِّسَاءُ يُصَلِّيْنَ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كُنَّ يَتَرَبَّعْنَ .

(مصنف ابن ابی شیبۃ و مسند ابو حنیفۃ)

(ترجمہ) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سوال کیا گیا کہ رسول اللہ ﷺ کے مقدس عہد میں عورتیں کیسے نماز پڑھتی تھیں۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا عورتیں تربّع کرتی تھیں۔

(فائدہ) تَربُّع بھی تَوَرُّک کی ایک صورت ہے۔

(اوجز المسالک ج ۱ ص ۲۵۸)

یعنی دونوں پاؤں بیٹھتے وقت دائیں طرف نکال کر بیٹھے۔

(فائدہ) غیر مقلد تو اس مسئلہ میں خود عورتوں کی طرح بیٹھتے ہیں یعنی تورک کرتے ہیں۔

جماعت کے مسائل

مسئلہ نمبر ۷۰

مقتدیوں کی نماز کا امام ضامن ہے

(حدیث نمبر ۱۸۱) حدثنی ابو غالب انه سمع اباامامة یقول قال رسول اللّٰہ ﷺ اَلاِمَامُ ضَامِنٌ وَالمؤذنُ مُؤتَمِنٌ

(مسند احمد ج۵ ص ۲۶۰ ،معجم طبرانی کبیر ۶ ص،سنن ابو داود، ترمذی، صحیح ابن حبان، بیہقی، وعن سهل بن سعد، ابن ماجة، مستدرک حاکم بسند صحیح)

حضرت ابو امامہ باہلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا امام ضامن ہے اور مؤذن امین ہے۔

(یعنی) امام مقتدیوں کی نماز کی صحت کا ضامن ہے کیونکہ مقتدیوں کی نماز امام کی صحت امامت اور صحت نماز کے تابع ہے، اگر کوئی مقتدی رکوع میں امام کو ملے تو اس کی اس رکعت کا بھی امام ضامن ہے اور قراءت قرآن اور فاتحہ کا بھی ضامن ہے۔ اگر امام کی طہارت اور نماز اعلیٰ درجہ کی ہوگی تو اس کو اور اس کے مقتدیوں کو اجر بھی زیادہ ملے گا۔ اور اگر طہارت اور نماز میں کوتاہی کی یا بعض ارکان یا شرائط چھوڑ دے تو امام ان کی نماز کا ذمہ دار اور قصوروار ہے اور امام کی نماز نہ ہونے سے مقتدیوں کی نماز بھی نہیں ہوگی۔

غیر مقلد جو یہ کہہ رہے ہیں کہ امام کی نماز اپنی ہوتی ہے اور مقتدی کی اپنی اس لئے اگر امام کی نماز نہ ہو تو بھی مقتدی کی نماز ہو جائے گی یہ ان کی غلطی ہے، اگر امام کی نماز نہ ہوئی تو مقتدی کی نماز بھی کبھی نہیں ہوگی کیونکہ امام مقتدیوں کی نماز کا ضامن ہے جیسا کہ سابقہ حدیث صحیح سے ظاہر ہے۔

مسئلہ نمبر ا ۷

امام ہلکی نماز پڑھائے

امام کو چاہئے کہ باجماعت نماز میں مقتدیوں کا خیال رکھے۔ نماز ہلکی پڑھائے اتنی لمبی نہ کرے کہ تھکاوٹ وغیرہ سے امام کے پیچھے نماز پڑھنے والوں اکتاہٹ ہو جائے اور نماز کا خشوع و خضوع جاتا رہے۔

(حدیث نمبر ۱۸۲) عن أبی هريرة رضی اللّٰه تعالیٰ عنه أنَّ النبیَّ ﷺ قالَ اِذا أَمَّ أَحَدُكُمُ النَّاسَ فَلْيُخَفِّفْ فَإِنَّ فِيهِمُ الصَّغِيْرُ وَ الْكَبِيْرُ والضَّعِيفُ وَالْمَرِيْضُ فَإِذَا صَلَّى وَحْدَهُ فَلْيُصَلِّ كَيْفَ شَاءَ.

(مسلم، امر الائمة بتخفيف الصلوٰة ......)

(ترجمہ) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا۔ جب تم میں سے کوئی لوگوں کی امامت کرائے تو نماز ہلکی پڑھائے چونکہ نمازیوں میں بچے، بوڑھے، کمزور اور بیمار لوگ بھی ہوتے ہیں البتہ جب اکیلا نماز پڑھے تو جیسے چاہے پڑھے۔

امام کو مقتدیوں کے حال کی رعایت کرنی چاہئے اور بہت لمبی قراءت جو قراءت مسنونہ سے بھی بڑھ جائے یا بہت لمبا رکوع وسجدہ جو کہ تسبیحات مسنونہ سے بھی زائد ہو نہیں کرنا چاہئے ہاں تنہا پڑھنا ہو تو جتنا جی چاہے طول دے۔

(حدیث نمبر ۱۸۳) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں۔

اِذَا صَلّٰى اَحَدُكُمْ لِلنَّاسِ فَلْيُخَفِّفْ فَاِنَّ فِيهِمُ الضَّعِيفَ وَ السَّقِيمَ وَ الْكَبِيْرَ وَاِذَا صَلّٰى اَحَدُكُمْ لِنَفْسِهٖ فَلْيُطَوِّلْ مَاشَاءَ.

(بخاری ج ۱ ص ۹۷)

(ترجمہ) جب تم میں سے کوئی نماز پڑھائے تو ہلکی پڑھائے اس لئے کہ جماعت میں ضعیف، بیمار، بوڑھے ہر قسم کے لوگ ہوتے ہیں۔ اور جب تنہا پڑھے تو جتنا چاہے لمبا کرے۔

دوسری روایت میں ہے:

(حدیث نمبر۱۸۴) فَاَیُّکُمْ مَا صَلّٰی بِالنَّاسِ فَلْیَتَجَوَّزْ فَاِنَّ فِیْھِمُ الضَّعِیْفَ وَ الْکَبِیْرَ وَ ذَا الْحَاجَۃِ . (نسائی ج ۱ ص ۱۳۱)

(ترجمہ) تم میں سے جو کوئی لوگوں کو نماز پڑھائے وہ ذرا عجلت کے ساتھ پڑھائے۔ اس لئے کہ جماعت میں ضعیف، بوڑھے اور ضرورت والے بھی موجود ہوتے ہیں۔

مسئلہ نمبر۲۷

نابالغ کی امامت جائز نہیں

عن ابن مسعود قال لَایَؤُمُّ الْغُلَامُ حَتّٰی تَجِبُ عَلَیْهِ الْحُدُوْدُ.

(ترجمہ) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نابالغ لڑکا امامت نہ کرائے جب تک کہ اس پر حدود اللہ (احکام اسلام) واجب نہ ہو جائیں۔

عن ابن عباس قال لَایَؤُمُّ الْغُلَامُ حَتّٰی یَحْتَلِمَ.

(منتقی الاخبار مع شرحہ نیل الاوطار ج ۳ ص ۱۷۶)

(ترجمہ) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ لڑکا امامت نہ کرائے جب تک کہ وہ بالغ نہ ہو جائے۔

عن ابن عباس قال نَهَانَا اَمِیْرُ الْمُؤْمِنِیْنَ عُمَرُ اَنْ نَؤُمَّ النَّاسَ فِی الْمُصْحَفِ وَنَهَانَا اَنْ یَؤُمَّنَا اِلَّا الْمُحْتَلِمُ. (کنز العمال ج۸ ص ۲۶۳)

(ترجمہ) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ ہمیں امیر المؤمنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس بات سے منع کیا ہے کہ ہم لوگوں کو قرآن میں دیکھ کر (قراءت کر کے) امامت کرائیں اور اس بات سے بھی منع کیا کہ بالغ کے سوا کوئی ہماری امامت کرائے۔

مسائل جمعہ وعیدین

مسئلہ نمبر ۴۷

جمعہ کے دن غسل واجب نہیں سنت ہے

(حدیث نمبر ۱۸۵) عن ابی ھریرۃ قال قال رَسولُ اللّٰہ ﷺ مَنْ تَوَضَّأ فَاَحْسَنَ الْوُضُوْءَ ثُمَّ اتی الْجُمُعَۃَ فَدَنٰی وَاسْتَمع وَاَنْصَتَ غُفِرَلَہٗ مَابَیْنَہٗ وَبَیْنَ الْجُمُعَۃِ وَزِیَادَۃُ ثَلٰثَۃِ اَیَّامٍ وَمَنْ مَسَّ الْحصا فَقَدْ لَغَا. (رواہ الترمذی وقال ھذا حدیث حسن صحیح ج ۱ ص ۱۱۲)

(ترجمہ) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے اچھی طرح سے وضو کیا پھر نماز جمعہ کے لئے آیا اور (امام کے) قریب ہو کر خطبہ سننے کی طرف متوجہ رہا اور خاموش رہا تو اس جمعہ سے اگلے جمعہ تک اور مزید تین دن تک کے گناہ معاف کر دیئے جائیں گے اور جو (کچی مسجدوں میں) کنکریوں کو چھوتا رہا اس نے لغو کام کیا (یا اپنا ثواب ضائع کیا)۔

(حدیث نمبر ۱۸۶) عن سَمُرَۃَ بْنِ جُنْدُب قال قال رسولُ اللّٰہِ ﷺ مَنْ تَوَضَّأ یَوْمَ الْجُمُعَۃِ فَبِھا وَ نِعِمَتْ وَمَنِ اغْتسلَ فَالْغُسْلُ اَفْضَلُ. (ترمذی ج ۱ ص ۱۱۱، ابو داود ج ۱ ص ۵۱)

(ترجمہ) حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس شخص نے جمعہ کے دن وضو کیا تو اچھا کیا اور جس شخص نے غسل کیا تو غسل کرنا افضل ہے۔

(حدیث نمبر ۱۸۷) عنِ ابْنِ عباس رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ قال قال رسولُ اللّٰہ ﷺ اِنَّ ھٰذَا یَوْمُ عِیْدٍ جَعَلَہُ اللّٰہُ لِلْمُسْلِمِیْنَ فَمَنْ جَاءَ

الْجُمُعَةَ فَلْيَغْتَسِلْ وَاِنْ كَانَ طِيْبٌ فَلْيَمَسَّ مِنْهُ وَعَلَيْكُمْ بِالسِّوَاكِ. (ابن ماجة ص ۷۷)

(ترجمہ) حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بے شک یہ (جمعہ کا دن) عید کا دن ہے جسے اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کے لئے مقرر کیا ہے پس جو شخص جمعہ کیلئے آئے تو اسے چاہئے کہ وہ غسل کر لیا کرے اور اگر خوشبو ہو تو وہ بھی لگا لے اور تم پر مسواک لازم ہے۔

(حدیث نمبر ۱۸۸) عن ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال مِنَ السُّنَّةِ الْغُسْلُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ.

(رواہ البزار ورجالہ ثقات، مجمع الزوائد ج ۲ ص ۱۷۳)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جمعہ کے دن غسل کرنا سنت ہے۔

عن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال يَسْتَحِبُّ الْغُسْلُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَلَيْسَ بِحَتْمٍ،

(رواہ الطبرانی فی الاوسط ورجالہ ثقات، مجمع الزوائد ج۲ ص ۱۷۵)

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں جمعہ کے دن غسل کرنا مستحب ہے واجب نہیں۔

(فائدہ) جو حضرات جمعہ کے دن غسل کرنے کو فرض یا واجب کہتے ہیں یہ احادیث ان کے خلاف ہیں، انہیں احادیث کی وجہ سے علماء احناف جمعہ کے دن غسل کرنے کو واجب یا فرض نہیں بلکہ سنت کہتے ہیں۔

مسئلہ نمبر ۴۷

جمعہ کا وقت وہی ہے جو ظہر کی نماز کا ہے

(حدیث نمبر ۱۸۹)عن انس بن مالک اَنَّ رسولَ اللّٰہِ ﷺ کَانَ یُصَلِّی الْجُمْعَۃَ حِیْنَ تَمِیْلُ الشَّمْسُ. (بخاری ج ۱ ص ۱۲۳)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جمعہ اس وقت پڑھتے تھے جب سورج ڈھل جاتا تھا۔

عن اِیَّاسِ بْنِ سَلَمَۃَ بْنِ الْاَکْوعِ عَنْ اَبِیْہِ قَالَ کُنَّا نُجَمِّعُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ اِذَا زَالَتِ الشَّمْسُ ثُمَّ نَرْجِعُ نَتَتَبَّعُ الْفَیْءَ.
(مسلم ج ۱ ص ۲۸۳)

حضرت سلمہ بن اکوع کے صاحبزادے ایاس رحمۃ اللہ علیہ اپنے والد روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا جب سورج ڈھل جاتا ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جمعہ ادا کرتے پھر ہم سایہ تلاش کرتے ہوئے لوٹتے (یعنی سایہ میں چل کر آتے)

مسئلہ نمبر ۷۵

جمعہ کی دو اذانیں مسنون ہیں

(حدیث نمبر ۱۹۰) عن السَّائِبِ بْنِ یزید یَقُوْلُ اِنَّ الْاَذَانَ یَوْمَ الْجُمُعَةِ کَانَ اَوَّلُهٗ حِیْنَ یَجْلِسُ الْاِمَامُ یَوْمَ الْجُمُعَةِ عَلٰی الْمِنْبَرِ فِیْ عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَ اَبِیْ بَکْرٍ وَ عُمَرَ فَلَمَّا کَانَ فِیْ خِلَافَةِ عُثْمَانَ وَ کَثُرُوْا اَمَرَ عُثْمَانُ یَوْمَ الْجُمُعَةِ بِالْاَذَانِ الثَّالِثِ فَاُذِّنَ بِهٖ عَلَی الزَّوْرَآءِ فَثَبَتَ الْاَمْرُ عَلٰی ذٰلِکَ.

(بخاری ج ۱ ص ۱۲۵، ابو داود ج ۱ ص ۱۵۵، نسائی ج ۱ ص ۱۵۶)

حضرت سائب بن یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اور حضرت ابو بکر اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے زمانے میں جمعہ کی اذان اس وقت ہوتی تھی جب امام منبر پر بیٹھ جاتا تھا پھر جب حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا دورِ خلافت آیا اور لوگ زیادہ ہو گئے تو حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تیسری اذان (جمعہ کی پہلی اذان) کا حکم دیا چنانچہ زوراء پر وہ اذان کہی گئی اور یہ طریقہ قائم ہو گیا (اور امت کے عمل میں آ گیا)۔

(نوٹ) تین اذانوں سے دو جمعہ کی اذانیں اور ایک اقامت مراد ہے۔

مسئلہ نمبر ۶۷

جمعہ کے نماز سے پہلے اور بعد میں دس رکعات سنن مؤکدہ ہیں

(حدیث نمبر ۱۹۱) عن سالمٍ عن أبيهِ اَنَّ النبيَّ ﷺ كَانَ يُصَلِّيْ بَعْدَ الْجُمُعَةِ رَكْعَتَيْنِ. (مسلم: الصلاة بعد الجمعة)

حضرت سالم اپنے والد سے نقل کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ جمعہ کے بعد دو رکعتیں پڑھتے تھے۔

(حدیث نمبر ۱۹۲) عن أبی هريرة رضی الله تعالٰی عنه قال قال رَسولُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا صَلَّى أَحَدُكُمُ الْجُمُعَةَ فَلْيُصَلِّ بَعْدَ هَا اَرْبَعًا.

(مسلم : الصلاة بعد الجمعة)

(ترجمہ) حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب کوئی جمعہ پڑھ لے تو اس کے بعد چار رکعتیں پڑھے۔

(حدیث نمبر ۱۹۳) عن عليٍّ قال كَانَ رسولُ اللّٰهِ ﷺ يُصَلِّيْ قَبْلَ الْجُمُعَةِ اَرْبَعًا وَبَعْدَهَا اَرْبَعًا يَجْعَلُ التَّسْلِيْمَ فِيْ آخِرِ هِنَّ رَكْعَةً.

(نصب الراية ج۲ ص ۲۰۶ ،بحواله معجم طبرانی اوسط)

(ترجمہ) حضرت علی رضی اللہ تعالٰی عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ چار رکعات جمعہ سے پہلے پڑھتے تھے اور چار جمعہ کے بعد اور سلام آخری (چوتھی) رکعت پر پھیرتے تھے۔

(حدیث نمبر ۱۹۴) عن ابن عباس قال كَانَ رسولُ اللّٰه ﷺ

يَرْكَعُ قَبْلَ الْجُمُعَةِ اَرْبَعًا وَبَعْدَ هَا اَرْبَعًا لَايَفْصِلُ بَيْنَهُنَّ.

(مجمع الزوائد ج۲ ص ۱۹۵)

(ترجمہ) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ چار رکعات جمعہ سے پہلے پڑھتے تھے اور چار رکعات جمعہ کے بعد اور ان رکعتوں میں (درمیان میں دو رکعتوں پر سلام پھیر کر) فصل نہیں کرتے تھے

اسی لئے علامہ ابن تیمیہ فرماتے ہیں:

وَصَحَّ أَنَّهُ ﷺ قَالَ مَنْ كَانَ مُصَلِّياً بَعْدَ الْجُمُعَةِ فَلْيُصَلِّ أَرْبَعاً. وَرُوِىَ السِّتُّ رَكْعَاتٍ عَنْ طَائِفَةٍ مِنَ الصَّحَابَةِ رضى الله تعالٰى عنهم. (مختصر فتاوٰی ابن تيمية ص ۷۹)

(ترجمہ) نبی اکرم ﷺ سے ثابت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا ہے جمعہ کے بعد چار رکعات پڑھنی چاہئیں اور حضرات صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی ایک جماعت سے چھ رکعات بھی منقول ہیں۔

(فائدہ) ان تمام احادیث کے مجموعہ سے ثابت ہوا کہ چار رکعات نماز جمعہ سے پہلے سنت ہیں اور چھ بعد نماز جمعہ، تو یہ کل دس رکعات سنت مؤکدہ ہوئیں ہم بعد کی سنتوں پر عمل کے لئے دو رکعت والی حدیث اور چار رکعت والی حدیث دونوں کو ملاتے اور دونوں پر عمل کرتے ہیں جبکہ اس پر بہت سے حضرات صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا عمل بھی علامہ ابن تیمیہ کے حوالہ سے آپ پڑھ چکے ہیں۔

مسئلہ نمبر ۷۷

خطبہ جمعہ کے درمیان نماز اور بات چیت مکروہ ہے

خطبہ جمعہ کے وقت کوئی بھی نماز جائز نہیں۔ بس خاموشی کے ساتھ خطبہ کی طرف ہی متوجہ رہے۔

(حدیث نمبر ۱۹۵) حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں ہے:

ثُمَّ يُصَلِّيْ مَا كُتِبَ لَهٗ ثُمَّ يُنْصِتُ اِذَا تَكَلَّمَ الْاِمَامُ .

(بخاری ج ا ص ۱۲۱، ص ۱۲۴)

پھر نماز پڑھے جو مقرر کی گئی ہے اور جب امام خطبہ دے تو خاموش رہے۔

حضرت عروہ بن زبیر تابعیؒ سے مروی ہے:

اِذَا قَعَدَ الْاِمَامُ عَلَى الْمِنْبَرِ فَلَا صَلٰوةَ .

(مصنف ابن ابی شیبۃ ج ۲ ص ۱۱۱)

جب امام منبر پر بیٹھ جائے تو کوئی نماز پڑھنا جائز نہیں۔

(حدیث نمبر ۱۹۶) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اِذَا دَخَلَ اَحَدُكُمُ الْمَسْجِدَ وَ الْاِمَامُ عَلَى الْمِنْبَرِ فَلَا صَلٰوةَ وَ لَا كَلَامَ حَتّٰى يَفْرُغَ الْاِمَامُ .

(طبرانی، ابن معجم، الکبیر، مجمع الزوائد ج ۲ ص ۱۸۴)

(ترجمہ) جب تم میں سے کوئی مسجد میں داخل ہو اور امام منبر پر ہو تو نہ کوئی نماز جائز ہے نہ بات چیت، یہاں تک کہ امام (خطبہ سے) فارغ ہو جائے۔

امام ابن شہاب زہری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

فَخُرُوْجُ الْاِمَامِ يَقْطَعُ الصَّلٰوةَ وَ كَلَامُهٗ يَقْطَعُ الْكَلَامَ .
(موطا امام مالک ص ۳۸)
امام کا خطبہ کے لئے نکلنا نماز کو ممنوع کر دیتا ہے اور اس کا کلام (خطبہ) کلام (دوسروں کی بات چیت کرنے) کو ممنوع کر دیتا ہے۔
امام اسحٰق بن راہویہ رحمۃ اللہ علیہ اپنی مسند میں حضرت سائب بن یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ ہم لوگ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ میں جمعہ کے دن نماز پڑھتے رہتے تھے، پس جب عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ منبر پر بیٹھتے تو ہم نماز پڑھنا بند کر دیتے۔ (نصب الرایۃ ج ۲ ص ۲۰۴)
(حدیث نمبر ۱۹۷) ان تمام روایتوں کی روشنی میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یہ روایت بالکل بے غبار ہو کر سامنے آ جاتی ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:
اِذَا دَخَلَ اَحَدُكُمُ الْمَسْجِدَ وَ الْاِمَامُ عَلَى الْمِنْبَرِ فَلَا صَلٰوةَ وَ لَا كَلَامَ حَتّٰى يَفْرُغَ الْاِمَامُ.
(طبرانی، ابن المعجم ،الکبیر مجمع الزوائد ج۲ ص ۱۸۴)
جب تم میں سے کوئی مسجد میں داخل ہو اور امام منبر پر ہو تو نہ کوئی نماز جائز ہے نہ بات چیت یہاں تک کہ امام (خطبہ جمعہ سے) فارغ ہو جائے۔
جن روایتوں سے خطبہ کے دوران تحیۃ المسجد پڑھنے کا ثبوت ملتا ہے، وہ اس وقت کی روایتیں ہیں جب کہ دوران خطبہ نماز و کلام کی ممانعت وارد نہیں ہوئی تھی جس طرح نماز میں کلام کی منسوخی سے قبل بات چیت کی اجازت تھی بعد میں یہ اجازت منسوخ ہو گئی اسی طرح تحیۃ المسجد کی اجازت بھی خطبہ کے دوران ممانعت نماز و کلام وارد ہونے سے پہلے کی ہے۔ یا پھر بعض استثنائی مخصوص واقعات ہیں جن کا مخصوص ہونا قرائن و شواہد سے ثابت ہے۔
(اختلاف امت اور صراط مستقیم حصہ دوم ص ۳۲۵)
(حدیث نمبر ۱۹۸) عن سلمان قال قال رسول اللہ ﷺ من

اغْتَسَلَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَ تَطَهَّرَ بِمَا اسْتَطَاعَ مِنْ طُهْرٍ ثُمَّ ادَّهَنَ اَوْمَسَّ مَنْ طِيْبٍ ثُمَّ رَاحَ فَلَمْ يُفَرِّقْ بَيْنَ اثْنَيْنِ فَصَلّٰى مَاكُتِبَ لَهٗ ثُمَّ اِذَا خَرَجَ الْاِمَامُ اَنْصَتَ غُفِرَلَهٗ مَابَيْنَهٗ وَبَيْنَ الْجُمُعَةِ الْاُخْرٰى.

(بخاری ج ۱ ص ۱۲۴)

(ترجمہ) حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص جمعہ کے دن غسل کرے اور جس حد تک ہو سکے صفائی کرے، پھر تیل لگائے یا خوشبو ہو تو وہ لگائے پھر جمعہ کے لئے جائے تو دو آدمیوں کے درمیان نہ بیٹھے پھر جتنی نماز اس کے لئے مقدر ہے پڑھے، پھر جب امام خطبہ کے لئے نکل آئے تو خاموش رہے تو ایسے شخص کے اِس جمعہ سے اُس جمعہ تک کے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔

(حدیث نمبر ۱۹۹) عن ابی ھریرۃَ عنِ النبیِّ ﷺ قَالَ مَنِ اغْتَسَلَ ثُمَّ اَتَى الْجُمُعَةَ فَصَلّٰى مَا قُدِّرَ لَهٗ ثُمَّ اَنْصَتَ حَتّٰى يَفْرُغَ مِنْ خُطْبَتِهٖ ثُمَّ يُصَلِّيْ مَعَهٗ غُفِرَلَهٗ مَابَيْنَهٗ وَبَيْنَ الْجُمُعَةِ الْاُخْرٰى وَ فَضْلُ ثَلَاثَةِ اَيَّامٍ.

(مسلم ج ۱ ص ۲۸۳)

(ترجمہ) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جناب نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام سے نقل کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا جس نے غسل کیا پھر وہ جمعہ کے لئے (مسجد میں) آیا پھر جتنی نماز اس کے لئے مقدر تھی پڑھی پھر امام کے خطبہ سے فارغ ہونے تک خاموش رہا پھر امام کے ساتھ نماز پڑھی تو اس کے اس جمعہ سے دوسرے جمعہ تک کے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں اور تین دن کے مزید بھی۔

مسئلہ نمبر ۸۷

خطبہ عربی میں ہو

سورۂ جمعہ کی آیت فاسعوا الی ذکر اللّٰہ (پس اللہ کے ذکر کی طرف چل پڑو)۔

''ذکر'' سے مراد خطبہ جمعہ ہے۔ دیکھئے تفسیر ابن کثیر ج ۹ ص ۴۵۶ وغیرہ۔
بخاری ومسلم کی روایت سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے۔

(حدیث نمبر ۲۰۰) فَإِذَا خَرَجَ الْإِمَامُ طَوَوْا صُحُفَهُمْ وَ يَسْتَمِعُوْنَ الذِّكْرَ . (بخاری ج ۱ ص ۱۲۷، مسلم ج ۱ ص ۲۸۱، ۲۸۳)

پس جب امام خطبہ کے لئے نکلتا ہے تو وہ اپنے رجسٹر بند کردیتے ہیں اور توجہ کے ساتھ ذکر (یعنی خطبہ کو) سنتے ہیں۔

(حدیث نمبر ۲۰۱) ابوداود کی روایت میں ہے:

اُحْضُرُوا الذِّكْرَ وَادْنُوْا مِنَ الْإِمَامِ. (ج ۱ ص ۱۷۴)

ذکر (خطبہ) کے وقت موجود رہو اور امام کے قریب بیٹھو۔

اس سے معلوم ہوا کہ خطبہ جمعہ ذکر اللہ ہے اور ذکر اللہ ہی اس کا اصل مقصد ہے نہ کہ وعظ ونصیحت۔ اور ظاہر ہے کہ ''ذکر اللہ'' کا ترجمہ نہیں کیا جاتا، نہ یہ ضروری ہوتا ہے کہ جو ذکر کررہا ہے یا جس کے سامنے ذکر کررہا ہے وہ اس کا ترجمہ ومطلب بھی سمجھے، بلکہ ''ذکر'' عربی زبان میں ہی کیا جاتا ہے۔ خواہ کوئی مطلب نہ سمجھے۔ جہاں مقصد وعظ وتذکیر ہو وہاں سامعین کی زبان استعمال کرنی چاہئے۔ لیکن جہاں یہ مقصد نہ ہو بلکہ صرف ذکر اللہ مقصود ہو وہاں یہ خیال ہی لغو ہے کہ سامعین بھی سمجھیں۔

وعظ ونصیحت لوگ نہ سنیں تو بے فائدہ ہے مگر خطیب نے خطبہ ایسے لوگوں کے سامنے دیا جو بہرے ہوں یا بیٹھے بیٹھے سو گئے ہوں تو بھی خطبہ ادا ہو گیا۔اب نماز جمعہ پڑھی جا سکتی ہے۔لیکن اگر خطبہ کا مقصد وعظ وتذکیر ہو تو اس صورت میں کیا یہ کہا جا سکتا ہے کہ وعظ وتذکیر ہو گئی؟اور خطبہ ادا ہو گیا؟

شاہ ولی اللہ فرماتے ہیں۔

عربی بودن نیز بجہت عمل مستمر مسلمین درمشارق ومغارب باوجود آنکہ در بسیارے از اقالیم مخاطبان عجمے بودند

(مصفیٰ شرح موطا ص ۱۵۴)

اور خطبہ جمعہ عربی زبان میں دینا چونکہ روز اول سے آج تک مشرق و مغرب کے تمام مسلمانوں کے مسلسل عمل میں رہا ہے،باوجود یکہ بہت سے علاقوں میں سامعین عجمی ہوتے تھے۔

نوٹ:اس لئے غیر مقلد جو خطبہ کا آدھا حصہ اردو میں وعظ ونصیحت کیلئے کہتے ہیں اور آدھا حصہ عربی میں یہ مسلمانوں کے اس اجماعی مسئلہ کے خلاف ہے۔

مسئلہ نمبر ۷۹

جمعہ اور عید کا اجتماع

کسی دن عید اور جمعہ اکٹھے ہو جائیں تو اس دن جمعہ کی نماز ساقط نہیں ہوتی اس کا پڑھنا بھی فرض ہے۔

(آیت) يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اِذَا نُوْدِيَ لِلصَّلٰوةِ مِنْ يَّوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ وَذَرُوا الْبَيْعَ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ (سورة الجمعه)

(ترجمہ) اے ایمان والو جب اذان ہو نماز کی جمعہ کے دن تو دوڑو اللہ کی یاد کو اور چھوڑ دو خرید و فروخت یہ بہتر ہے تمہارے حق میں اگر تم کو سمجھ ہے۔

(حدیث نمبر ۲۰۲) عن الزُّهرِی قال حَدَّثَنِیْ اَبُو عُبَيْدٍ مَوْلٰى ابنُ اَزْهَرَ اَنَّهُ شَهِدَ الْعِيْدَ يَوْمَ الْاَضْحٰى مَعَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فَصَلّٰى قَبْلَ الْخُطْبَةِ ثُمَّ خَطَبَ النَّاسَ فَقَالَ يَا اَيُّهَا النَّاسُ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَدْنَهَا كُمْ عَنْ صِيَامِ هٰذَيْنِ الْعِيْدَيْنِ اِمَّا اَحَدُ هُمَا فَيَوْمُ فِطْرِكُمْ مِنْ صِيَامِكُمْ وَاِمَّا الْاٰخَرُ فَيَوْمٌ تَاْكُلُوْنَ مِنْ نُسُكِكُمْ فَقَال اَبُوْ عُبَيْدٍ ثُمَّ شَهِدَتُ مَعَ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ وَكَانَ ذٰلِكَ يَوْمُ الْجُمُعَةَ فَصَلّٰى قَبْلَ الْخُطْبَةِ ثُمَّ خَطَبَ فَقَالَ يَا اَيُّهَا النَّاسَ اِنَّ هٰذَا يَوْمَ قَداجْتَمَعَ لَكُمْ فِيْهِ عِيْدَانِ فَمَنْ اَحَبَّ اَنْ يَرْجِعَ فَقَدْ اَذِنْتُ له الحديث۔ (موطا امام مالک ص ۱۶۵، بخاری ج ۲ ص ۸۳۵)

(ترجمہ) امام زہری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی ابو عبید رحمۃ اللہ علیہ نے کہ وہ عید الاضحیٰ کے موقعہ پر نماز کے لئے حضرت عمر بن

خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ حاضر ہوئے آپ نے خطبہ سے پہلے نماز پڑھائی ، پھر لوگوں کو خطبہ دیا۔ پھر فرمایا اے لوگو رسول اللہ ﷺ نے تم کو ان دونوں عیدوں کے روزے رکھنے سے منع کیا ہے ان دونوں میں سے ایک تو عید الفطر ہے دوسری وہ ہے جس میں تم اپنی قربانیوں کے گوشت کھاتے ہو۔

ابو عبید رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں پھر میں عید کی نماز کے لئے حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ حاضر ہوا یہ اتفاق سے جمعہ کا دن تھا آپ نے بھی خطبہ سے پہلے نماز پڑھائی پھر خطبہ دیا اور فرمایا لوگو یہ ایسا دن ہے جس میں تمہارے لئے دو عیدیں اکٹھی ہو گئی ہیں جو (عوالی مدینہ[1] کا رہنے والا جمعہ کی نماز میں شریک ہونے کے بجائے) واپس جانا چاہے تو میں اس کو (جانے کی) اجازت دیتا ہوں۔

---

[1] مدینہ کی مضافاتی بستیاں

مسئلہ نمبر ۸۰

عید کی چھ زائد تکبیریں

پہلی رکعت میں تکبیر افتتاح مع تکبیرات زائدہ کل چار تکبیریں۔ اور اسی طرح سے دوسری رکعت میں تین تکبیرات زائدہ مع تکبیر رکوع کل چار تکبیریں ہوئیں۔ ذیل کی احادیث میں ہر رکعت کی چار تکبیرات کا بیان ہے۔

چار تکبیریں

(حدیث نمبر ۲۰۳) رَوَیٰ ابو داود بسندہٖ أَنَّ سَعِیْدَ بْنَ الْعَاصِ سَأَلَ أباموسٰی الْاَشْعَرِیَّ وَحُذیفةَ بْنَ الْیَمانِ کَیْفَ کَانَ رسولُ اللّٰہ ﷺ یُکَبِّرُ فِی الْاَضْحٰی وَالْفِطْرِ فَقَالَ اَبُوموسٰی کَانَ یُکَبِّرُاَرْ بَعاً کَتَکْبِیْرِہٖ عَلَی الْجَنَائِزِ فَقَالَ حُذَیْفَةُ صَدَقَ فَقَالَ اَبو موسٰی کَذٰلِکَ کُنْتُ اُکَبِّرُ فِی الْبَصْرَةِ حَیْثُ کُنْتُ عَلَیْھِمْ.

(سنن أبی داود، التکبیر فی العیدین)

ابو داود نے نقل کیا ہے کہ حضرت سعید بن العاص نے حضرت ابوموسیٰ اشعری اور حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے پوچھا کہ ''جناب رسول اللہ ﷺ عید الاضحیٰ اور عید الفطر کی کتنی تکبیریں کہتے تھے۔ حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بتایا کہ آپ چار تکبیریں کہتے تھے۔ جنازہ کی چار تکبیروں کی طرح۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی اس بات کی تصدیق کی۔ حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بتایا کہ میں خود بھی جب بصرہ کا گورنر تھا تو اتنی ہی تکبیریں کہتا تھا۔

عن عبدِ اللّٰہِ بنِ مسعودٍ رَضِیَ اللّٰہُ تعالٰی عنہ یَقُوْلُ التَّکْبِیْرُ فِی الْعِیْدَیْنِ أَرْبَعٌ کَالصَّلَاۃِ عَلَی الْمَیِّتِ وَفِیْ رِوَایَۃِ التَّکْبِیْرُ عَلَی الْجَنَائِزِ أَرْبَعٌ کَالتَّکْبِیْرِ فِی الْعِیْدَیْنِ

(طحاوی – التکبیر علی الجنائز کم ھو؟)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نماز جنازہ کی طرح عیدین کی چار تکبیریں ہیں اور ایک دوسری روایت میں ہے کہ نماز عیدین کی طرح نماز جنازہ کی چار تکبیریں ہیں۔

(حدیث نمبر ۲۰۴) عنِ القاسِمِ اَبِی عَبدِالرحمٰنِ اَنَّہٗ قَالَ حَدَّثَنِیْ بَعْضُ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ قَالَ صَلّٰی بِنَا النَّبِیُّ ﷺ یَوْمَ عِیْدٍ فَکَبَّرَ اَرْبَعًا وَاَرْبَعًا ثُمَّ اَقْبَلَ عَلَیْنَا بِوَجْھِہٖ حِیْنَ انْصَرَفَ فَقَالَ لَاتَنْسَوْا کَتَکْبِیْرِ الْجَنَائِزِ وَاَشَارَ بِاَصَابِعِہٖ وَقَبَضَ اِبْھَامَہٗ۔

(طحاوی ج ۲ ص ۳۳۸)

ابوعبدالرحمٰن قاسم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں مجھے رسول اللہ ﷺ کے ایک صحابی نے بتلایا کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ہمیں عید کی نماز پڑھائی تو (بشمول تکبیر رکوع کے ہر رکعت کے لئے) چار چار تکبیریں کہیں جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو ہماری طرف متوجہ ہو کر فرمایا بھول نہ جانا عید کی تکبیریں جنازہ کی طرح چار ہیں، آپ نے ہاتھ کی انگلیوں سے اشارہ فرمایا اور انگوٹھا بند کرلیا۔

نماز وتر

مسئلہ نمبر ۸۱

نماز وتر واجب ہے

عشاء کی نماز کے بعد سے طلوع فجر سے پہلے پہلے تک کسی بھی وقت نماز وتر پڑھنا واجب ہے جو شخص نہیں پڑھے گا گنہگار رہو گا۔

(حدیث نمبر ۲۰۵) عَنْ خَارِجَةَ بْنِ حُذَافَةَ أَنَّهُ قَالَ خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ إِنَّ اللّٰهَ أَمَرَ كُمْ بِصَلٰوةٍ هِيَ خَيْرٌ لَكُمْ مِنْ حُمُرُ النَّعَمِ الْوِتْرِ جَعَلَهُ اللّٰهُ لَكُمْ فِيْمَا بَيْنَ صَلٰوةِ الْعِشَاءِ إِلٰى اَنْ يَطْلُعَ الْفَجْرُ(قَالَ الْحَاكِمُ صَحِيْحُ الْإِسْنَادِ: زَيلَعي.ترمذی: باب الوتر)

حضرت خارجہ بن حذافہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے اور فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے تم پر ایک ایسی نماز کا حکم کیا ہے جو تمہارے لئے سرخ اونٹوں سے بھی بہتر ہے اور یہ وتر ہے جس کا وقت عشاء اور فجر کے درمیان ہے۔

(حدیث نمبر ۲۰۶) حضرت بُریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ:

سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم يَقُوْلُ اَلْوِتْرُ حَقٌّ فَمَنْ لَّمْ يُوْتِرْ فَلَيْسَ مِنَّا اَلْوِتْرُ حَقٌّ فَمَنْ لَّمْ يُوْتِرْ فَلَيْسَ مِنَّا اَلْوِتْرُ حَقٌّ فَمَنْ لَّمْ يُوْتِرْ فَلَيْسَ مِنَّا .

(اَبُو داود ص ۲۰۸ جلد اول ، مشکوٰۃ ص ۱۱۳ ، ج ۱ مستدرک حاکم ج ۱ ص ۳۰۵)

(ترجمہ) میں نے جناب رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ نماز وتر

حق ہے جس نے وتر نہ پڑھے وہ ہم سے نہیں ہے، جس نے وتر نہ پڑھے وہ ہم میں سے نہیں ہے، جس نے وتر نہ پڑھے وہ ہم میں سے نہیں ہے۔

امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے۔

(فتح القدیر ج ۱ ص ۳۷۱ نصب الرایہ ج ۲ ص ۱۱۲)

(فائدہ) تشدید و وعید کا یہ ''وتر کے حق ہونے کا'' فرمان اور یہ فرمان کہ'' جو وتر نہ پڑھے وہ ہم میں سے نہیں ہے'' دونوں وتر کی نماز کے واجب ہونے پر دلالت کرتے ہیں۔

(حدیث نمبر ۲۰۷) حضرت اَبوایوب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْوِتْرُ حَقٌّ عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ .(ابو داود ج ۱ ص ۲۰۸ ، نسائی، ابن ماجة ، مشكوٰة ص ۱۱۲)

جناب رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ نمازِ وتر ہر مسلمان پر حق ہے۔(یعنی لازم ہے)۔

مسئلہ نمبر۸۲

تعداد رکعات وتر

نمازوں میں کوئی نماز بھی دو رکعتوں سے کم نہیں اس طرح وتر بھی کم از کم تین رکعات ہیں جیسے کہ آنحضرت ﷺ کی احادیث مبارکہ سے معلوم ہوتا ہے

(حدیث نمبر۲۰۸) عَنْ اَبِی سَلَمَةَ بْنِ عبدِالرحمٰن أنهُ سَاَلَ عَائِشَةَ رضی اللّٰه تعالٰی عنها کَیْفَ کَانَتْ صَلٰوةُ رَسولِ اللّٰهِ ﷺ فِیْ رَمَضَانَ ؟قَالَتْ مَاکَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ یَزِیْدُ فِیْ رَمَضَانَ وَلَافِیْ غَیْرِهٖ عَلٰی اِحْدٰی عَشْرَةَ رَکْعَةً یُصَلِّیْ اَرْبَعاً فَلَاتَسْئَلْ عَنْ حُسْنِهِنَّ وَطُوْلِهِنَّ ثُمَّ یُصَلِّیْ اَرْبَعاً فَلَاتَسْئَلْ عَنْ حُسْنِهِنَّ وَطُوْلِهِنَّ ثُمَّ یُصَلِّیْ ثَلَاثًا. (مسلم : صلاة الليل والوتر)

(ترجمہ) حضرت ابوسلمہؒ نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے پوچھا کہ جناب رسول اللہ ﷺ کی رمضان کی نماز کتنی (رکعات) ہوتی تھی؟ آپ نے فرمایا کہ جناب رسول اللہ ﷺ رمضان اور غیر رمضان میں گیارہ رکعتوں سے زیادہ نہ پڑھتے تھے، پہلے چار رکعتیں پڑھتے۔ ان کے حسن اور لمبائی کی بابت کچھ نہ پوچھو، پھر چار رکعتیں پڑھتے تھے۔ ان کے حُسن اور لمبائی کی بابت بھی کچھ نہ پوچھو، پھر تین رکعتیں وتر کی پڑھتے تھے۔

(حدیث نمبر۲۰۹) عن عائشة رضی اللّٰه تعالٰی عنها أن النبیّ ﷺ کَانَ یَقْرَءُ فِی الْاُوْلٰی مِنَ الْوِتْرِ بِفَاتِحَةِ الْکِتَابِ وَسَبِّحِ اسْمَ رَبِّکَ الْاَعْلٰی وَفِی الثَّانِیَةِ قُلْ یَااَیُّهَا الْکَافِرُوْنَ وَفِی الثَّالِثَةِ قُلْ هُوَاللّٰهُ اَحَدٌ.

(ترمذی : مایقرء فی الوتر ،قال الحاکم صحیح علی شرط الشیخین، زیلعی)

(ترجمہ) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ جناب رسول اکرم ﷺ وتر کی پہلی رکعت میں سورت فاتحہ اور سبح اسم ربک الاعلیٰ، دوسری رکعت میں قل یا ایھا الکافرون اور تیسری میں قل ھو اللہ احد پڑھتے تھے۔

(حدیث نمبر ۲۱۰) عن ابن عباس رضی اللّٰہ تعالیٰ عنھما قال کان رسول اللّٰہ ﷺ یُصَلِّیْ مِنَ اللَّیْلِ ثَمَانَ رَکْعَاتٍ وَیُوْتِرُ بِثَلَاثٍ وَیُصَلِّیْ رَکْعَتَیْنِ قَبْلَ صَلَاۃِ الْفَجْرِ. (نسائی : باب الوتر)

(ترجمہ) حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ کی عادت مبارکہ یہ تھی کہ وہ رات تہجد کی آٹھ رکعات پڑھتے، پھر تین وتر پڑھتے اور فجر کی نماز سے پہلے دو رکعتیں پڑھتے۔

امام ترمذیؒ فرماتے ہیں کہ جمہور صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو بھی تین وتر پسند تھے چنانچہ اس کا ذیل میں حوالہ ملاحظہ فرمائیے:

وَالَّذِی اخْتَارَہٗ اَکْثَرُ أَھْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِیِّ ﷺ وَمَنْ بَعْدُ ھُمْ أَنْ یَقْرَأَ بِسَبِّحِ اسْمَ رَبِّکَ الْاَعْلٰی . وَقُلْ یَاأَیُّھَا الْکَافِرُوْنَ وَقُلْ ھُوَ اللّٰہُ أَحَدٌ ، یَقْرَءُ فِیْ کُلِّ رَکْعَۃٍ مِنْ ذٰلِکَ بِسُوْرَۃٍ.

(ترمذی)

(ترجمہ) آنحضور ﷺ کے اکثر صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور بعد میں آنے والے جمہور اہل علم کا پسندیدہ عمل یہ ہے کہ (وتر پڑھنے والا) وتر کی پہلی رکعت میں سبح اسم ربک الأعلی دوسری رکعت میں سورت کافرون اور تیسری رکعت میں سورت اخلاص پڑھے۔

عن عمرَ بنِ الخطّابِ رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ أنہٗ قَالَ مَااُحِبُّ انی تَرَکْتُ الْوِتْرَ بِثَلٰثٍ وَأَنَّ لِیْ حُمُرَ النَّعَمِ.

(موطا امام محمدؒ: السلام فی الوتر)

(ترجمہ) خلیفہ راشد حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اگر مجھ کو تین وتر چھوڑنے کے بدلے سرخ اونٹ بھی پیش کیے جائیں تب بھی میں تین وتر نہیں چھوڑوں گا۔

ان دلائل سے ثابت ہوا کہ نماز وتر کی تین رکعات ہیں۔ نیز تین رکعت وتر کے جواز پر تمام علماء امت کا اجماع ہے جب کہ ایک رکعت وتر پڑھنے میں علماء امت کا اختلاف ہے بعض کے ہاں یہ صحیح نہیں، لہذا اقوت دلائل کے ساتھ ساتھ احتیاط کا تقاضا بھی یہی ہے کہ وتر تین رکعت ہی پڑھے جائیں۔

مسئلہ نمبر ۸۳

وتر کی کم سے کم تین رکعات ہیں

(حدیث نمبر ۲۱۱) ابو سلمہ بن عبد الرحمٰن بن عوف سے مروی ہے کہ:

اَنَّهٗ سَاَلَ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهَا كَيْفَ كَانَ صَلٰوةُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ رَمَضَانَ قَالَتْ مَا كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَزِيْدُ فِيْ رَمَضَانَ وَ لَا فِيْ غَيْرِهٖ عَلٰى اِحْدٰى عَشْرَةَ رَكْعَةً يُصَلِّيْ اَرْبَعاً فَلَا تَسْئَلْ عَنْ حُسْنِهِنَّ وَ طُوْلِهِنَّ ثُمَّ يُصَلِّيْ اَرْبَعاً فَلَا تَسْئَلْ عَنْ حُسْنِهِنَّ وَ طُوْلِهِنَّ ثُمَّ يُصَلِّيْ ثَلَاثاً .

بخاری شریف ج ۱ ص ۱۵۴، مسلم ج ۱ ص ۲۵۴، نسائی ج ۱ ص ۲۴۸، ابوداود ج ۱ ص ۲۰۵، موطا امام مالک ص ۴۴، مسند احمد ج ۶ ص ۳۶۔

(ترجمہ) انہوں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے دریافت فرمایا کہ رمضان المبارک میں رسول اللہ ﷺ کی نماز کیسی ہوتی تھی؟ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے جواب دیا "رسول اللہ ﷺ رمضان اور غیر رمضان میں گیارہ رکعتوں سے زیادہ نہیں پڑھتے تھے۔ پہلے چار رکعتیں پڑھتے، پس کچھ نہ پوچھو کتنی حسین اور طویل ہوتی تھیں، پھر چار رکعت پڑھتے پس کچھ نہ پوچھو کتنی حسین اور طویل ہوتی تھیں پھر تین رکعتیں پڑھتے تھے۔

(فائدہ) اس میں چار چار ملا کر کل آٹھ رکعت نماز تہجد ہوتی تھی اور تین رکعت وتر جسے آخر میں ثم یصلی ثلاثاً (پھر تین رکعتیں پڑھتے تھے) سے بیان کیا۔ امام نسائی یہ حدیث باب کیف الوتر بثلاث (تین رکعت وتر کیسے ہوگی) کے تحت لائے ہیں۔ اس حدیث سے ثابت ہوگیا کہ رمضان ہو یا غیر

رمضان، ہمیشہ حضور ﷺ کا معمول تین ہی رکعت وتر پڑھنے کا تھا۔

امام نسائی نے نسائی شریف ج ا ص ۲۴۸ میں کیف الوتر بثلاث (تین رکعات وتر کیسے پڑھی جائے؟) کا باب قائم کر کے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی ہی ایک دوسری روایت یوں نقل کی ہے:

(حدیث نمبر ۲۱۲) عَنْ سَعْدِ بْنِ هِشَامٍ اَنَّ عَائِشَةَ حَدَّثَتْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ لَا يُسَلِّمُ فِيْ رَكْعَتَيِ الْوِتْرِ .

(ترجمہ) حضرت سعد بن ہشام رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حدیث بیان کی کہ جناب رسول اللہ ﷺ وتر کی دو رکعتوں پر سلام نہیں پھیرتے تھے۔

(حدیث نمبر ۲۱۳) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی یہی روایت مستدرک حاکم میں ان الفاظ میں وارد ہوئی ہے:

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يُسَلِّمُ فِي الرَّكْعَتَيْنِ الْاُوْلَيَيْنِ مِنَ الْوِتْرِ .

جناب رسول اللہ ﷺ وتر کی شروع کی دو رکعتوں میں سلام نہیں پھیرتے تھے۔ (مستدرک حاکم، ج ا ص ۳۰۴)

اس حدیث کو نقل کرنے کے بعد امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ یہ حدیث بخاری و مسلم کی شرط پر ہے (حوالہ مذکورہ) علامہ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی تلخیص مستدرک میں حاکم کے بیان کی تصدیق کی ہے۔

(حدیث نمبر ۲۱۴) عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ قَامَ مِنَ اللَّيْلِ فَاسْتَاكَ ثُمَّ صَلّٰى رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ نَامَ ثُمَّ قَامَ فَاسْتَاكَ ثُمَّ تَوَضَّاَ فَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ حَتّٰى صَلّٰى سِتًّا ثُمَّ اَوْتَرَ بِثَلَاثٍ وَ صَلّٰى رَكْعَتَيْنِ .

(مسلم ج ۱ ص ۲۶۱، نسائی ج ۱ ص ۲۴۹)

(ترجمہ) محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس اپنے والد سے وہ اپنے والد عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ رات کو اٹھے پس آپ ﷺ نے مسواک کی پھر دو رکعت نماز پڑھی پھر سو گئے، پھر اٹھے مسواک کی پھر وضو کیا اور دو رکعت نماز پڑھی، یہاں تک کہ اسی طرح چھ رکعتیں پڑھیں۔ پھر تین رکعت وتر پڑھے۔ پھر دو رکعات (بعد الوتر کی نوافل) ادا کیں۔

احادیث میں یہ تفصیل بھی موجود ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ وتر کی تین رکعتوں میں کون سی سورت کس رکعت میں پڑھتے تھے چنانچہ ملاحظہ فرمائیں:

(حدیث نمبر ۲۱۵) عَنْ سَعِیْدِ بْنِ جُبَیْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ تعالیٰ عَنْھُمَا قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُوْتِرُ بِثَلَاثٍ یَقْرَأُ فِی الْاُوْلٰی سَبِّحِ اسْمَ رَبِّکَ الْاَعْلٰی وَ فِی الثَّانِیَۃِ قُلْ یٰاَیُّھَا الْکٰفِرُوْنَ وَ فِی الثَّالِثَۃِ قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ۔

(ترمذی ج ۱ ص ۶۱، نسائی ج ۱ ص ۲۴۹، ابن ماجۃ ص ۸۳)

(ترجمہ) حضرت سعید بن جبیرؒ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ تین رکعت وتر پڑھتے تھے، پہلی رکعت میں سَبِّحِ اسْمَ رَبِّکَ الْاَعْلٰی پڑھتے' دوسری میں قُلْ یا یھا الکافرون، تیسری میں قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ۔

اس قسم کی روایتیں مسند احمد ج ۶ ص ۲۲۷، طحاوی ج ۱ ص ۱۴۰، مصنف عبدالرزاق ج ۲ ص ۳۳، مصنف ابن ابی شیبہ ج ۱ ص ۲۹۹ اور دارمی وغیرہ میں بھی موجود ہیں۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حضرت علقمہؒ روایت

کرتے ہیں کہ:

اَخْبَرَنَاعَبْدُ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدِ رَضِیَ اللّٰهُ تعالٰی عَنْهُ اَهْوَنُ مَایَكُوْنُ الْوِتْرُ ثَلاثُ رَكَعَاتٍ . (موطا امام محمد ص ۱۵۰)

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہمیں خبر دی ہے کہ وتر کی کم سے کم تین رکعتیں ہیں۔

ان کے علاوہ مزید صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے تین رکعات وتر کی روایتوں کے لئے ملاحظہ کیجئے۔

مصنف ابن ابی شیبہ ج ۲ ص ۲۹۴ ،طحاوی ج ۱ ص ۱۳۶ و ص ۱۴۳، موطا امام محمد ص ۱۵۰، مصنف عبدالرزاق ج ۳ ص ۲۶ وغیرہ

مسئلہ نمبر ۸۴

ایک رکعت وتر نہیں ہیں

(حدیث نمبر ۲۱۶) حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ

اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ نَهٰى عَنِ الْبُتَيْرَاء .
(نصب الرایۃ ج ۱ ص ۲۷۷)

رسول اللہ ﷺ نے صرف ایک رکعت پڑھنے سے منع فرمایا ہے۔

مشہور محدث ابن الصلاح رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

لَا نَعْلَمُ فِیْ رِوَایَاتِ الْوِتْرِ مَعَ کَثْرَتِهَا اَنَّهٗ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَ السَّلَامُ اَوْتَرَ بِوَاحِدَةٍ فَحَسْبُ . (التلخیص الحبیر ج ۲ ص ۱۵)

وتر کی روایات کی کثرت کے باوجود ہم نہیں جانتے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے صرف ایک رکعت وتر پڑھی ہو۔

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

مَا اَجْزَاَتْ رَكْعَةٌ وَاحِدَةٌ قَطُّ . (موطا امام محمد ص ۱۵۰)

وتر کی ایک رکعت کبھی بھی کافی نہیں ہو سکتی۔

بعض حضرات کو حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ان روایات سے شبہ ہوا جن میں ہے کہ

(۱) اَلْوِتْرُ رَكْعَةٌ مِّنْ اٰخِرِ اللَّيْلِ (مسلم ج ۱ ص ۲۵۷)

(۲) صَلٰوةُ اللَّيْلِ مَثْنٰى مَثْنٰى وَ الْوِتْرُ رَكْعَةٌ قَبْلَ الصُّبْحِ
(ابن ماجۃ ص ۸۳)

(۱) وتر ایک رکعت ہے رات کے آخر میں۔
(۲) رات کی نماز دو دو رکعت ہے اور وتر ایک رکعت ہے صبح سے قبل۔
مگر ان روایات سے ایک رکعت وتر پڑھنا مراد نہیں بلکہ مقصود یہ ہے کہ ما سبق کی دو رکعت کے ساتھ ایک اور رکعت ملا کر اسے وتر بنا دو، کیونکہ جب تک دو رکعت تھی وہ وتر نہ تھی جفت تھی اور جب اس کے ساتھ ایک رکعت مل گئی تو وہ تین ہو کر وتر بن گئیں۔

مسئلہ نمبر ۸۵

دعائے قنوت کے الفاظ

(حدیث نمبر۲۱۷)عَنْ خَالِدِ بْنِ اَبِیْ عِمْرَانَ قَالَ بَیْنَمَا کَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ یَدْعُوْ عَلٰی مُضَرَاِذْ جَاءَ هٗ جِبْرِیْلُ فَأَوْمَأَإِلَیْهِ أَن اسْکُتْ ، فَسَکَتَ فَقَالَ یَامُحمدٌ إِنَّ اللّٰهَ لَمْ یَبْعَثْکَ سَبَّاباً وَلَا لَعَّاناً وَإِنَّمَا بَعَثَکَ رَحْمَةً وَلَمْ یَبْعَثْکَ عَذَابًا، لَیْسَ لَکَ مِنَ الْاَمْرِ شَیْءٌ أَوْیَتُوْبَ عَلَیْهِمْ أَوْیُعَذِّبَهُمْ فَإِنَّهُمْ ظَالِمُوْنَ ثُمَّ عَلَّمَهٗ هٰذَا الْقُنُوْتَ . اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْتَعِیْنُکَ وَنَسْتَغْفِرُکَ وَنُؤْمِنُ بِکَ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْکَ وَنُثْنِیْ عَلَیْکَ الْخَیْرَ وَنَشْکُرُکَ وَلَا نَکْفُرُکَ وَنَخْلَعُ وَنَتْرُکَ مَنْ یَفْجُرُکَ اَللّٰهُمَّ اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَلَکَ نُصَلِّیْ وَنَسْجُدُ وَ اِلَیْکَ نَسْعٰی وَنَحْفِدُ وَ نَرْجُوْ رَحْمَتَکَ وَنَخْشٰی عَذَابَکَ اِنَّ عَذَابَکَ بِالْکُفَّارِ مُلْحِقٌ .

(سنن بیهقی ، باب دعاء القنوت ،مروزی :فی قیام اللیل ص ۲۳۲
یہ روایت حضرت عمرؓ سے بھی موصولاً صحیح سند سے مروی ہے)

(ترجمہ) حضرت خالد بن ابی عمرانؒ کہتے ہیں کہ ایک دن رسول اکرم ﷺ قبیلہ مضر کے لئے بددعا کررہے تھے کہ اچانک حضرت جبریل علیہ السلام آئے اور خاموش ہونے کا اشارہ کیا، آپ خاموش ہوگئے تو جبریل علیہ السلام نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے آپ کو گالی دینے والا اور لعنت کرنے والا بنا کر نہیں بھیجا' اللہ تعالیٰ نے آپ کو رحمت بنا کر بھیجا ہے عذاب بنا کر نہیں بھیجا۔ آپ کے اختیار میں اس قسم کے امور نہیں ہیں۔ اللہ چاہے تو انہیں عذاب دے ان کی توبہ

قبول کرے کیونکہ وہ ظالم ہیں۔ پھر آپ ؑ کو یہ دعاء قنوت تعلیم فرمائی۔

(دعائے قنوت کا ترجمہ) اے اللہ ہم تجھی سے مدد چاہتے ہیں اور معافی مانگتے ہیں اور تجھ پر ایمان لاتے ہیں اور تجھ پر بھروسہ کرتے ہیں اور تیری اچھی تعریف کرتے ہیں، اور تیرا شکر ادا کرتے ہیں اور ناشکری نہیں کرتے، جو شخص تیری نافرمانی کرتا ہے ہم اس کو چھوڑ دیتے ہیں اور اس سے الگ ہو جاتے ہیں۔ اے اللہ ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تیرے لئے ہی نماز پڑھتے ہیں اور تجھی کو سجدہ کرتے ہیں اور تیری طرف دوڑتے ہیں اور تیری خدمت بجالاتے ہیں اور تیری رحمت کے امیدوار ہیں اور تیرے عذاب سے ڈرتے ہیں بے شک تیرا عذاب کافروں کو پہنچ کر رہے گا ہے۔

مسئلہ نمبر ۸۶

دعاءِ قنوت سے پہلے تکبیر کے ساتھ رفع الیدین

دعاء قنوت کے لئے تکبیر کہہ کر ہاتھ اٹھائے پھر باندھ لے اور دعاءِ قنوت پڑھے۔

عنْ عبدِاللّٰهِ أَنَّهُ كَان يَرْفَعُ يَدَيْهِ إِذَا قَنَتَ فِي الْوِتْرِ.

(مصنف ابن أبي شيبة ج ۲ ص ۳۰۷)

حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نماز وتر میں دعاءِ قنوت سے پہلے رفع یدین کرتے تھے۔

عن عليّ رضى الله تعالى عنه اَنَّهُ كَبَّرَ فِي الْقُنُوْتِ حِيْنَ فَرَغَ مِنَ الْقِرَاءَ ةِ وَحِيْنَ رَكَعَ......وَكَانَ عَبْدُاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رضى الله تعالٰى عنه يُكَبِّرُ فِي الْوِتْرِ إِذَا فَرَغَ مِنْ قِرَاءَتِهٖ حِيْنَ يَقْنُتُ وَإِذَا فَرَغَ مِنَ الْقُنُوْتِ وَعَنِ الْبَرَّاءِ أَنَّهُ كَانَ إِذَا فَرَغَ مِنَ السُّوْرَةِ كَبَّرَ ثُمَّ قَنَتَ وَعَنْ سُفْيَانَ كَانُوْا يَسْتَحِبُّوْنَ أَنْ تَقْرَءَ فِي الثَّالِثَةِ مِنَ الْوِتْرِ قُلْ هُوَاللّٰهُ اَحَدٌ ثُمَّ تُكَبِّرُ وَتَرْفَعُ يَدَيْكَ ثُمَّ تَقْنُتُ.

(مروزی : قیام اللیل ص ۲۲۹ ص ۲۳۰)

(ترجمہ) حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے کہ آپ نے قراءت سے فارغ ہوکر دعاءِ قنوت کے لئے تکبیر کہی پھر رکوع میں جاتے وقت تکبیر کہی۔

اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نماز وتر میں قراءت سے فارغ ہوکر دعاءِ قنوت سے پہلے اور دعاءِ قنوت کے بعد تکبیر کہتے تھے۔

اور حضرت براء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے کہ جب وہ سورت پڑھ کر فارغ ہوتے تو تکبیر کہتے پھر قنوت پڑھتے۔

اور حضرت سفیان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم پسند کرتے تھے کہ وتر کی تیسری رکعت میں قل ھو اللّٰہ احد پڑھیں ، پھر تکبیر کہتے ہوئے ہاتھ اٹھائیں اور قنوت پڑھیں۔

قال ابن قدامة : وَرُوِیَ رَفْعُ الْيَدَيْنِ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ وَ عُمَرَ وَ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللّٰہ تعالٰی عنھم.

(حدیث نمبر ۲۱۸) دعائے قنوت کے لئے رفع الیدین حضرت ابن مسعود، حضرت عمر اور حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے منقول ہے۔

(المغنی . مسالة القنوت)

ثُمَّ قَعَدَ ثُمَّ قَامَ وَ لَمْ يَفْصِلْ بَيْنَهُمَا بِالسَّلَامِ ثُمَّ قَرَأَ (قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ اَللّٰهُ الصَّمَدُ لَمْ يَلِدْ وَ لَمْ يُوْلَدْ وَ لَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ) حَتّٰى اِذَا فَرَغَ كَبَّرَ ثُمَّ قَنَتَ فَدَعَا بِمَا شَاءَ اللّٰهُ اَنْ يَدْعُوْهُ ثُمَّ كَبَّرَ وَ رَكَعَ .

(استیعاب ج ۴ ص ۴۵۰-۴۵۱ علی ھامش الاصابه)

پھر حضور ﷺ نے قعدہ کیا پھر کھڑے ہوئے اور دو رکعت اور تیسری رکعت کے درمیان سلام پھیر کر فاصلہ نہیں کیا (یعنی قعدۂ اولیٰ کے بعد بغیر سلام پھیرے کھڑے ہوگئے) پھر (قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ اَللّٰهُ الصَّمَدُ لَمْ يَلِدْ وَ لَمْ يُوْلَدْ وَ لَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ) پڑھی جب اس سے فارغ ہوئے تو اللہ اکبر کہا پھر دعائے قنوت میں اللہ کو جو منظور تھا دعا کی پھر اللہ اکبر کہہ کر رکوع کیا۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے شاگرد حضرت اسود رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے:

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰهُ تعالٰی عَنْهُ کَانَ یَرْفَعُ یَدَیْهِ اِذَا قَنَتَ فِی الْوِتْرِ . (مصنف ابن ابی شیبة ج ۲ ص ۲۷)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہ اپنے دونوں ہاتھوں کو اٹھاتے تھے جب وتر میں قنوت شروع کرنا چاہتے۔

یہی بات امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے رسالہ رفع الیدین ص ۲۴ پر بھی لکھی ہے۔

مسئلہ نمبر ۸۷

نماز فجر میں قنوت نہیں ہے

(حدیث نمبر۲۱۹)عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ اَرَأَیْتُمْ قِیَامَکُمْ عِنْدِ فَرَاغِ الْاِمَامِ عَنِ السُّوْرَةِ هٰذَا الْقُنُوْتَ وَاللّٰهِ اِنَّهٗ لَبِدْعَةٌ مَافَعَلَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ غَیْرَ شَهْرٍ ثُمَّ تَرَکَهٗ اَرَأَیْتُمْ رَفْعَکُمْ اَیْدِیْکُمْ فِی الصَّلٰوةِ اِنَّهٗ لَبِدْعَةٌ مَازَادَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَلٰی هٰذَا قَطُّ فَرَفَعَ یَدَیْهِ حِیَالَ مَنْکِبَیْهِ.

(مجمع الزوائد ج۲ ص ۱۳۷)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ دیکھو یہ جو تم (فجر کی نماز میں) امام کے سورت سے فارغ ہونے کے بعد کھڑے ہو کر دعاء قنوت پڑھتے ہو خدا کی قسم! یہ بدعت ہے، رسول اللہ ﷺ نے ایک مہینے کے علاوہ ایسا نہیں کیا (صرف ایک ماہ کیا تھا) پھر چھوڑ دیا، دیکھو یہ جو نماز میں ہاتھ اٹھا کر دعاء قنوت پڑھتے ہو، یہ بدعت ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے اس سے زیادہ کبھی نہیں کیا، پھر آپ نے رفع یدین مونڈھوں تک کر کے دکھایا۔

مسئلہ نمبر ۸۸

وتر میں تیسری رکعت کے بعد سلام پھیرنا

دو رکعتوں کے بعد بیٹھے اور تشہد کے بعد تیسری رکعت کے لئے کھڑا ہو، پھر تین رکعتیں مکمل کر کے سلام پھیرے۔

(حدیث نمبر ۲۲۰) عن عائشةَ رضی اللّٰہ تعالٰی عنھا أنَّہٗ کَانَ یُوْتِرُ بِثَلاثٍ لَافَصْلَ فِیْهِنَّ (زاد المعاد ص ۱۱۰)

(ترجمہ) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالٰی عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ تین وتر پڑھتے تھے اور دوران وتر سلام نہیں پھیرتے تھے۔

(حدیث نمبر ۲۲۱) عن أبی سعید الخدری رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ قال قال رسولُ اللّٰہ ﷺ لافصل فی الوتر.
(جامع المسانید ج ۱ ص ۴۰۲)

(حدیث نمبر ۲۲۲) حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالٰی عنہ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا وتر میں (سلام کا) فاصلہ نہیں ہے۔

(حدیث نمبر ۲۲۳) عن سعد بن هشام أنَّ عائشةَ رضی اللّٰہ تعالٰی عنها حَدَّثَتْهُ أنَّ رسول اللّٰہ ﷺ کَان لایُسلِّمُ فی رَکْعَتَی الوِتْرِ. قال الحاکم صحیح علی شرط الشیخین. زیلعی
(نسائی: کیف الوتر بثلاث ج ۱ / ۱۹۱، ابن ابی شیبة ۲/۲۵۹)

(ترجمہ) حضرت سعد بن ہشام کو حضرت عائشہ رضی اللہ تعالٰی عنہا نے بتایا کہ رسول اکرم ﷺ وتر کی دو رکعتوں میں سلام نہیں پھیرتے تھے۔

اکابر کا عمل

نَقَلَ ابْنُ حَجَرٍ حَدِيْثَ اُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ وَفِيْهِ وَلَايُسَلِّمُ إِلَّا فِيْ آخِرِهِنَّ وَثَبَتَ عَنْ عُمَرَ أَنَّهُ اَوْتَرَ بِثَلَاثٍ لَمْ يُسَلِّمْ إِلَّا فِيْ آخِرِ هِنَّ وَرُوِیَ ذٰلِکَ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ وَأَنَسٍ وَابْنِ الْمُبَارَکِ وَأَبِی الْعَالِيَةِ أَنَّهُمْ اَوْتَرُوْا بِثَلَاثٍ كَالْمَغْرِبِ.

(ملخص فتح الباری ج ۲ ص ۴۸۱ کتاب الوتر)

(ترجمہ) حافظ ابن حجر عسقلانی نے حضرت اُبی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت نقل کی ہے اس میں ہے کہ آپ تین وتروں کے آخر میں سلام پھیرا کرتے تھے اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی یہ ثابت ہے کہ وہ تین وتر پڑھتے تھے اور صرف آخر میں سلام پھیرتے تھے۔ اور یہی حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت ابو العالیہ رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ وہ مغرب کی نماز کی طرح تین وتر پڑھتے تھے (یعنی پہلے قعدہ پر سلام نہیں پھیرتے تھے)۔

امام مروزیؒ نے ابو اسحاق سے نقل کیا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے تمام ساتھی و شاگرد بھی نماز وتر میں دو رکعت کے بعد سلام نہیں پھیرتے تھے۔

(مروزی: قیام اللیل ص ۲۱۱)

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ كَانَ يَقُوْلُ صَلٰوةُ الْمَغْرِبِ وِتْرُ صَلٰوةِ النَّهَارِ (موطا مالک: الأمر بالوتر)

حضرت عبداللہ بن دینار سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ مغرب کی نماز دن کے وتر ہیں۔

(فائدہ) پس جس طرح سے دن کے تین وتر ہیں ان میں پہلے قعدہ پر

سلام پھیرنا نہیں ہے اسی طرح سے رات کے وتروں میں بھی پہلے قعدہ پر سلام پھیرنا نہیں ہے اور جس طرح سے دن کے تین وتر ہیں تو اسی طرح سے رات کے وتر بھی تین ہیں۔ اور چونکہ رات کی نماز میں رکعات اور دعاؤں کی کثرت محمود ہے اس لئے تین وتروں سے زیادہ پانچ، سات، نو، گیارہ وتر بھی پڑھے جا سکتے ہیں۔ اور اسی طرح سے دعائے قنوت بھی رات کے وتروں میں ہے (واللہ اعلم)

(حدیث نمبر ۲۲۴) عن ابن عباسٍ رضی اللّٰہ تعالٰی عنھما قال کان رسولُ اللّٰہ ﷺ یُصَلِّیْ مِنَ اللَّیْلِ ثَمَانَ رَکُعَاتٍ وَیُوْتِرُ بِثَلٰثٍ وَ یُصَلِّیْ رَکْعَتَیْنِ قَبْلَ صَلٰوۃِ الْفَجْرِ. (نسائی ج ۱ ص ۱۹۲)

(ترجمہ) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ رات کو پہلے آٹھ رکعات پڑھتے پھر تین رکعات وتر پڑھتے۔ پھر دو رکعت (سنت) فجر کی نماز سے پہلے پڑھتے تھے۔

وتر کی تین رکعات اور ایک سلام پر امت کا اجماع

عن الحسنِ قَالَ اَجْمَعَ الْمُسْلِمُوْنَ اَنَّ الْوِتْرَ ثَلٰثٌ لَایُسَلِّمُ اِلَّا فِیْ آخِرِھِنَّ. (مصنف ابن ابی شیبۃ ج ۲ ص ۲۹۴)

(ترجمہ) حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مسلمانوں کا اس بات پر اجماع ہے کہ وتر کی تین رکعات ہیں جن میں صرف آخری رکعت پر ہی سلام پھیرا جائے گا۔

مسئلہ نمبر ۸۹

دعاء قنوت رکوع سے پہلے ہے

حضرت عاصم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

(حدیث نمبر ۲۲۵) سَأَلْتُ اَنَسَ بنَ مَالِکٍ عَنِ الْقُنُوْتِ فِی الصَّلٰوةِ کَانَ قَبْلَ الرُّکُوْعِ اَوْ بَعْدَهٗ قَالَ قَبْلَهٗ اِنَّمَا قَنَتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ الرُّکُوْعِ شَهْرًا اِنَّهٗ کَانَ بَعَثَ اُنَاساً یُقَالُ لَهُمُ الْقُرَّاءُ سَبْعُوْنَ رَجُلاً فَاُصِیْبُوْا فَقَنَتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ الرُّکُوْعِ شَهْرًا یَدْعُوْ عَلَیْهِمْ.

(صحیح بخاری ص ۱۳۶ جلد اول باب القنوت قبل الرکوع اوبعدهٗ مسلم ج ۱ ص ۲۳۷، مشکوٰۃ ص ۱۱۳)

(ترجمہ) میں نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نماز میں قنوت کے بارے میں پوچھا کہ رکوع سے پہلے ہے یا بعد میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا رکوع سے پہلے ہے، حضور ﷺ نے رکوع کے بعد صرف ایک مہینہ قنوت پڑھی۔ آپ ﷺ نے ستر قاری اور عالم (تبلیغ کے لئے) بھیجے تھے جو شہید کردیئے گئے تو آنحضرت ﷺ نے کفار پر بددعا کے لئے رکوع کے بعد ایک مہینہ تک قنوت (نازلہ) پڑھی۔

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

وَقَدْ وَافَقَ عَاصِمٌ عَلٰی رِوَایَتِهٖ هٰذِهٖ عَبْدُالْعَزِیْزِ بْنِ صُهَیْبٍ کَمَا فِی الْمَغَازِیْ بِلَفْظِ "سَأَلَ رَجُلٌ اَنَسًا عَنِ الْقُنُوْتِ بَعْدَ الرُّکُوْعِ اَوْعِنْدَ الْفَرَاغِ مِنَ الْقِرَاءَةِ قَالَ بَلْ عِنْدَ الْفَرَاغِ مِنَ الْقِرَاءَةِ"

وَقَالَ وَ مَجْمُوْعُ مَاجَاءَ عَنْ اَنَسٍ فِیْ ذٰلِکَ أَنَّ الْقُنُوْتَ لِلْحَاجَةِ بَعْدَ الرُّکُوْعِ لَااخِلَافَ عَنْهُ فِیْ ذٰلِکَ ، أَمَّا بِغَیْرِ الْحَاجَةِ فَالصَّحِیْحُ عَنْهُ أَنَّهٗ قَبْلَ الرُّکُوْعِ.

(فتح الباری ص ۴۹۱ باب القنوت قبل الرکوع او بعدهٗ)

(ترجمہ) حضرت عاصم کی یہ روایت کتاب المغازی میں عبدالعزیز کی روایت کے مطابق ہے جس میں ایک شخص نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا کہ دعاء قنوت رکوع کے بعد ہے یا قراءت سے فارغ ہونے کے بعد آپ نے فرمایا بلکہ قراءت سے فارغ ہونے کے بعد۔

ابن حجر فرماتے ہیں کہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تمام روایات کو پیش نظر رکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ جب دعاء قنوت کسی خاص حادثہ کی وجہ سے پڑھی جائے تو وہ رکوع کے بعد ہے اس میں حضرت انس سے کوئی اختلافی روایت مروی نہیں ہے اور جو قنوت بغیر حاجت کے پڑھی جائے تو حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے صحیح یہی ہے کہ وہ رکوع سے پہلے ہے۔

(حدیث نمبر۲۲۶) عن أبی بن کعب رضی اللّٰہ تعالٰی عنه أَنَّ رسولَ اللّٰہ ﷺ کَانَ یُوْتِرُ فَیَقْنُتُ قَبْلَ الرُّکُوْعِ.

(ابن ماجة ، فی ابواب الوتر ص ۸۴، نسائی ۱/۲۴۸)

(ترجمہ) حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ وتر پڑھتے تو دعاء قنوت رکوع سے پہلے پڑھتے تھے۔

عمل صحابہؓ

عن علقمةَ أنَّ ابنَ مسعودٍ وَ اَصْحَابَ النَّبِیِّ ﷺ کَانُوْا یَقْنُتُوْنَ فِی الْوِتْرِ قَبْلَ الرُّکُوْعِ.

(مصنف ابن ابی شیبة، قال الحافظ فی الدرایة اسناده حسن وروی

ذلک عن ابن عباس والبراء وأبی موسی وأنس وعمر بن عبدالعزیز
(المغنی: مسألة القنوت)

حضرت علقمہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور نبی اکرم ﷺ کے دیگر صحابہ رکوع سے قبل دعاءِ قنوت پڑھتے تھے۔

اور حضرت ابن عباس، حضرت براء، حضرت ابوموسیٰ، حضرت انسؓ اور حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ سے بھی یہی منقول ہے۔

عَنْ ابراهيم انَّ ابنَ مسعودٍ كَانَ يَقْنُتُ السَّنَةَ كُلَّهَا فِي الْوِتْرِ قَبْلَ الرُّكُوعِ.
(کتاب الآثار للامام ابی حنیفۃؒ بروایت الامام محمدؒ ص ۴۲)

حضرت ابراہیم نخعیؒ سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ نے مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ وتر میں سارا سال رکوع میں جانے سے پہلے قنوت پڑھتے تھے۔

مسئلہ نمبر ۹۰

وتر کی قضا لازم ہے

وتر پڑھنے کا وقت عشاء سے لے کر طلوع فجر تک ہے اور جو شخص تہجد کے لئے اٹھنے کا عادی ہے اس کے لئے بہتر یہی ہے کہ وہ تہجد کے بعد وتر پڑھے ورنہ نماز عشاء کے ساتھ ہی پڑھ لے، اگر کوئی شخص فجر تک وتر نہ پڑھ سکا تو قضا پڑھے۔

(حدیث نمبر ۲۲۷) عَنْ اَبی سعیدِ الْخُدْرِیِّ رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ قال قال رسولُ اللّٰہِ ﷺ مَنْ نَامَ عَنْ وِتْرِہٖ اَوْ نَسِیَہٗ فَلْیُصَلِّہٖ اِذَا ذَکَرَہٗ.

(ترمذی ص ۶۱ جلد اول، ابو داود ص ۲۱۰ جلد اول، ابن ماجۃ)

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص وتر پڑھے بغیر سو گیا یا بھول گیا تو جب یاد آئے اسی وقت پڑھ لے۔

(حدیث نمبر ۲۲۸) وفی البیھقی عنہ قال قال رسولُ اللّٰہِ ﷺ مَنْ نَامَ عَنْ وِتْرِہٖ اَوْنَسِیَہٗ فَلْیُصَلِّہٖ اِذَا اَصْبَحَ اَوْ ذَکَرَہٗ.

(سنن کبریٰ بیھقی . ابواب الوتر)

سنن بیہقی میں حضرت ابو سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہی روایت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص وتر پڑھے بغیر سو گیا یا بھول گیا وہ جب صبح ہو اس وقت پڑھے یا جب اس کو یاد آئے اس وقت پڑھے۔

عن مالکٍ أنہ بَلَغَہٗ اَنَّ عبدَاللّٰہِ بنَ عباسٍ وَ عُبَادَۃَ بنَ

الصَّامِتِ وَالْقَاسِمَ بْنَ محمدٍ وَ عبدَاللّٰهِ بن عامر قَدْ أَوْتَرُوا بَعْدَ الْفَجْرِ.
(موطا مالک: الوتر بعد الفجر)

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں، انہیں یہ بات پہنچی ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباسؓ، حضرت عبادہ بن صامتؓ، حضرت قاسم بن محمدؒ اور عبداللہ بن عامرؒ نے فجر کے بعد وتر پڑھے۔ (یعنی بروقت نہ پڑھ سکے تو فجر کے بعد بطور قضاء کے پڑھے)

مسئلہ نمبر ۹۱

وتر کے بعد دو نفل

رسول اللہ ﷺ سے وتر کے بعد دو رکعت ہلکی پھلکی نفل پڑھنا بھی ثابت ہے۔

(حدیث نمبر ۲۲۹) عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ کَانَ یُصَلِّیْ بَعْدَ الْوِتْرِ رَکْعَتَیْنِ ۔ (ترمذی ج ۱ ص ۶۲)

(ترجمہ) ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ وتر کے بعد دو رکعتیں پڑھتے تھے۔

ابن ماجہ کی روایت میں ہے:

خَفِیْفَتَیْنِ وَ هُوَ جَالِسٌ ۔ (ص ۸۵)

بیٹھ کر دو ہلکی رکعتیں پڑھتے تھے۔

(حدیث نمبر ۲۳۰) حضرت ابوامامہ باہلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے:

اِنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ کَانَ یُصَلِّیْهِمَا بَعْدَ الْوِتْرِ وَ هُوَ جَالِسٌ یَقْرَأُ فِیْهِمَا اِذَا زُلْزِلَتِ وَ قُلْ یٰاَیُّهَا الْکٰفِرُوْنَ رَوَاهُ اَحْمَدُ ۔
(مشکوٰۃ ج ۱ ص ۱۱۳)

(ترجمہ) حضور ﷺ وتر کے بعد دو رکعتیں بیٹھ کر پڑھتے تھے۔ دونوں میں اِذَا زُلْزِلَتِ .... اور قُلْ یٰاَیُّهَا الْکٰفِرُوْنَ .... پڑھتے تھے۔

حضور ﷺ اگرچہ ان دونوں رکعتوں کو بیٹھ کر پڑھتے تھے، مگر ہمیں اور آپ کو کھڑے ہو کر پڑھنا چاہئے ورنہ ثواب آدھا ملے گا کیونکہ اصل طریقہ غیر معذور کے لئے کھڑے ہو کر نماز پڑھنے کا ہے حدیث شریف میں ہے کہ بیٹھ

کر بلا عذر (نوافل) پڑھنے کا ثواب آدھا ہے۔ ہاں اگر اس نیت سے بیٹھ کر پڑھے کہ حضور ﷺ بھی بیٹھ کر یہ رکعات ادا کرتے تھے تو اس کو اس اقتداء کی وجہ سے پورا ثواب مل جائے گا۔ مگر محققین علماء نے پھر بھی آدھا ثواب ہی لکھا ہے کیونکہ حضور ﷺ رات کے کثرت قیام کی وجہ سے تھک جاتے تھے اس لئے ان دو رکعات کو بیٹھ کر ادا کرتے تھے تو گویا یہ بیٹھنا کوئی عبادت کی شکل نہ تھی بلکہ اس کی علت تھکاوٹ تھی اور جب یہ علت (وجہ) نہ پائی جائے تو اصل کھڑے ہو کر ہی ادا کرنا ہے اور کھڑے ہو کر ہی پورے ثواب کا مستحق ہوا نہ کہ بیٹھ کر۔

(حدیث نمبر ۲۳۱) عن ابی سلمةؓ قال سَأَلْتُ عَائِشَةَ رضی اللّٰه تعالٰی عنها عن صلاةِ رسولِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَتْ كَانَ يُصَلِّيْ ثَلَاثَ عَشْرَةَ رَكْعَةً يُصَلِّيْ ثَمَانِي رَكْعَاتٍ ثُمَّ يُوْتِرُ ثُمَّ يُصَلِّيْ رَكْعَتَيْنِ وَهُوَ جَالِسٌ. (مسلم: صلاة الليل والوتر)

(ترجمہ) حضرت ابوسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے رسول اللہ ﷺ کی نماز کے متعلق پوچھا تو حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ آپ تیرہ رکعتیں پڑھتے تھے پہلے آٹھ رکعت تہجد پڑھتے پھر تین وتر پڑھتے، پھر دو رکعتیں بیٹھ کر پڑھتے۔

(نوٹ) بعض علماء (جیسے حضرت مفتی رشید احمد لدھیانوی اور مولانا زر ولی خان صاحب) ان آخری دو رکعات کو صبح کی دو سنتیں گردانتے ہیں اور ان دونوں رکعات کے منکر ہیں حالانکہ ان دو رکعت کے ثبوت کے دلائل اتنا کثیر ہیں کہ ان کے انکار کی قطعاً گنجائش نہیں ہے تفصیلی دلائل کے لئے میری کتاب ”رکعتین بعد الوتر“ ملاحظہ فرمائیں۔

مسئلہ نمبر ۹۲

بیس رکعات تراویح

حضرت عمر، حضرت عثمان اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے عہد خلافت میں تراویح کی بیس رکعتیں ہونا درج ذیل روایات سے ثابت ہے۔

حضرت یحییٰ بن سعید رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے:

اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ اَمَرَ رَجُلًا یُصَلِّیْ بِھِمْ عِشْرِیْنَ رَکْعَۃً .

(مصنف ابن ابی شیبہ ج۲ ص ۳۹۳)

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک شخص کو حکم دیا کہ وہ انہیں (یعنی صحابہ وتابعین کو) بیس رکعات (تراویح) پڑھائے۔

عَنْ یَزِیْدَ بْنِ رُوْمَانَ اَنَّهٗ قَالَ کَانَ النَّاسُ یَقُوْمُوْنَ فِیْ زَمَانِ عُمَرِ بْنِ الْخَطَّابِ فِیْ رَمَضَانَ بِثَلَاثٍ وَ عِشْرِیْنَ رَکْعَۃً .

(موطا امام مالک ص ۴۳)

حضرت یزید بن رومان رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ لوگ (صحابہ وتابعین) حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ میں تیئیس رکعتیں پڑھتے تھے (بیس تراویح، تین وتر)

عَنْ یَزِیْدَ بْنِ خَصِیْفَۃَ عَنِ السَّائِبِ بْنِ یَزِیْدَ قَالَ کَانُوْا یَقُوْمُوْنَ عَلٰی عَھْدِ عُمَرِ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِیَ اللّٰهُ تعالٰی عَنْهُ فِیْ شَھْرِ رَمَضَانَ بِعِشْرِیْنَ رَکْعَۃً قَالَ وَ کَانُوْا یَقْرَاُوْنَ بِالْمِئِیْنَ وَ کَانُوْا یَتَوَکَّئُوْنَ عَلٰی عِصِیِّھِمْ فِیْ عَھْدِ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ رَضِیَ اللّٰهُ تعالٰی عَنْهُ مِنْ شِدَّۃِ الْقِیَامِ . **(بیہقی ج۲ ص ۴۹۶)**

(ترجمہ) یزید بن خصیفہ، سائب بن یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ وہ لوگ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہد خلافت میں رمضان المبارک میں بیس رکعتیں پڑھتے تھے۔ سائب بن یزید کہتے ہیں کہ وہ لوگ تراویح میں کئی سو آیتیں پڑھتے تھے، اور حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ خلافت میں شدت قیام کی وجہ سے اپنی لاٹھیوں کا سہارا لیتے تھے۔

کنز العمال میں ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بیس رکعت پڑھانے کا حکم دیا تھا۔

فَصَلّٰی لَهُمْ عِشْرِیْنَ رَکْعَةً . (ج ۲ ص ۲۸۴)

وہ ان (صحابہ وتابعین) کو بیس رکعات پڑھاتے تھے۔

عَنْ عَبْدِ الْعَزِیْزِ بْنِ رُفَیْعٍ قَالَ کَانَ اُبَی بن کَعْبٍ یُصَلِّیْ بِالنَّاسِ فِیْ رَمَضَانَ بِالْمَدِیْنَةِ عِشْرِیْنَ رَکْعَةً وَّ یُوْتِرُ بِثَلَاثٍ .
(مصنف ابن ابی شیبة ج ۲ ص ۳۹۳)

(ترجمہ) عبدالعزیز بن رفیع رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ لوگوں کو رمضان المبارک میں مدینہ منورہ میں بیس رکعتیں اور تین رکعات وتر پڑھاتے تھے۔

عَنْ اَبِی عَبْدِ الرَّحْمٰنِ السُّلَمِیِّ اَنَّ عَلِیًّا دَعَا الْقُرَّاءَ فِیْ رَمَضَانَ فَاَمَرَ رَجُلًا اَنْ یُصَلِّیَ بِالنَّاسِ عِشْرِیْنَ رَکْعَةً وَ کَانَ عَلِیٌّ یُوْتِرُ بِهِمْ .
(معرفة السنة للبیهقی ج ۱ ۴۷۷ و سنن کبری للبیهقی ج ۲ ص ۴۹۶)

حضرت ابوعبدالرحمٰن سلمی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رمضان المبارک میں قراء کو بلایا پس ان میں سے ایک شخص کو حکم دیا کہ وہ لوگوں کو بیس رکعات پڑھائے اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ انہیں وتر خود پڑھاتے تھے۔

قاضی القضاۃ امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے دریافت کیا۔

هَلْ كَانَ لِعُمَرَ عَهْدٌ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ عِشْرِيْنَ رَكْعَةً فَقَالَ لَهٗ اَبُوْ حَنِيْفَةَ لَمْ يَكُنْ عُمَرُ مُبْتَدِعًا.

(فیض الباری شرح بخاری ج ۲ ص ۴۲۰، مراقی الفلاح ص ۱۸۱، البحر الرائق ج۲ ص ٦٦)

کیا حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بیس رکعات کے سلسلے میں جناب رسول اللہ ﷺ سے کوئی بات معلوم تھی؟ تو امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا حضرت عمر بدعت کو ایجاد کرنے والے نہ تھے۔ (یعنی بلاشبہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بیس رکعتوں کے متعلق حضور ﷺ سے کوئی بات ضرور معلوم تھی ورنہ وہ اپنی طرف سے بیس کی تعیین نہ کرتے اور نہ ہی بعد میں سب صحابہ اس پر متفق رہتے۔)

دیگر صحابہؓ و تابعینؒ

وَ فِيْ قِيَامِ اللَّيْلِ قَالَ الْاَعْمَشُ كَانَ اَىْ ابْنُ مَسْعُوْدٍ يُصَلِّيْ عِشْرِيْنَ رَكْعَةً وَّ يُوْتِرُ بِثَلَاثٍ. (تحفة الاحوذی ج۲ ص ۷۵)

(محمد بن نصرؒ کی کتاب) قیام اللیل میں ہے کہ امام اعمشؒ کہتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیس رکعت تراویح اور تین رکعت وتر پڑھتے تھے۔

عَنْ اَبِي الْخَصِيْبِ قَالَ كَانَ يَؤُمُّنَا سُوَيْدُ بْنُ غَفْلَةَ فِيْ رَمَضَانَ فَيُصَلِّيْ خَمْسَ تَرْوِيْحَاتٍ عِشْرِيْنَ رَكْعَةً. (بیهقی ج ۲ ص ۴۹٦)

ابو الخصیب رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ حضرت سوید بن غفلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ رمضان المبارک میں ہماری امامت کرتے تھے اور پانچ ترویحوں میں بیس

رکعتیں پڑھاتے تھے۔

نافع رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں کہ

كَانَ ابْنُ اَبِيْ مُلَيْكَةَ يُصَلِّي بِنَافِيْ رَمَضَانَ عِشْرِيْنَ رَكْعَةً . (مصنف ابن ابی شيبة ج۲ ص ۳۹۳)

(ترجمہ) ابن ابی ملیکہ (قاضی مکہ اور شاگرد عائشہؓ) ہمیں رمضان المبارک میں بیس رکعتیں پڑھاتے تھے۔

اَنَّ عَلِيَّ بْنَ رَبِيْعَةَ كَانَ يُصَلِّيْ بِهِمْ فِيْ رَمَضَانَ خَمْسَ تَرْوِيْحَاتٍ وَ يُوْتِرُ بِثَلَاثٍ . (حوالہ مذکورہ)

(ترجمہ) حضرت علی بن ربیعہؒ انہیں رمضان المبارک میں پانچ ترویحے اور تین رکعات وتر پڑھاتے تھے۔

حضرت عطاء بن ابی رباح رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ

اَدْرَكْتُ النَّاسَ وَهُمْ يُصَلُّوْنَ ثَلَاثًا وَّ عِشْرِيْنَ رَكْعَةً بِالْوِتْرِ . (حوالہ مذکورہ)

میں نے لوگوں (صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم وتابعین رحمۃ اللہ علیہم) کو پایا کہ وہ مع وتر تیئیس رکعتیں پڑھتے تھے۔

عَنْ شُتَيْرِ بْنِ شَكْلٍ وَ كَانَ مِنْ اَصْحَابِ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ تعالٰى عَنْهُ اَنَّهُ كَانَ يَؤُمُّهُمْ فِيْ شَهْرِ رَمَضَانَ بِعِشْرِيْنَ رَكْعَةً وَّ يُوْتِرُ بِثَلَاثٍ. (بيهقى ج ۲ ص ۴۹۶ و مصنف ابن ابی شيبة ج۲ ص ۳۹۳)

شتیر بن شکل رحمۃ اللہ علیہ جو کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے شاگردوں میں سے تھے لوگوں کو رمضان المبارک میں بیس رکعات تراویح اور تین رکعات وتر پڑھاتے تھے۔

عَنِ الْحَارِثِ اَنَّهُ كَانَ يَؤُمُّ النَّاسَ فِيْ رَمَضَانَ بِعِشْرِيْنَ رَكْعَةً .

(مصنف ابن ابی شیبة ج ۲ ص ۳۹۳)

(ترجمہ) حضرت حارث رحمۃ اللہ علیہ رمضان المبارک میں لوگوں کو امامت کراتے اور بیس رکعتیں پڑھاتے تھے۔

عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ كَعْبِ الْقُرَظِيِّ كَانَ النَّاسُ يُصَلُّوْنَ فِيْ زَمَانِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فِيْ رَمَضَانَ عِشْرِيْنَ رَكْعَةً. (قيام الليل ص ۹۱)

(ترجمہ) محمد بن کعب قرظی رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ لوگ (یعنی صحابہ وتابعین) حضرت عمرؓ کے زمانہ میں بیس رکعتیں پڑھا کرتے تھے۔

ابن قدامہ مقدسی حنبلی نے بیس رکعتوں پر تمام صحابہ کرام کا اجماع نقل کیا ہے۔ (المغنی ج ۲ ص ۱۶۷)

علامہ ابن حجر ہیثمی اور ابن عبد البر بھی یہی کہتے ہیں:

(تحفۃ الاخیار ص ۱۹۷، مرقات ج ۲ ص ۱۷۴)

امام غزالی بھی اسی کے قائل ہیں۔ (احیاء العلوم ج ۱ ص ۲۰۸)

ائمہ اربعہ

ابن قدامہ مقدسی حنبلی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

امام ابوحنیفہ، امام مالک، امام شافعی، امام احمد بن حنبل یہ سب کے سب بیس رکعات تراویح کو مسنون قرار دیتے ہیں۔

البتہ امام مالک چھتیس رکعتیں پڑھتے تھے یعنی بیس میں سولہ (۱۶) کے اضافہ کی وجہ یہ تھی کہ اہل مکہ ہر چار رکعت پر خانہ کعبہ کا سات مرتبہ طواف کیا کرتے تھے اور اہل مدینہ ظاہر ہے کہ اس پر قادر نہیں تھے لہذا انہوں نے طواف کا بدل یہ نکالا کہ ہر طواف کے عوض چار رکعتیں مزید پڑھنے لگے تا کہ اہل مکہ سے برابری ہو سکے۔ کہ اگر اہل مکہ بیس رکعتوں کے ساتھ چار مرتبہ خانہ کعبہ کا طواف کر کے ثواب حاصل کرتے ہیں تو یہ لوگ بیس رکعتوں کے ساتھ مزید سولہ

رکعتیں پڑھ لیتے ہیں۔ چونکہ اہل مدینہ کے ہی عمل کو امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے اختیار کیا تھا اس لئے وہ بھی بیس کے ساتھ مزید سولہ رکعتوں کے قائل تھے اس کی دلیل کیلئے دیکھئے فقہ حنبلی کی معروف کتاب کی عبارت:

اِنَّمَا فَعَلَ هٰذَا اَهْلُ الْمَدِيْنَةِ لِاَنَّهُمْ اَرَادُوْا مُسَاوَاةَ اَهْلِ مَكَّةَ فَاِنَّ اَهْلَ مَكَّةَ يَطُوْفُوْنَ سَبْعًا بَيْنَ كُلِّ تَرْوِيْحَتَيْنِ فَفَعَلَ اَهْلُ الْمَدِيْنَةِ مَكَانَ كُلِّ سَبْعٍ اَرْبَعَ رَكْعَاتٍ . (المغنی ج ۲ ص ۱٦۷)

اہل مدینہ نے یہ اس لئے کیا تھا کہ اہل مکہ کے ساتھ برابری ہو جائے کیونکہ اہل مکہ ہر دو ترویحوں کے درمیان سات مرتبہ بیت اللہ کا طواف کرتے تھے لہٰذا اہل مدینہ نے ہر سات طواف کی جگہ چار رکعتیں رکھ دیں۔

پھر ابن قدامہ رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ لیکن چونکہ صحابہ کرام سے بیس رکعات مروی ہیں، اس لئے ہمیں اسی کی اتباع کرنی چاہئے۔ خواہ کسی جگہ بھی رہیں۔

وَ مَا كَانَ اَصْحَابُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَوْلٰى وَ اَحَقُّ اَنْ يُّتَّبَعَ . (حوالہ مذکورہ)

(یعنی) اصحاب رسول اللہ ﷺ ہی اولیٰ ہیں اور اتباع کے زیادہ حق دار ہیں۔

دیگر ائمہ کبار و علمائے محققین

عام طور پر تمام ائمہ کبار اور علمائے محققین بیس کے ہی قائل ہیں لیکن بعض بیس سے بھی زیادہ کے، جیسا کہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا حوالہ گزرا، اس کے علاوہ کچھ اور حضرات اس سے بھی زیادہ کے قائل ہیں، جیسا کہ ترمذی شریف میں ہے۔

وَاخْتَلَفَ اَهْلُ الْعِلْمِ فِیْ قِیَامِ رَمَضَانَ فَرَأی بَعْضُهُمْ اَنْ یُّصَلّٰی اِحْدٰی وَاَرْبَعِیْنَ رَکْعَةً مَعَ الْوِتْرِ وَهُوَ قَوْلُ اَهْلِ الْمَدِیْنَةِ وَالْعَمَلُ عَلٰی هٰذَا عِنْدَهُمْ بِالْمَدِیْنَةِ وَاَکْثَرُ اَهْلِ الْعِلْمِ عَلٰی مَارُوِیَ عَنْ عَلِیٍّ وَعُمَرَ وَغَیْرِهِمَا مِنْ اَصْحَابِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عِشْرِیْنَ رَکْعَةً وَهُوَ قَوْلُ الثَّوْرِیِّ وَ ابْنِ الْمُبَارَکِ وَالشَّافِعِیِّ وَقَالَ الشَّافِعِیُّ وَ هٰکَذَا اَدْرَکْتُ بِبَلَدِنَا بِمَکَّةَ یُصَلُّوْنَ عِشْرِیْنَ رَکْعَةً .

(ترمذی شریف ج ۱ ص ۹۹)

اہل علم نے رمضان (کی تراویح) کے بارے میں اختلاف کیا ہے، ان میں سے بعض مع وتر اکتالیس رکعتوں کے قائل ہیں، یہ اہل مدینہ کا قول ہے اور اسی پر اہل مدینہ کا عمل ہے اور اکثر اہل علم ان بیس رکعتوں کے قائل ہیں جو حضرت علی، حضرت عمر اور ان دونوں کے علاوہ دیگر اصحاب نبی ﷺ سے منقول ہیں، یہی سفیان ثوری عبداللہ بن مبارک اور امام شافعی کا قول ہے۔ اور امام شافعی نے فرمایا کہ میں نے ایسے ہی اپنے شہر مکہ میں پایا کہ وہ بھی بیس رکعتیں پڑھتے ہیں۔

رَوَی الْبَیْهَقِیُّ فِی الْمَعْرِفَةِ عَنِ السَّائِبِ بْنِ یَزِیْدَ قَالَ کُنَّا نَقُوْمُ فِیْ زَمَنِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ بِعِشْرِیْنَ رَکْعَةً وَالْوِتْرِ .

(اسنادہ صحیح)(زیلعی : نصب الرایة ج ۲ ص ۱۵۴)

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب المعرفۃ میں نقل کیا ہے حضرت سائب بن یزید فرماتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دورِ خلافت میں ہم بیس رکعت تراویح اور وتر پڑھا کرتے تھے۔

علامہ ابن تیمیہ کی تحقیق

فَلَمَّا جَمَعَهُمْ عُمَرُ عَلٰی اُبَیِّ بْنِ کَعْبٍ کَانَ یُصَلِّیْ بِهِمْ

عِشْرِیْنَ رَکْعَةً ثُمَّ یُوْتِرُ بِثَلاثٍ. (الفتاوی المصریة ج۲ ص ۴۰۱)

جب حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لوگوں کو حضرت ابی بن کعب کی امامت میں جمع کیا تو وہ بیس رکعت تراویح اور تین وتر پڑھاتے تھے۔

فَلَمَّا کَانَ عُمَرُ رضی اللّٰہ تعالٰی عنه جَمَعَھُمْ عَلٰی اِمَامٍ وَاحِدٍ وَھُوَ اُبَیُّ بْنُ کَعْبٍ الَّذِیْ جَمَعَ النَّاسَ عَلَیْهِ بِاَمْرِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ وَعُمَرُ ھُوَ مِنْ خُلَفَاءِ الرَّاشِدِیْنَ حَیْثُ یَقُوْلُ ﷺ عَلَیْکُمْ بِسُنَّتِیْ وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِیْنَ الْمَھْدِیِّیْنَ مِنْ بَعْدِیْ عَضُّوْا عَلَیْھَا بِالنَّوَاجِذِ یَعْنِی الْاَضْرَاسِ لِاَنَّھَا اَعظَمُ فِی الْقُوَّةِ وَھٰذَا الَّذِیْ فَعَلَهٗ ھُوَ سُنَّةٌ: (فتاوی ابن تیمیة ج۲۲ ص ۲۳۴)

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سب صحابہؓ کو حضرت ابی بن کعبؓ کی امامت میں جمع کیا اور حضرت عمر خلفاء راشدین میں سے ہیں جن کے متعلق آنحضور ﷺ نے فرمایا ہے کہ میری سنت اور میرے ہدایت یافتہ خلفاء راشدین کی سنت پر عمل کرو اور اسی کو داڑھوں کے ساتھ مضبوطی سے پکڑے رکھو۔ علامہ ابن تیمیہ فرماتے ہیں کہ آنجناب ﷺ نے داڑھوں کا ذکر اسی لئے کیا کہ داڑھوں کی گرفت مضبوط ہوتی ہے۔ الغرض حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ اقدام عین سنت ہے۔

اہل علم کا مسلک وہی ہے جو حضرت عمر اور حضرت علی اور دیگر صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے منقول ہے کہ تراویح کم از کم بیس رکعات ہیں۔ حضرت سفیان ثوری، ابن مبارک اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا بھی یہی مسلک ہے اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے اہل مکہ کو بیس رکعات پڑھتے دیکھا۔

واضح رہے کہ جمہور کے علاوہ بعض حضرات مدینہ منورہ میں اکتالیس

رکعات تراویح پڑھتے تھے جیسا کہ ترمذی نے بھی نقل کیا ہے۔ بہرحال امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اہل مکہ واہل مدینہ میں سے آٹھ تراویح پر کسی کا عمل نقل نہیں کیا۔

اجماع اسلاف امت

حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم و تابعین رحمۃ اللہ علیہم وفقہاء امت رحمۃ اللہ علیہم کا اتفاق ہے کہ رمضان میں بیس تراویح سنت ہے۔ ابن قدامہ فرماتے ہیں۔

وَالْمُخْتَارُ عِنْدَ اَحْمَدَ فِيْهَا عِشْرُوْنَ رَكْعَةً وَبِهٰذَا قَالَ الثَّوْرِيُّ. وَاسْتَدَلَّ بِاَنَّ عُمَرَ رضی اللّٰه تعالٰی عنه لَمَّا جَمَعَ النَّاسَ عَلٰى اُبَيٍّ كَانَ يُصَلِّيْ بِهِمْ عِشْرِيْنَ رَكْعَةً ، وَرِوَايَةِ مَالِكٍ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ رُوْمَانَ وَرِوَايَةِ عَلِيٍّ رضی اللّٰه تعالٰی عنه وَيَقُوْلُ وَهٰذَا كَالْاِجْمَاعِ وَمَاكَانَ عَلَيْهِ اَصْحَابُ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ اَوْلٰى وَاَحَقُّ اَنْ يُّتَّبَعَ . (ملخص . المغنی ج ۲ ص ۱۳۹ : صلوٰۃ التراویح)

اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں پسندیدہ عمل بیس رکعات کا ہے اور حضرت سفیان ثوری بھی یہی کہتے ہیں اور ان کی دلیل یہ ہے کہ جب حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے صحابہ کرام کو حضرت ابی بن کعبؓ کی اقتداء میں جمع کیا تو وہ بیس رکعات پڑھتے تھے نیز حضرت امام احمد کا استدلال جو حضرت یزید وعلی رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی روایات سے ہے۔ ابن قدامہ کہتے ہیں یہ بمنزلہ اجماع کے ہے۔ نیز فرماتے ہیں کہ جس چیز پر حضور ﷺ کے صحابہ عمل پیرا رہے ہوں۔ وہی اتباع کے زیادہ لائق ہے۔

تراویح کے متعلق جھوٹ

(۲۶۳) مولوی محمد یوسف جے پوری حقیقۃ الفقہ میں لکھتے ہیں تراویح آٹھ رکعت کی حدیث صحیح ہے۔ (شرح وقایہ صفحہ (۱۳۳)

(۲۶۴) تراویح مع وتر حدیث سے گیارہ ثابت ہیں۔
(ہدایہ صفحہ ۵۶۳ ج ا شرح وقایہ صفحہ ۱۳۳)

(۲۶۵) تراویح آٹھ رکعت سنت ہیں، اور بیس رکعت مستحب ہیں۔
(شرح وقایہ صفحہ ۲۳۴)

یہ چاروں حوالے ہماری کتابوں پر محض جھوٹ ہیں، وہاں صرف بیس رکعت تراویح کا ذکر ہے۔ ان چاروں عبارات کی اصل عربی متن کتاب میں دکھائیں۔

نماز تہجد

مسئلہ نمبر ۹۳

تہجد کا وقت

نماز تہجد و دعا کا بہترین وقت رات کا آخری تہائی حصہ ہے۔

(حدیث نمبر ۲۳۲) عن ابی هریرةَ رضی الله تعالٰی عنه أنَّ رَسولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ یَنۡزِلُ رَبُّنَا تَبَارَکَ وَتَعَالٰی کُلَّ لَیۡلَةٍ إِلَی السَّمَاءِ الدُّنۡیَا حِیۡنَ یَبۡقٰی ثُلُثُ اللَّیۡلِ الۡآخِرِ یَقُوۡلُ مَنۡ یَدۡعُوۡنِیۡ فَأَسۡتَجِیۡبُ لَهٗ مَنۡ یَسۡأَلُنِیۡ فَأُعۡطِیَهٗ مَنۡ یَسۡتَغۡفِرُنِیۡ فَأَغۡفِرُلَهٗ۔

(بخاری والدعاء والصلٰوة من آخر اللیل)

(وزاد الترمذی) وَلَا یَزَالُ کَذٰلِکَ حَتّٰی یُضِیۡئَ الۡفَجۡرُ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ہمارا پروردگار ہر رات کے آخری تہائی حصہ میں آسمان دنیا پر جلوہ افروز ہوتا ہے اور فرماتا ہے کہ ”ہے کوئی دعا کرنے والا کہ میں اس کی دعا قبول کروں، ہے کوئی مانگنے والا کہ میں اس کو عطا کروں، ہے کوئی طالبِ بخشش کہ میں اس کو بخش دوں اور طلوع فجر تک یہی کیفیت باقی رہتی ہے۔“

مسئلہ نمبر۹۴

رکعات تہجد

(حدیث نمبر۲۳۳) عن عائشۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہا قَالَتْ مَا کَانَ رَسُولُ اللّٰہِ ﷺ یَزِیْدُ فِیْ رَمَضَانَ وَلَا فِیْ غَیْرِہٖ عَلٰی اِحْدٰی عَشْرَۃَ رَکْعَۃً یُصَلِّیْ اَرْبَعاً فَلَاتَسْئَلْ عَنْ حُسْنِہِنَّ وَطُوْلِہِنَّ ثُمَّ یُصَلِّیْ اَرْبَعاً فَلَاتَسْئَلْ عَنْ حُسْنِہِنَّ وَطُوْلِہِنَّ ثُمَّ یُصَلِّیْ ثَلَاثاً۔
(مسلم: صلاۃ اللیل والوتر)

(ترجمہ) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ رمضان اور غیر رمضان میں گیارہ رکعات سے زائد نہیں پڑھتے تھے۔ آپ چار رکعتیں پڑھتے۔ جن کے حسن وطول کے متعلق نہ پوچھو پھر آپ چار رکعات پڑھتے جن کے حسن وطول کے متعلق نہ پوچھو پھر (تہجد کی آٹھ رکعات کے بعد) آپ تین رکعات وتر ادا فرماتے۔

(فائدہ) اس حدیث سے معلوم ہوا کہ تہجد کی نماز بارہ مہینہ کی نماز ہے اور اس کی عموماً آٹھ رکعات ہیں اور تین رکعات وتر ملا کر گیارہ رکعات بن جاتی ہیں۔ یہ تہجد کی نماز حضور ﷺ رمضان المبارک میں بھی ادا کرتے تھے اور یہی آپ کا بارہ مہینہ کا معمول تھا۔ جو لوگ رمضان میں نماز تہجد کا انکار کرتے ہیں یہ بھی غلط ہے اور جو لوگ اس حدیث کو نماز تراویح کی آٹھ رکعات کے لئے استعمال کرتے ہیں یہ بھی غلط ہے، تہجد ایک مستقل نماز ہے جس کو حضور ﷺ نے بارہ مہینے پڑھا ہے اور نماز تراویح ماہ رمضان کی مستقل نماز ہے جس کی مستقل دلیلیں اور تواتر عملی موجود ہے اسی لئے حضرات محدثین نے تہجد کی احادیث کو قیام اللیل کے عنوان کے تحت ذکر کیا ہے اور تراویح کو قیام رمضان کے عنوان کے تحت ذکر کیا ہے۔

صلوۃ المسافر

مسئلہ نمبر ۹۵

کتنی مسافت پر قصر کرنا چاہئے

مسافت قصر

کم از کم کتنے لمبے سفر میں قصر کی اجازت ہے اس سلسلہ کی اکثر روایات کو پیش نظر رکھتے ہوئے یہی معلوم ہوتا ہے کہ اگر اڑتالیس میل یا اس سے زیادہ سفر ہو تو قصر کرے ورنہ نہیں، چونکہ اکثر روایات میں چار برد کا لفظ آتا ہے اور ایک برد بارہ میل کا ہوتا ہے:۔ (مختار الصحاح للرازی)

۴×۱۲: ۴۸ اور واضح رہے کہ ۴۸ میل کی مسافت تقریباً ساڑھے ستتر کلومیٹر کے برابر ہے۔

عن مالک انہ بلغہ اَنَّ عَبْدَاللّٰہِ بْنِ عَبَّاسٍ کَانَ یَقْصُرُ الصَّلٰوۃَ فِیْ مِثْلِ مَابَیْنَ مَکَّۃَ وَالطَّائِفِ وَفِیْ مِثْلِ مَابَیْنَ مَکَّۃَ وَعَسْفَانَ وَفِیْ مِثْلِ مَابَیْنَ مَکَّۃَ وَجَدَّۃٍ، قَالَ مَالِکٌ وَذٰلِکَ اَرْبَعَۃُ بُرُدٍقَالَ مَالِکٌ وَذٰلِکَ اَحَبُّ مَاتُقْصَرُ فِیْہِ الصَّلٰوۃُ قَالَ مَالِکٌ لَایُقْصِرُ الَّذِیْ یُرِیْدُ السَّفَرَ الصَّلٰوۃَ حَتّٰی یَخْرُجَ مِنْ بُیُوْتِ الْقَرْیَۃِ وَلَا یُتِمُّ حَتّٰی یَدْ خُلَ اَوَّلَ بُیُوْتِ الْقَرْیَۃِ. (موطا مالک. مَایَجِبُ فِیْہِ قَصْرُ الصَّلاۃِ)

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مجھے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا یہ عمل معلوم ہوا ہے کہ آپ مکہ اور طائف، مکہ اور عسفان، مکہ اور جدہ جیسے سفر میں قصر کرتے تھے۔ امام مالک فرماتے ہیں کہ یہ مسافت چار برد کی ہے اور سب سے پسندیدہ مسافت قصر یہی ہے نیز فرمایا کہ بستی کی آبادی سے نکل کر قصر شروع کرے اور واپسی پر بستی میں داخل ہونے پر نماز مکمل پڑھے۔

مکہ مکرمہ سے جدہ کا فاصلہ ۷۲ کلومیٹر ہے اور مکہ سے طائف کا فاصلہ تقریباً ۸۸ کلومیٹر ہے جبکہ مکہ اور عسفان کی درمیانی مسافت ۸۰ کلومیٹر ہے۔

كَانَ ابنُ عُمَرَوَ ابنُ عَبَّاسٍ رضى الله عنهم يَقْصُرَانِ وَيُفطِرَانِ فِىْ اَرْبَعَةِ بُرُدٍ وَهِىَ سِتَّةَ عَشَرَ فَرْسَخاً

(بخاری: فی کَمْ یَقْصُرُ الصلاۃُ)

حضرت عبداللہ بن عمر اور عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم چار برد کے لمبے سفر میں نماز قصر پڑھتے اور روزہ افطار کرتے اور چار برد سولہ فرسخ کے برابر ہوتے ہیں۔

(اور ایک فرسخ تین میل کا ہوتا ہے ۴ برد= ۱۶ فرسخ × ۳ میل = ۴۸ کلومیٹر)

عن ابن عباسٍ رضى الله تعالىٰ عنهما انهُ سُئِلَ اَنَقْصُرُ الصَّلاةَ إلٰى عَرْفَةَ قَالَ لَاوَلٰكِنْ إلٰى عَسْفَانَ وَإلٰى جَدَّةَ وإلَى الطَّائِفِ .(صححه ابن حجر)

(تلخیص الحبیر ج۲ ص ۴۶ صلاۃ المسافرین)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے پوچھا گیا کہ مکہ سے عرفات تک جاتے ہوئے نماز میں قصر کرلیں؟ آپ نے فرمایا ''نہیں'' البتہ مکہ سے عسفان، جدہ، طائف جیسے سفر میں قصر کرسکتے ہو۔

مگر غیر مقلد شہر کے اندر ہی آٹھ کلومیٹر کے سفر پر قصر شروع کردیتے ہیں جو ان احادیث کے خلاف ہے اور شہر میں اپنے کام کاج کو جانے والا مسافر نہیں کہلاتا۔

مسئلہ نمبر ۹۶

موزوں پر مسح کی مدت

(حدیث نمبر۲۳۴)عن شریحِ بْنِ هَانِیٍٔ قَالَ اَتَیْتُ عائشةَ اَسْاَلُهَا عَنِ الْمَسْحِ عَلَی الْخُفَّیْنِ فَقَالَتْ عَلَیْکَ بِابْنِ اَبِیْ طَالِب فَاسْئَلْهُ فَاِنَّهُ کَانَ یُسَافِرُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَسْأَلْنَاهُ فقَالَ جَعَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ثَلٰثَةَ اَیَّامٍ وَلَیَالِیْهِنَّ لِلْمُسَافِرِ وَیَوْمًاوَلَیْلَةً لِلْمُقِیْمِ.
(مسلم ج۱ ص ۱۳۵)

(ترجمہ) حضرت شریح بن ہانیؒ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوکر موزوں پر مسح کے بارہ میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا تم (علی) ابن ابی طالب سے پوچھو کیونکہ وہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سفر کیا کرتے تھے، چنانچہ ہم نے اُن سے پوچھا تو انہوں نے فرمایا رسول اللہ ﷺ مسافر کے لئے تین دن اور تین رات اور مقیم کے لئے ایک دن ایک رات مقرر فرماتے تھے۔

(حدیث نمبر۲۳۵)عن عبدِالرحمنِ بْنِ اَبِیْ بَکْرَةَ عن اَبِیْهِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ وَقَّتَ فی الْمَسْحِ عَلَی الْخُفَّیْنِ ثَلَاثَةَ اَیَّامٍ وَلَیَالِیْهِنَّ لِلْمُسَافِرِ وَلِلْمُقِیْمِ یَوْمًا وَلَیْلَةً.(صحیح ابن حبان ج۲ص ۳۱۱)

(ترجمہ) حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکرہ اپنے والد حضرت ابوبکرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے موزوں پر مسح کی مدت مسافر کے لئے تین دن تین رات اور مقیم کے لئے ایک دن اور ایک رات مقرر فرمائی ہے۔

عنْ عَطاءِ بْنِ اَبِی رَبَاحٍ قَالَ قُلْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍ اَقْصُرُاِلٰی عَرْفَةَ فَقَالَ لَاقُلْتُ اَقْصُرُاِلٰی مَرٍّ قَالَ لَا قُلْتُ اَقْصُرُاِلَی الطَّائِفِ وَاِلٰی عُسفَانَ قَالَ نَعَمْ وَ ذٰلِکَ ثَمَانِیَةٌ وَاَرْبَعُوْنَ مِیْلًا وَ عَقَدَبِیَدِہٖ.

(مصنف ابن ابی شیبۃ ج ۲ ص ۴۴۵ و مسند امام شافعیؒ ج ۱ ص ۱۸۵)

حضرت عطاء بن ابی رباح رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں میں نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے عرض کیا کہ میں عرفہ (یعنی مکہ سے میدان عرفات تک) کی مسافت میں قصر کرسکتا ہوں فرمایانہیں، میں نے عرض کیا کہ مر کی مسافت میں قصر کرسکتا ہوں، فرمایانہیں، میں نے عرض کیا طائف اور عسفان کی مسافت میں قصر کرسکتا ہوں فرمایا ہاں، ان کی مسافت اڑتالیس میل ہے ہاتھ سے گرہ لگا کر (شمار کرکے) دکھایا۔

(نوٹ) غیر مقلد سفر میں موزوں پر مسح کی مدت ایک دن اور ایک رات کہتے ہیں جو ان احادیث کے خلاف ہے۔

مسئلہ نمبر ۹۷

جمع بین الصلوٰتین

دو نمازوں کو ایک وقت میں جمع کرنے کی تین صورتیں ہیں۔

جمع تقدیمی : ظہر اور عصر دونوں کو ظہر کے وقت میں یا مغرب اور عشاء دونوں کو مغرب کے وقت میں ادا کرنا۔

جمع تاخیری : ظہر اور عصر دونوں کو عصر کے وقت میں یا مغرب اور عشاء دونوں کو عشاء کے وقت میں ادا کرنا۔

جمع صوری: ظہر و عصر اور مغرب و عشاء میں سے ہر نماز کو اپنے اپنے وقت میں ادا کرنا لیکن پہلی نماز کو مسنون وقت کے بجائے آخری وقت میں اور دوسری نماز کو مستحب وقت کے بجائے بالکل اول وقت میں ادا کرنا۔ لہذا دیکھنے والا سمجھے گا کہ اس نے عصر اور ظہر کو ایک وقت میں اور مغرب و عشاء کو ایک وقت میں ادا کیا ہے؟ حالانکہ ایسا نہیں، بلکہ ہر نماز اپنے اپنے وقت میں ادا کی گئی ہے، یہ صورتاً جمع ہے حقیقۃً جمع نہیں۔

میدان عرفات میں ظہر اور عصر کو جمع تقدیمی کے ساتھ اور مزدلفہ میں مغرب و عشاء کو جمع تاخیری کے ساتھ ادا کرنا بالاجماع واجب ہے۔
(نسائی ج ۱ ص ۱۰۰)

ان دو مقامات کے علاوہ جمع تقدیمی تاخیری کی کوئی صورت جائز نہیں۔ ہاں البتہ سفر میں جمع صوری کی اجازت ہے جیسا کہ درج ذیل احادیث سے ثابت ہوتا ہے۔

(حدیث نمبر ۲۳۶) عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ فِي السَّفَرِ

يُؤَخِّرُ الظُّهْرَ وَ يُقَدِّمُ الْعَصْرَ يُؤَخِّرُ الْمَغْرِبَ وَ يُقَدِّمُ الْعِشَاءَ .

(مسند احمد، طحاوی ج ا ص ۸۰،مستدرک حاکم،آثار السنن ج ۲ ص ۷۳)

(ترجمہ) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ سفر میں ظہر کو مؤخر کرتے اور عصر کو مقدم کرتے، مغرب کو مؤخر کرتے اور عشاء کو مقدم کرتے تھے۔ (یہی جمع صوری ہے جس کے احناف قائل ہیں)۔

(حدیث نمبر۲۳۷) اَنَّ ابْنَ عُمَرَ نَزَلَ غُيُوْبَ الشَّفَقِ فَصَلَّى الْمَغْرِبَ ثُمَّ انْتَظَرَ حَتّٰى غَابَ الشَّفَقُ فَصَلَّى الْعِشَاءَ ثُمَّ قَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا عَجَّلَ بِهٖ اَمْرٌ صَنَعَ مِثْلَ الَّذِىْ صَنَعْتُ .

(ابو داود ج ا ص ۱۸۷، دارقطنی)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک مرتبہ (مغرب کے بعد کی) شفق کے غائب ہونے کے وقت سواری سے اترے پھر مغرب کی نماز پڑھی، پھر انتظار کیا، یہاں تک کہ شفق غائب ہوگئی تو عشاء پڑھی پھر فرمایا کہ جناب رسول اللہ ﷺ کو اگر کوئی جلدی کا معاملہ پیش آ جاتا تو ایسے ہی کرتے جیسے میں نے کیا ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ہی روایت بخاری ج اص ۲۳۸ کتاب المناسک سے بھی جمع صوری کی ہی اجازت ملتی ہے نہ کہ جمع تقدیمی یا جمع تاخیری کی۔ کیونکہ ہر نماز کا ایک وقت مقرر ہے۔ لہٰذا اس کو اسی کے وقت میں ادا کرنا ہے، نہ پہلے ادا کرنا ہے نہ بعد میں۔

قَالَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ اِنَّ لِلصَّلٰوةِ وَقْتًا كَوَقْتِ الْحَجِّ .

(تفسیر ابن کثیر ص ۴۳۲)

(ترجمہ) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا حج کے

وقت کی طرح نماز کا بھی وقت مقرر ہے۔

اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

اِنَّ الصَّلٰوۃَ کَانَتْ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ کِتَابًا مَّوْقُوْتًا . (نساء/۱۰۳)

(ترجمہ) بے شک نماز مؤمنوں پر ایک وقت مقررہ میں فرض کی گئی ہے۔

(حدیث نمبر۲۳۸) عن عبدِاللّٰہِ قَالَ مَارَأَیْتُ النَّبِیَّ ﷺ صَلّٰی صَلٰوۃً بِغَیْرِ مِیْقَا تِھَا إِلَّا صَلٰوتَیْنِ جَمَعَ بَیْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ وَصَلّٰی الْفَجْرَ قَبْلَ مِیْقَا تِھَا.

(بخاری: کتاب الحج،من یصلی الفجر بجمع)

حضرت عبداللہ فرماتے ہیں کہ میں نے کبھی بھی رسولِ اقدس ﷺ کو نہیں دیکھا کہ آپؐ نے نماز کے اصلی وقت کے بغیر کوئی نماز پڑھی ہو، ہاں دو نمازیں کہ موسم حج میں آپ ﷺ مغرب وعشاء کو جمع فرماتے اور فجر کو معمول کے وقت سے (کچھ) پہلے ادا فرماتے۔

(حدیث نمبر۲۳۹) عن عبداللّٰہ قال کَانَ رسولُ اللّٰہِ ﷺ یُصَلِّی الصَّلٰوۃَ لِوَ قْتِھَا إِلَّا بِجَمْعٍ وَعَرَفَاتٍ (نسائی)

حضرت عبداللہ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم ﷺ کی عادت مبارکہ بروقت نماز پڑھنے کی تھی مگر مزدلفہ اور عرفات میں جمع کر کے پڑھتے تھے۔

مسئلہ نمبر ۹۸

دو نمازوں کو بلا عذر اکٹھے پڑھنا

(حدیث نمبر ۲۴۰) عن ابنِ عبَّاسٍ عنِ النبيِّ ﷺ قَالَ مَنْ جَمَعَ بَيْنَ الصَّلٰوتَيْنِ مِنْ غَيْرِ عُذْرٍ فَقَدْاَتیٰ بَابًا مِنَ الْكَبَائِرِ.

(ترمذی ج ۱ ص ۴۸، مستدرک حاکم ج ۱ ص ۲۷۵)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ جناب نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا جس نے بغیر کسی عذر کے دو نمازوں کو اکٹھا کر کے پڑھا وہ کبیرہ گناہوں کے دروازوں میں سے ایک دروازے میں داخل ہوا۔

جمع ظاہری

اگر سفر کی حالت میں یا کسی اور ضرورت کی وجہ سے جمع ظاہری کرنا چاہے تو اس کی اجازت ہے چونکہ اس میں پابندیٔ وقت کا لحاظ رہتا ہے۔ عرفات و مزدلفہ کے علاوہ جمع بین الصلاتین کی جو روایات نبی اکرم ﷺ سے منقول ہیں وہ جمع ظاہری کی ہیں اور اس کا واضح قرینہ یہ ہے کہ آپ ﷺ نے ہمیشہ ظہر و عصر اور مغرب و عشاء کو جمع کیا کہ جمع ظاہری کے لحاظ سے یہ ممکن تھا۔ جب کہ آپ ﷺ نے کبھی بھی فجر و ظہر کو جمع نہیں کیا کیونکہ یہاں اوقات کی رعایت نہیں رہتی۔ ملاحظہ ہو۔

(حدیث نمبر ۲۴۱) عن أنَسٍ أنَّ النبيَّ ﷺ إذا عَجَّلَ عَلَيْهِ السَّفَرُيُؤَخِّرُ الظُّهرَ إلىٰ أوَّلِ وَقْتِ الْعَصْرِ فَيُجْمِعُ بَيْنَهُمَا وَيُؤَخِّرُ الْمَغْرِبَ حَتّٰى يُجْمِعُ بَيْنَهَاوَبَيْنَ الْعِشَاءِ حِيْنَ يَغِيْبُ الشَّفَقُ.

(مسلم جواز الجمع بين الصلاتين في السفر)

(ترجمہ) حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ اگر نبی اکرم ﷺ کو سفر کی جلدی ہوتی تو آپ ظہر کو عصر کے ابتدائی وقت تک مؤخر کرتے اور دونوں نمازوں کو جمع کر کے پڑھتے۔ اس طرح غروب شفق تک مغرب کو مؤخر کر کے عشاء کے ساتھ جمع کر کے پڑھتے۔

(فائدہ) یہی وجہ ہے کہ بعض دفعہ آپ ﷺ نے خوف وسفر کے عذر کے بغیر بھی جمع ظاہری پر عمل کر لیا کہ ایک نماز کو آخری وقت میں اور دوسری کو ابتدائی وقت میں پڑھ لیا تا کہ امت کو اگر ضرورت پڑے تو وہ مشقت میں مبتلا نہ ہو۔

نماز جنازہ

مسئلہ نمبر ۹۹

نماز جنازہ کی چار تکبیریں

(حدیث نمبر ۲۴۲) اِنَّ سَعِیْدَ بْنَ الْعَاصِ سَاَلَ اَبَا مُوْسٰی الاشعریَ وَ حُذَیْفَةَ بْنَ الْیمان کَیْفَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُکَبِّرُ فِی الْاَضْحٰی و الْفِطْرِ فَقَال اَبُوْ مُوْسٰی کَانَ یُکَبِّرُ اَرْبَعًا تَکْبِیْرَۃً عَلَی الْجَنَائِزِ فَقَالَ حُذَیْفَةُ صَدَقَ فَقَال اَبُوْ مُوْسٰی کَذٰلِکَ کُنْتُ اُکَبِّرُ فِی الْبَصْرَۃِ حَیْثُ کُنْتُ عَلَیْہِمْ قَالَ اَبُوْ عَائِشَة وَاَنَا حَاضِرٌ سَعِیْدَ بْنَ الْعَاصِ . (ابو داود ج ۱ ص ۱۶۳)

حضرت سعید بن العاص کہتے ہیں کہ میں نے حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ اور حضرت حذیفہؓ سے سوال کیا کہ جناب رسول اللہ ﷺ عید الاضحیٰ اور عید الفطر میں کتنی تکبیریں کہتے تھے تو حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ نے جواب دیا چار تکبیریں، نماز جنازہ کی تکبیروں کی طرح، حضرت حذیفہ نے فرمایا کہ انہوں نے سچ کہا۔

حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ نے بتایا کہ میں خود بھی جب بصرہ کا گورنر تھا تو ایسے ہی کرتا تھا۔ حضرت ابو عائشہؒ جو حضرت ابو ہریرہ کے شاگرد ہیں فرماتے ہیں کہ جب حضرت سعید بن العاص نے حضرت ابوموسی اشعری سے سوال کیا تھا میں حضرت سعید ابن العاصؓ کے پاس بیٹھا ہوا تھا۔

عن عبدِاللّٰہِ (بْنِ مسعودٍ) یَقُوْلُ التَّکْبِیْرُ فِی الْعِیْدَیْنِ اَرْبَعٌ کَالصَّلَاۃِ عَلَی الْمَیِّتِ وَفِي رِوَایَةِ التَّکْبِیْرُ عَلَی الْجَنائِزِ اَرْبَعٌ کَا لتَّکْبِیْرِ فِی الْعِیْدَیْنِ . (طحاوی . التکبیر علی الجنائز کم هو؟)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ عیدین کی چار

تکبیریں ہیں نماز جنازہ کی طرح اور ایک دوسری روایت میں ہے کہ نماز جنازہ کی چار تکبیریں ہیں نماز عیدین کی تکبیروں کی طرح۔

اجماع امت

امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد تکبیرات جنازہ کی تعداد میں اختلاف ہوا کہ چار ہیں یا پانچ ہیں یا سات؟ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے دورِ خلافت میں حضرات صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو جمع کر کے فرمایا کہ:

''إِنَّكُمْ مَعَاشِرُ أَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مَتٰى تَخْتَلِفُوْنَ عَلَى النَّاسِ يَخْتَلِفُوْنَ مَنْ بَعْدَ كُمْ وَمَتٰى تَجْتَمِعُوْنَ عَلٰى أَمْرٍ تَجْتَمِعُ النَّاسُ عليه فكأ نَّما أيقظهم فقالوانعَمْ مارأيتُ يا امِيرَ المؤمنين فَأشِرُ عَلَينا فقَالَ عُمَرُ رضى اللّٰه تعالٰى عنه بَل أَشِيْرُوْاأنْتُمْ عَلَيَّ فَإِنَّمَا انَابَشَرٌ مِثْلُكُمْ فتَرَاجَعُواالْأَمْرَ بَيْنَهُمْ فَاَجْمَعُوْا أَمْرَهُمْ عَلٰى أَنْ يَجْعَلُواالتَّكْبِيْرَ عَلَى الْجَنَائِزِ مِثْلَ التَّكْبِيْرِ فِي الْأَضْحٰى وَالْفِطْرِ أَرْبَعَ تَكْبِيْرَاتٍ فَأَجْمَعَ أَمْرُهُمْ عَلٰى ذٰلِكَ.

(طحاوی : التكبير على الجنائز كم هو؟)

(ترجمہ) تم جناب رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کی جماعت ہو جب تم لوگوں کے سامنے مسائل میں اختلاف کرو گے تو بعد کے آنے والے لوگ بھی اختلاف میں پڑ جائیں گے اور جب تم کسی معاملہ میں اجتماعیت اختیار کرو گے تو لوگ بھی اس پر مجتمع رہیں گے پس گویا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان صحابہ کو یہ بات کہہ کر چوکس کیا تو صحابہ کرام نے فرمایا اے امیر المؤمنین بات تو یہی ہے جو آپ کہہ رہے ہیں آپ ہمیں آگاہ کریں تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا بلکہ تم ہی مجھے آگاہ کرو کیونکہ میں تمہاری طرح کا انسان ہوں تو صحابہ کرام نے

آپس میں اس معاملہ میں مشورہ کیا اور اپنے اس فیصلے پر اتفاق کیا کہ وہ جنازہ کی تکبیریں عیدالضحیٰ اور عیدالفطر کی چار تکبیرات کی طرح متعین کر دیں چنانچہ ان کا فیصلہ اسی پر متفق ہو گیا۔

گذشتہ سطور سے معلوم ہوا کہ ایک اختلافی چیز تکبیراتِ جنازہ کو ایک طے شدہ تکبیرات عیدین کے مشابہ قرار دے کر تعین کر دی گئی ہے۔ تو جیسے عیدین کی ہر رکعت میں چار تکبیریں ہیں ایک افتتاح کی اور تین زائد تکبیریں جو ثناء پڑھنے کے بعد ہوتی ہیں یا دوسری رکعت کی چار تکبیریں تین رکوع سے پہلے کی اور ایک رکوع کی اسی طرح سے جنازہ کی بھی چار تکبیریں ہیں ان چار پر ہی صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا اجماع منعقد ہوا ہے لہٰذا اجماع کے خلاف کا عمل قطعاً غلط ہے۔

•

مسئلہ نمبر ۱۰۰

جنازہ میں صرف پہلی تکبیر پر رفع یدین ہے

(حدیث نمبر ۲۴۳) عن ابی هريرة انَّ رسول اللّٰه ﷺ كَبَّرَ عَلَى الْجَنَازَةِ فَرَفَعَ يَدَيْهِ فِيْ اَوَّلِ تَكْبِيْرَةٍ وَوَضَعَ الْيُمْنٰى عَلَى الْيُسْرٰى.
(ترمذی ج ۱ ص ۲۰۶، دارقطنی ج ۲ ص ۷۵، بیھقی ج ۴ ص ۳۸)

(ترجمہ) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جنازہ پر تکبیر کہی تو پہلی تکبیر میں رفع یدین کیا اور دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر رکھ لیا۔

(حدیث نمبر ۲۴۴) عن ابن عباس اَنَّ رسول اللّٰهِ ﷺ يَرْفَعُ يَدَيْهِ عَلَى الْجَنَازَةِ فِيْ اَوَّلِ تَكْبِيْرَةٍ ثُمَّ لَا يَعُوْدُ. (دارقطنی ج ۲ ص ۷۵)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نماز جنازہ میں صرف پہلی تکبیر میں رفع یدین کرتے تھے، پھر دوبارہ نہیں کرتے تھے۔

رُوِیَ اَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ رضی اللّٰه تعالٰی عنهما كَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ فِي التَّكْبِيْرَةِ الْاُوْلٰى ثُمَّ لَا يَرْفَعُ بَعْدُ وَكَانَ يُكَبِّرُ اَرْبَعًا.

وَرُوِیَ ذٰلِکَ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رضی اللّٰه تعالٰی عنه.
(مصنف عبدالرزاق. رفع اليدين فی التكبير)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے منقول ہے کہ وہ نماز جنازہ میں صرف پہلی تکبیر میں رفع یدین کرتے تھے بعد میں نہیں اور کل چار تکبیریں کہتے تھے اور حضرت ابن مسعودؓ سے ایسے ہی منقول ہے۔

مسئلہ نمبر۱۰۱

جنازہ آہستہ پڑھا جائے

جنازہ میت کے لئے مغفرت کی دعا ہے اور دعا کا ادب ہے کہ آہستہ سے مانگی جائے جیسا کہ قرآن کریم میں ہے کہ اپنے رب سے عاجزی اور خفیہ آواز میں مانگو (اونچی آواز سے مانگنا حد سے اور طریقہ دعا سے تجاوز کرنا ہے) اور اللہ تعالیٰ کو تجاوز کرنے والے پسند نہیں ہیں۔

چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اُدْعُوْا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَّ خُفْيَةً اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ. (۷:۵۵)

(ترجمہ) اپنے رب کو گڑ گڑا کر اور چپکے چپکے پکارو، اس کو حد سے نکلنے والے پسند نہیں ہیں۔

(حدیث نمبر۲۴۵) عنْ اَبِیْ اُمَامَةَ قَالَ اَلسُّنَّةُ فِی الصَّلٰوةِ عَلَی الْجَنَازَةِ اَنْ يُقْرَأَ فِی التَّكْبِيْرَةِ الْاُوْلٰی بِاُمِّ الْقُرْآنِ مُخَافَتَةً ثُمَّ يُكَبِّرُ ثَلٰثًا وَالتَّسْلِيْمُ عِنْدَ الْاٰخِرَةِ. (نسائی ج ۱ ص ۲۱۸)

(ترجمہ) حضرت ابو امامہ بن سہل بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نماز جنازہ میں ایک طریقہ یہ ہے کہ پہلی تکبیر کے بعد سورۂ فاتحہ آہستہ آواز میں پڑھی جائے پھر تین تکبیریں کہی جائیں اور اسلام آخری تکبیر کے بعد ہے۔

(نوٹ) یہ سورت فاتحہ بطور ثنا اور دعا کے پڑھی جا سکتی ہے بطور قراءت قرآن کے نہیں کیونکہ جنازہ میت کے لئے دعا ہے اللہ کی نماز نہیں کہ اس میں قراءت قرآن کی جائے۔

قال القاضی الشَّوْكَانِي:

"وذهب الْجمْهوْرُ الى انّهُ لا يسْتحبُّ الْجهْرُ فِى صلاة الْجنازةِ و تمسّكُوْا بِقوْلِ ابْنِ عبّاسِ الْمتقدّمِ لمْ اقْرأْ اى جهْراً الّا لِتعْلمُوْا انّهُ سُنّةٌ وبِقوْلِهٖ فِىْ حدِيْثِ ابِىْ اُمامةَ سِراً فِىْ نفْسِهٖ"
(نيل الاوطار ج ۴ ص ٦٦)

قاضی شوکانیؒ فرماتے ہیں کہ:

جمہور علماء اس طرف گئے ہیں کہ نماز جنازہ اونچی آواز میں پڑھنا مستحب نہیں ہے اور انہوں نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے اس قول سے جو پیچھے گزرا دلیل لی ہے یعنی آپ نے فرمایا کہ میں نے جہراً اس لئے پڑھا ہے کہ تمہیں معلوم ہو جائے کہ یہ بھی طریقہ ہے اور جمہور نے حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس قول (سراً فی نفسه) سے بھی استدلال کیا ہے جس کا مطلب ہے کہ اپنے دل میں آہستہ پڑھے۔

مسئلہ نمبر ۱۰۲

نمازِ جنازہ میں سورۂ فاتحہ؟

نماز جنازہ صورتاً نماز ہے مثلاً اس کے لئے وضو کرنا ہوتا ہے، تکبیر تحریمہ کہہ کر نیت باندھنی ہوتی ہے، استقبال قبلہ اور ننگ کا چھپانا شرط ہے، مگر حقیقت میں یہ نماز نہیں بلکہ میت کے لئے دعاء اور استغفار ہے۔

(حدیث نمبر ۲۴۶) چنانچہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اِذَا صَلَّیْتُمْ عَلَی الْمَیِّتِ فَاَخْلِصُوْا لَهُ الدُّعَاءَ .

(ابو داود ج ۲ ص ۱۰۸، ابن ماجة ص ۱۰۹)

جب تم میت کی نماز جنازہ پڑھو تو اس کے لئے خالص کر کے دعاء کرو۔

علامہ ابن قیم لکھتے ہیں:

وَ يُذْكَرُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ اَمَرَ اَنْ يَقْرَأَ عَلَى الْجَنَازَةِ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ وَلَا يَصِحُّ اِسْنَادُهٗ .

(ترجمہ) ذکر کیا جاتا ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے نماز جنازہ میں سورۂ فاتحہ پڑھنے کا حکم دیا تھا لیکن اس کی سند صحیح نہیں۔

(زاد المعاد ج ۱ ص ۱۴۱)

اس کی ایک بڑی وجہ یہ بھی ہے کہ نماز جنازہ میں قراءت نہیں ہے۔

چنانچہ مدونہ کبریٰ میں ہے:

قُلْتُ لِابْنِ الْقَاسِمِ اَیُّ شَيْءٍ يُقَالُ عَلَى الْمَيِّتِ فِيْ قَوْلِ مَالِكٍ قَالَ الدُّعَاءُ لِلْمَيِّتِ قُلْتُ فَهَلْ يُقْرَأُ عَلَى الْجَنَازَةِ فِيْ قَوْلِ

مَالِکٍ قَالَ لَا (ج ا ص ۱۵۸)

(ترجمہ) میں نے ابن القاسم رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا کہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے مذہب میں میت پر کیا پڑھا جائے؟ فرمایا میت کے لئے دعاء۔ میں نے عرض کیا کہ کیا امام مالک کے قول میں نماز جنازہ میں قراءت ہے؟ فرمایا نہیں۔

چنانچہ ابن وہب نے بہت سے اکابر صحابہ حضرت عمر، حضرت علی، حضرت عبداللہ بن عمر، حضرت فضالہ بن عبیدہ، حضرت ابو ہریرہ، حضرت جابر بن عبداللہ، حضرت واثلہ بن اسقع اور اکابر تابعین مثلاً قاسم بن محمد، سالم بن عبداللہ، سعید بن المسیب، عطاء بن ابی رباح، یحیٰی بن سعید کے متعلق نقل کیا ہے کہ وہ نماز جنازہ میں قراءت نہیں کرتے تھے۔ اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اس کے معمول بہا ہونے کا انکار کیا ہے۔

(حوالہ مذکورہ)

البتہ سورۂ فاتحہ کے مضامین چونکہ حمد وثنا اور دعاء پر مشتمل ہیں۔ لہٰذا اگر کوئی شخص بلا نیت قراءت صرف حمد وثناء اور دعاء کے ارادہ سے پہلی تکبیر کے بعد جنازہ میں سورۂ فاتحہ پڑھ لے تو گنجائش ہے۔

رُوِیَ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ اَنَّہٗ سُئِلَ عَنْ صَلٰوۃِ الْجَنَازَۃِ ھَلْ یُقْرَأُفِیْھَا فَقَالَ لَمْ یُوَقِّتْ لَنَا رَسُولُ اللّٰہِ ﷺ قَوْلًا وَلَا قَرَاءَ ۃً وَفِیْ رِوَایَۃٍ دُعَاءً وَلَا قِرَاءَ ۃً کَبِّرْمَا کَبَّرَ الْاِمَامُ وَاخْتَرْ مِنْ اَطْیَبِ الْکَلَامِ مَاشِئْتَ ، وَفِیْ رِوَایَۃٍ وَاخْتَرْ مِنَ الدُّعَاءِ اَطْیَبَہٗ۔

(بدائع الصنائع ج ا ص ۳۱۳، مغنی ابن قدامۃ ج ۲ ص ۴۸۵)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ اُن سے نماز جنازہ میں قراءت کے متعلق سوال ہوا تو آپ نے فرمایا رسول اللہ ﷺ نے

ہمارے لئے کوئی خاص کلام اور قراءت مقرر نہیں فرمائی، ایک روایت میں ہے کہ کوئی خاص دُعا اور قراءت مقرر نہیں فرمائی، جب امام تکبیر کہے تو تم بھی تکبیر کہو، اور جو اچھے سے اچھا کلام (ثناء و دُعا، وغیرہ) چاہو اختیار کرو اور ایک روایت میں ہے کہ جو بہتر سے بہتر دعا ہو وہ اختیار کرو۔

مسئلہ نمبر ۱۰۳

تیسری تکبیر کے بعد کی دُعا

حمد وثناوصلوٰۃ کے بعد اب تیسری تکبیر کے بعد میت کے لئے دعا پڑھے۔
(حدیث نمبر ۲۴۷) ابو ابراہیم اشہلی کے والد کہتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ جنازہ پر یہ دعا پڑھتے تھے۔

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِحَیِّنَا وَمَیِّتِنَا وَشَاھِدِ نَا وَ غَائِبِنَا وَ صَغِیْرِ نَاوَ کَبِیْرِنَا وَذَکَرِنَا وَاُنْثَانَا اَللّٰھُمَّ مَنْ اَحْیَیْتَہٗ مِنَّا فَأَحْیِہٖ عَلَی الْاِسْلَامِ وَمَنْ تَوَفَّیْتَہٗ مِنَّافَتَوَفَّہٗ عَلَی الْاِیْمَانِ. (مصنف عبدالرزاق . القراء ۃ والدعاء)
(ترمذی: مایقول فی الصلوٰۃ علی المیت)

(ترجمہ) اے اللہ ہمارے زندوں اور مردوں کو بخش دے۔ ہمارے حاضر و غائب کو بخش دے۔ ہمارے چھوٹوں بڑوں کو بخش دے۔ ہمارے مردوں وعورتوں کو بخش دے اے اللہ تو ہم میں سے جس کو بھی زندہ رکھے اسلام پر زندہ رکھ اور ہم میں سے جس کو موت دے تو ایمان کی حالت میں موت دے۔

مسئلہ نمبر۱۰۴

نابالغ میت کی دعا

اگر میت نابالغ بچہ کی ہو تو دعا کرے کہ اللہ تعالیٰ اس کو ہمارے لئے آخرت میں اجر وثواب کا سبب بنادے۔

(بخاری ، قراءۃ فاتحۃ الکتاب علی جنازۃ)

اور چونکہ نابالغ بچہ احکام کا مکلّف نہیں ہوتا لہٰذا دعاءِ مغفرت کی ضرورت نہیں بس یہ دعا پڑھے۔

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ لَنَا فَرَطًا وَاجْعَلْهُ لَنَا اَجْرًا وَزُخْرًا وَاجْعَلْهُ لَنَا شَافِعاً وَ مُشَفَّعاً

اوراگر وہ میت نابالغ بچی کی ہوتو یہ دعا پڑھے۔

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهَا لَنَا فَرَطًا وَاجْعَلْهَا لَنَا اَجْرًا وَزُخْرًا وَاجْعَلْهَا لَنَا شَافِعَةً وَ مُشَفَّعَةً

اے اللہ اس بچہ کو ہمارا پیش رو بنادے اوراسے ہمارے لئے باعث اجر و ذخیرہ بنااوراسے ہماری سفارش کرنے والا بنااوراس کی سفارش کوقبول فرما۔

مسئلہ نمبر ۱۰۵

غائبانہ نماز جنازہ

نماز جنازہ کے لئے ضروری ہے کہ میت، جنازہ پڑھنے والوں کے سامنے موجود ہو اگر میت سامنے موجود نہ ہو تو غائبانہ نماز جنازہ درست نہیں۔

غائبانہ نماز جنازہ کے لئے حبشہ کے نجاشی بادشاہ کی نماز جنازہ پر قیاس کرنا صحیح نہیں کیونکہ یہ حضور ﷺ کی خصوصیت تھی اور بھی کئی ایسے وجوہ موجود ہیں جو اسے ایک مخصوص واقعہ قرار دیتے ہیں مثلاً یہی کہ بہت سے اکابر صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی وفات یا شہادت کے واقعات پیش آئے اور بذریعہ وحی، آنحضرت ﷺ کو اس کی خبر بھی ہوئی، مگر آپ ﷺ نے کسی کی غائبانہ نماز جنازہ نہ پڑھی مثلاً قراء صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں حضرت خبیب کی شہادت، جو کہ حضور ﷺ کو نہایت محبوب تھے، ان کی شہادت کی اطلاع حضرت جبرئیل علیہ السلام کے ذریعہ حضور ﷺ کو ملی مگر آپ نے نہ خود غائبانہ نماز جنازہ پڑھی نہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو حکم دیا کہ وہ ہی پڑھ لیں۔

حضور ﷺ کی وفات کے بعد خلفاء اربعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی وفات و شہادت کے واقعات پیش آئے اور ظاہر ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں ان چاروں سے بڑھ کر کون تھا؟ مگر کہیں بھی ان کی غائبانہ نماز جنازہ نہیں پڑھی گئی، حالانکہ سارے صحابہ کرام جنازہ کے وقت موجود نہ تھے، بہت سے غیر حاضر اور غیر موجود بھی تھے مگر غیر موجود صحابہ نے اطلاع ملنے پر غائبانہ نماز جنازہ نہیں پڑھی۔

نجاشی کی غائبانہ نماز جنازہ کی خاص وجہ یہ ہے کہ نجاشی کی میت بطور معجزہ

حضور علیہ کے سامنے کر دی گئی تھی اور درمیانی حجابات اٹھا دیئے گئے تھے، جیسا کہ معراج سے واپسی کے بعد کفار کے سوالات پر بیت المقدس حضور علیہ کے سامنے کر دیا گیا اور حجابات اٹھا دیئے گئے (تمہید لابن عبدالبر) اور ظاہر ہے کہ یہ حضور علیہ کی خصوصیت تھی کہ نظروں سے اوجھل چیز، بطور معجزہ نظروں کے سامنے آ گئی۔

جنازہ میں شریک صحابہ کرامؓ کو بھی محسوس ہونے لگا تھا کہ جنازہ حضور علیہ کے سامنے موجود ہے۔

(حدیث نمبر ۲۴۸) چنانچہ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ اَخَاكُمُ النَّجَاشِیَّ قَدْمَاتَ فَصَلُّوْا عَلَيْهِ فَقَامَ فَصَفَفْنَا خَلْفَهٗ فَكَبَّرَ عَلَيْهِ اَرْبَعًا وَمَا نَحْسِبُ الْجَنَازَةَ اِلَّا بَيْنَ يَدَيْهِ. (ابن حبان)

(ترجمہ) جناب رسول اللہ علیہ نے فرمایا تمہارے بھائی نجاشی کا انتقال ہو گیا ہے، اس کی نماز جنازہ پڑھو۔ پس ہم حضور علیہ کے پیچھے صف بنا کر کھڑے ہو گئے حضور علیہ نے چار تکبیریں کہیں اور ہم یہی گمان کرتے تھے کہ جنازہ حضور علیہ کے سامنے ہے۔

(حدیث نمبر ۲۴۹) عن ابی هريرةَ رضی اللّٰه تعالٰی عنه اَنَّ رسولَ اللّٰهِ ﷺ نَعَى النَّجَاشِيَّ فِي الْيَوْمِ الَّذِيْ مَاتَ فِيْهِ، خَرَجَ إِلَى الْمُصَلّٰى فَصَفَّ بِهِمْ وَ كَبَّرَ اَرْبَعاً. (بخاری)

(ترجمہ) حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ آنحضورؐ نے نجاشی کے فوت ہو جانے کی اس دن خبر فرمائی جس دن وہ فوت ہوا، پھر جنازہ گاہ کی طرف نکلے اور صحابہ کی صف بنوائی اور جنازہ کی چار تکبیریں کہیں۔

مسئلہ نمبر ۱۰۶

مسجد میں نمازِ جنازہ؟

نماز جنازہ مسجد میں نہ پڑھی جائے حضور ﷺ نے اس سے ممانعت فرمائی ہے۔

(حدیث نمبر ۲۵۰) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ صَلّٰی عَلٰی جَنَازَةٍ فِی الْمَسْجِدِ فَلَیْسَ لَهٗ شَیْءٌ.
(ابن ماجة ص ۱۱۰، ابو داود ج ۲ ص ۱۰۲)

(ترجمہ) حضرت ابو ہریرہ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جس نے مسجد میں نماز جنازہ پڑھی اس کے لئے کچھ بھی نہیں ہے۔ (یعنی نہ نماز ہوئی نہ اجر وثواب ملا)

علامہ ابن قیم نے زاد المعاد ج ۱ ص ۱۴۰ پر اس حدیث کی تصحیح وتوثیق کی ہے اور لکھا ہے کہ حضور ﷺ کی سنت اور عادت مبارکہ خارج مسجد، نماز جنازہ پڑھنے کی تھی۔

(حدیث نمبر ۲۵۱) عن عبدِاللّٰهِ بنِ عُمَرَ اَنَّ الْیَهُوْدِ جَاءُوْا اِلَی النبیِّ ﷺ بِرَجُلٍ مِنْهُمْ وَامْرَاَةٍ زَنَیَا فَاَمَرَ بِهِمَا فَرُجِمَا قَرِیْبًا مِنْ مَوْضِعِ الْجَنَائِزِ عِنْدَ الْمَسْجِدِ. (بخاری ج ۱ ص ۱۷۷)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ یہودی نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس اپنے ایک ایسے مرد وعورت کو لائے جنہوں نے زنا کیا تھا، آپ ﷺ نے ان کے بارے میں سنگسار کرنے کا حکم دیا چنانچہ انہیں جنازہ گاہ کے قریب مسجد نبوی سے متصل سنگسار کیا گیا۔

(حدیث نمبر ۲۵۲) عن صالح مَوْلَی التَّوْأَمَةِ عَنْ اَبی هُریرةَ قال قال رسولُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ صَلّٰی عَلٰی جَنَازَةٍ فِی الْمَسْجِدِ فَلا شَیْ ءَ لَهُ ، قَالَ صَالِحٌ وَاَدْرَکْتُ رِجَالًا مِمَّنْ اَدْرَکُوْا النَّبِیَّ ﷺ وَاَبَابَکْرٍ اِذَا جَاءُ وْافَلَمْ یَجِدُوْا اِلَّااَنْ یُصَلُّوْا فِی الْمَسْجِدِ رَجَعُوْافَلَمْ یُصَلُّوْا.

(منحة المعبود فی ترتیب مسند الطیالسی ابی داود ج ا ص ۱۶۵)

حضرت صالح مولی توأ مہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا جناب رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ جس نے مسجد میں نماز جنازہ پڑھی اس کے لئے کوئی اجر نہیں ہے، حضرت صالح رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے بہت سے ایسے لوگوں کو جنہوں نے رسول اللہ ﷺ اور حضرت ابو بکر کا زمانہ پایا ہے۔ دیکھا کہ وہ جب نماز جنازہ کے لئے آتے او رانہیں نماز جنازہ کے لئے مسجد کے سوا کوئی جگہ نہ ملتی تو وہ واپس ہو جاتے اور مسجد میں نماز جنازہ نہ پڑھتے۔

تمت بالخیر

الحمدللہ! اللہ کے فضل سے ''فقہ حنفی کے مطابق نماز پڑھنے'' کے متعلق قرآن وسنت اور صحابہ وتابعین کے چند مستند ارشادات جمع کر دیئے ہیں اور مخالفین کے بعض اعتراضات اور دلائل کے جوابات بھی تحریر کر دیئے ہیں نیز ان پر کچھ لا جواب سوالات بھی قائم کئے گئے ہیں جن کی مدد سے اب قارئین کو یہ ذخیرہ اس حالت میں مل گیا ہے کہ ان کے دلوں کو انشاء اللہ اطمینان اور منکرین کیلئے گراں بار چٹان ثابت ہوگا۔ اللہ قبول فرمائے۔

فقط والسلام

امداد اللہ انور

مآخذ کتب

علماء اہلسنت کی کتابیں

۱-	قرآن کریم	
۲-	آثار السنن	علامہ محمد بن علی نیموی
۳-	احسن الکلام	استاذ م شیخ الحدیث مولانا ابوالزاہد محمد سرفراز خان صفدر
۴-	حجۃ اللہ البالغہ	امام شاہ ولی اللہ محدث دہلوی
۵-	حدیث اور اہلحدیث	حضرت مولانا انوار خورشید صاحب
۶-	نور الصباح	حضرت مولانا حبیب اللہ ڈیروی صاحب
۷-	غیر مقلدین کی غیر مستند نماز	حضرت مولانا محمد امین اوکاڑوی
۸-	تجلیات صفدر	حضرت مولانا محمد امین اوکاڑوی
۹-	رسول اکرم کا طریقہ نماز	مولانا مفتی جمیل نذیری
۱۰-	نماز پیمبر	مولانا محمد الیاس فیصل
۱۱-	فتاویٰ شامی	علامہ ابن عابدین شامی
۱۲-	الاشباہ والنظائر	امام ابن نجیم
۱۳-	عقد الجید	امام شاہ ولی اللہ محدث دہلوی
۱۴-	معجم طبرانی صغیر	امام ابوالقاسم الطبرانی
۱۵-	مجمع الزوائد	امام نور الدین ہیثمی
۱۶-	کنز العمال	حضرت علی متقی برہان پوری
۱۷-	ابوداود	امام ابوداود

۱۸- ابوداود نسخہ ابن الاعرابی	امام ابوداود
۱۹- ابن ماجۃ	امام ابن ماجہ
۲۰- مسلم	امام مسلم
۲۱- مشکوٰۃ	علامہ ولی الدین خطیب تبریزی
۲۲- مستدرک	امام ابوعبداللہ الحاکم
۲۳- التلخیص الحبیر	حافظ ابن حجر عسقلانی
۲۴- طبرانی کبیر	امام طبرانی
۲۵- اتحاف السادۃ المتقین شرح احیاء علوم الدین	علامہ زبیدی
۲۶- سنن الکبریٰ	امام بیہقی
۲۷- النہایۃ	امام ابن اثیر
۲۸- ترمذی	امام ترمذی
۲۹- بلوغ المرام	حافظ ابن حجر عسقلانی
۳۰- معرفۃ الصحابہ	ابن مندہ
۳۱- اعلاء السنن	مولانا ظفر احمد عثمانی
۳۲- شرح معانی الآثار	امام طحاوی
۳۳- موطا امام محمد	امام محمد
۳۴- سنن دارقطنی	امام دار[illegible]
۳۵- صحیح البخاری	امام بخاری
۳۶- معجم طبرانی اوسط	امام طبرانی
۳۷- مسند دارمی	امام دارمی
۳۸- نصب الرایۃ	امام زیلعی
۳۹- مصنف ابن ابی شیبہ	امام ابن ابی شیبہ

۴۰- مسند اسحاق بن راہویہ	امام اسحاق بن راہویہ	
۴۱- کتاب الحج (کتاب الحجۃ علی اہل المدینہ)		امام محمد
۴۲- مسند ابوداود طیالسی	امام ابوداود طیالسی	
۴۳- مسند بزار	امام بزار	
۴۴- عمدۃ القاری شرح بخاری	علامہ عینی	
۴۵- سنن نسائی	امام نسائی	
۴۶- الازہار المتناثرۃ	علامہ جلال الدین سیوطیؒ	
۴۷- معارف السنن شرح ترمذی	علامہ محمد یوسف بنوری	
۴۸- ہدایہ	امام مَرغینانی	
۴۹- شرح وقایہ		
۵۰- صحیح مسلم	امام مسلم	
۵۱- مسند امام احمد	امام احمد بن حنبل	
۵۲- موطا امام مالک	امام مالک	
۵۳- کتاب العلل	امام ترمذی	
۵۴- شرح المہذب	امام نووی	
۵۵- المغنی	امام ابن قدامہ حنبلی	
۵۶- اوجز المسالک شرح موطا امام مالک	شیخ الحدیث مولانا زکریا کاندیلوی	
۵۷- صحیح ابن خزیمۃ	امام ابن خزیمہ	
۵۸- صحیح ابن حبان	امام ابن حبان	
۵۹- مسند ابوعوانہ	امام ابوعوانہ	
۶۰- فتح الملہم شرح صحیح مسلم	علامہ شبیر احمد عثانی	
۶۱- مصنف عبدالرزاق	امام عبدالرزاق بن ہمام	

۶۲- نیل الاوطار	محمد بن علی شوکانی
۶۳- الامام	ابن دقیق العید
۶۴- المحلی	ابن حزم
۶۵- الخلافیات	امام بیہقی
۶۶- الدرایہ	حافظ ابن حجر عسقلانی
۶۷- شمائل ترمذی	امام ترمذی
۶۸- تعلیم السلام	مفتی کفایت اللہ دہلوی
۶۹- الجوہر النقی علی سنن البیہقی	علامہ ماردینی ابن ترکمانی
۷۰- بذل المجہود شرح ابوداود	حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوری
۷۱- طوالع الانوار شرح درمختار	
۷۲- تخریج احادیث الاختیار شرح المختار	حافظ قطلو بغا
۷۳- مسند امام زید	امام زید
۷۴- قاعدہ فی انواع الاستفتاح	علامہ ابن تیمیہ
۷۵- مسند الفردوس دیلمی	امام دیلمی
۷۶- زاد المسیر	علامہ ابن الجوزی
۷۷- مرقات شرح مشکوۃ	علامہ ملا علی القاری
۷۸- طیبی شرح مشکوۃ	علامہ طیبی
۷۹- جامع المسانید	علامہ ابوالمؤید خوارزمی
۸۰- تفسیر ابن کثیر	امام ابن کثیر
۸۱- تفسیر ابن جریر طبری	امام ابن جریر
۸۲- کتاب القراءۃ	امام بیہقی
۸۳- تہذیب التہذیب	حافظ ابن حجر عسقلانی

۸۴- تدریب الراوی	علامہ جلال الدین سیوطی
۸۵- تنوع العبادات	علامہ ابن تیمیہ
۸۶- فتاوی ابن تیمیہ	علامہ ابن تیمیہ
۸۷- تاریخ ابن خلدون	علامہ ابن خلدون
۸۸- التحقیق الحسن	علامہ محمد بن علی نیموی
۸۹- نفحۃ العنبر	علامہ محمد یوسف بنوری
۹۰- فتح الباری شرح بخاری	حافظ ابن حجر عسقلانی
۹۱- مقدمہ فتح الباری شرح بخاری	حافظ ابن حجر عسقلانی
۹۲- ارشاد الساری شرح بخاری	علامہ قسطلانی
۹۳- ازالہ ستر	علامہ انور شاہ کشمیری
۹۴- شرح المقنع الکبیر	شمس الدین ابن قدامہ
۹۵- برہان العجائب	امام ابن خزیمہ
۹۶- مقدمہ	علامہ ابن صلاح
۹۷- توجیہ النظر	علامہ جزائری
۹۸- غایۃ المأمول	علامہ ابن صلاح
۹۹- نووی شرح مسلم	امام محی الدین نووی
۱۰۰- شرح نخبۃ الفکر	حافظ ابن حجر عسقلانی
۱۰۱- تذکرہ الحفاظ	علامہ ذہبی
۱۰۲- تاریخ بغداد	علامہ خطیب بغدادی
۱۰۳- تہذیب الاسماء واللغات	امام محی الدین نووی
۱۰۴- شذرات الذہب	علامہ ابن عماد الحنبلی
۱۰۵- جزء القراءۃ	امام بخاری

۱۰۶- التمہید	حافظ ابن عبد البر اندلسی
۱۰۷- روح المعانی	علامہ آلوسی
۱۰۸- فصل الخطاب	علامہ انور شاہ کشمیری
۱۰۹- احکام القرآن	امام ابو بکر جصاص رازی
۱۱۰- لسان المیزان	حافظ ابن حجر عسقلانی
۱۱۱- مقدمہ تجرید البخاری	علامہ زبیدی
۱۱۲- الجامع الصغیر	امام سیوطی
۱۱۳- ہدایۃ المجتہد	علامہ ابن رشد مالکی
۱۱۴- حاشیہ مشکوۃ	حضرت مولانا احمد علی سہارنپوری
۱۱۵- امام الکلام	مولانا عبدالحی لکھنوی
۱۱۶- غیث الغمام	مولانا عبدالحی لکھنوی
۱۱۷- فتح القدیر	محمد بن علی شوکانی
۱۱۸- البدایہ والنہایہ	حافظ ابن کثیر
۱۱۹- میزان الاعتدال	علامہ ذہبی
۱۲۰- شرح نقایہ	ملا علی القاری
۱۲۱- بغیۃ الالمعی	
۱۲۲- منتخب کنز العمال	حضرت علی متقی برہان پوری
۱۲۳- اظہار التحسین باخفاء التامین	حضرت مولانا حبیب اللہ ڈیروی
۱۲۴- تفسیر جلالین	علامہ جلال الدین سیوطی
۱۲۵- تقریب التہذیب	حافظ ابن حجر عسقلانی
۱۲۶- کتاب الکنی	ابو بشر دولابی
۱۲۷- زاد المعاد	علامہ ابن قیم الجوزیہ

۱۲۸- العرف الشذی	علامہ انور شاہ کشمیری
۱۲۹- تہذیب الآثار	امام ابن جلیل تبری
۱۳۰- کتاب الکنیٰ والاسماء	
۱۳۱- نیل الفرقدین	علامہ محمد انور شاہ کشمیری
۱۳۲- تیسیر الوصول	
۱۳۳- الکوکب الدری	
۱۳۴- مسند حمیدی	امام حمیدی
۱۳۵- فص الوعاء فی احادیث رفع الیدین فی الدعاء	علامہ جلال الدین سیوطی
۱۳۶- مجمع البحار	علامہ محمد طاہر پٹنوی
۱۳۷- مسک الختام	
۱۳۸- کتاب العلل	امام دار قطنی
۱۳۹- التعلیق الممجد	مولانا عبدالحی لکھنوی
۱۴۰- کتاب الآثار	امام محمد
۱۴۱- السعایۃ	مولانا عبدالحی لکھنوی
۱۴۲- سنیۃ رفع الیدین فی الدعاء بعد الصلوٰۃ المکتوبۃ	محمد بن عبدالرحمٰن الزبیدی
۱۴۳- جامع المسانید والسنن	امام ابن کثیر
۱۴۴- مراسیل	امام ابوداود
۱۴۵- الکامل فی الضعفاء	امام ابن عدی
۱۴۶- بنایہ شرح ہدایہ	علامہ عینی
۱۴۷- جزء رفع الیدین	امام بخاری
۱۴۸- مسند ابوحنیفہ	علامہ حصکفی
۱۴۹- منتقی الاخبار مع شرح نیل الاوطار	ابن جارود

۱۵۰- مختصر فتاویٰ ابن تیمیہ — ابن تیمیہ
۱۵۱- اختلاف امت اور صراط مستقیم — مولانا محمد یوسف لدھیانوی
۱۵۲- فتح القدیر شرح ہدایہ — علامہ ابن الہمام
۱۵۳- رکعتین بعد الوتر — مولانا امداداللہ انور
۱۵۴- قیام اللیل — محمد بن نصر المروزی
۱۵۵- الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب — علامہ ابن عبدالبر اندلسی
۱۵۶- معرفۃ السنہ — امام بیہقی
۱۵۷- فیض الباری شرح بخاری — علامہ انور شاہ کشمیری
۱۵۸- مراقی الفلاح — علامہ حسن بن عمار شرنبلالی
۱۵۹- البحر الرائق — علامہ ابن نجیم
۱۶۰- تحفۃ الاخیار
۱۶۱- احیاء العلوم — امام غزالی
۱۶۲- الفتاوی المصریہ
۱۶۳- مختار الصحاح للرازی — امام رازی حنفی
۱۶۴- مسند امام شافعی — امام شافعی
۱۶۵- المدونۃ الکبری — امام مالک
۱۶۶- بدائع الصنائع — علامہ کاسانی
۱۶۷- منحۃ المعبود فی ترتیب مسند الطیالسی ابی داود — علامہ ساعاتی

غیر مقلدین کی کتابیں

۱۔ تمام المنۃ	ناصر الدین البانی
۲۔ فیصلہ مکہ	علماء غیر مقلدین
۳۔ الجسر البلیغ	
۴۔ لغات الحدیث	علامہ وحید الزمان
۵۔ عرف الجادی	نواب نور الحسن
۶۔ حاشیہ صلوۃ الرسول	مولوی عبد الرؤف
۷۔ نزل الابرار	نواب صدیق حسن خان
۸۔ اہلحدیث کے امتیازی مسائل	
۹۔ رسالہ آمین بالجہر	مستری نور حسین
۱۰۔ صلوۃ الرسول	محمد صادق سیالکوٹی
۱۱۔ اشاعۃ السنہ	مولوی محمد حسین بٹالوی
۱۲۔ نقوش ابوالوفاء	امام خان نوشہروی غیر مقلد مؤرخ
۱۳۔ توضیح الکلام	ارشاد الحق اثری
۱۴۔ ترجمان الحدیث	رسالہ غیر مقلدین
۱۵۔ الاعتصام	رسالہ غیر مقلدین
۱۶۔ عقیدہ محمدیہ	
۱۷۔ دلیل الطالب	نواب صدیق حسن خان
۱۸۔ تعلیق المغنی شرح دار قطنی	علامہ شمس الحق
۱۹۔ خیر الکلام	

۲۰- بدور الاہلہ	نواب صدیق حسن خان
۲۱- سبل السلام	
۲۲- عون الباری	نواب صدیق حسن خان
۲۳- تحقیق الکلام	
۲۴- ہداۃ السائل	نواب صدیق حسن خان
۲۵- صفۃ صلوۃ النبی	
۲۶- عون المعبود شرح ابوداود	علامہ شمس الحق
۲۷- اثبات رفع الیدین	نور حسین گھر جاکھی
۲۸- حقیقۃ الفقہ	محمد یوسف جے پوری
۲۹- تحفۃ الاحوذی	مولانا عبدالرحمٰن مبارکپوری
۳۰- فتاویٰ نذیریہ	مولانا نذیر حسین دہلوی
۳۱- فتاویٰ ثنائیہ	مولانا ثناء اللہ امرتسری
۳۲- فتاویٰ علماء اہلحدیث	
۳۳- ابکار المنن	مولانا عبدالرحمٰن مبارکپوری

دیگر تالیفات مولانا امداد اللہ انور

غیر مطبوعہ عربی تالیفات

(۱)أحکام القرآن للتھانوی منزل چھارم مع مفتی جمیل احمد التھانوی (۵ جلد)

(۲)وجوب التقلید

(۳)وراثة الأنبیاء

(۴)علامات الأصفیاء و کرامات الأولیاء

(۵)إیصال الثواب فی الإسلام

(۶)حد الرجم علی المحصن

(۷)کرامةُ الإنسان

(۸)نقمة الاغبیاء بعصمة الأنبیاء

(۹)وجوب الأضحیة

(۱۰)تراجم مدونی الفقه الحنفی

(۱۱)حکم الدعوات عقیب الصلوات

(۱۲)حکم الرقی والعوذات فی ضوء الشریعة

(۱۳)اللواطة و حده عند الائمة الأربعة وترجیح التعزیر علیه

(۱۴)أحادیث حرمة اللواطة

(۱۵)نجاسة المنی

غیر مطبوعہ اردو تالیفات

(۱۶)ترجمۃ القراءۃ الراشدۃ حصہ اولی (زیر تکمیل)

(۱۷)ترجمۃ القراءۃ الراشدۃ حصہ دوم (زیر تکمیل)

(۱۸)رکعتین بعد الوتر

(۱۹)احکام عشر

(۲۰)احکام زراعت

(۲۱)احکام تجارت

(۲۲)قاضی شریح

(۲۳)خصوصیات اسلام

(۲۴)مسیحی ذرائع تبلیغ وترقی اوران کاسد باب

(۲۵)فضائل شب قدر

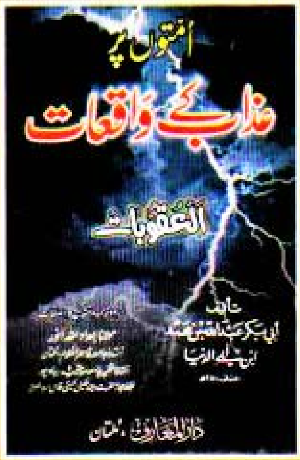
(۲۶)تکمیل ترجمہ اعلاء السنن آٹھ جلد مکمل

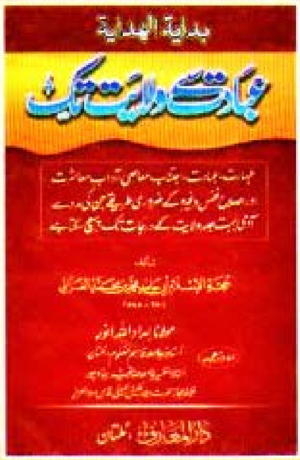
(۲۷)اولیاء کرام اوران کی پہچان

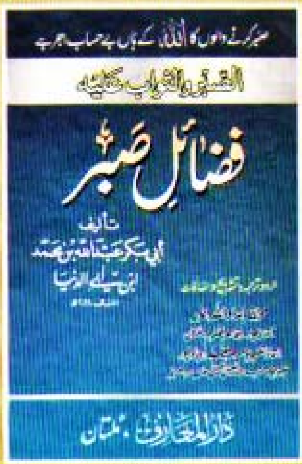
(۲۸)عورت کی سربراہی

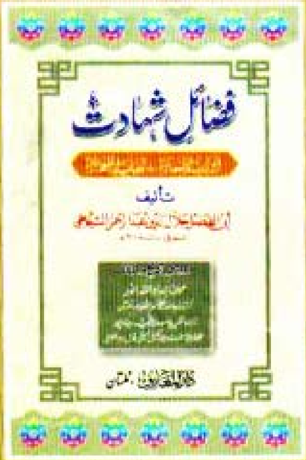
(۲۹)مسیحیت کا ماضی، حال اور مستقبل

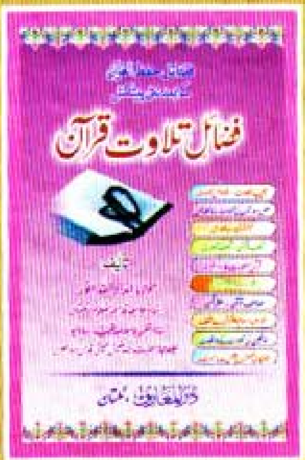
(۳۰)مجموعہ مقالات

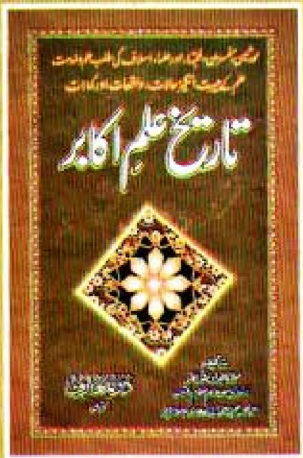

امتوں پر
عذاب کے واقعات
العقوبات
تالیف
ابی بکر عبداللہ بن محمد
ابن ابی الدنیا
دار المعارف، ملتان


بداية الهداية
عبادات سے ولایت تک
دار المعارف، ملتان


الصبر والثواب عليه
فضائل صبر
تالیف
ابی بکر عبداللہ بن محمد
ابن ابی الدنیا
دار المعارف، ملتان


فضائل شہادت
تالیف
دار المعارف، ملتان


فضائل تلاوت قرآن
تالیف
دار المعارف، ملتان


تاریخ علم اکابر